

2528

اذکارِ قلندی

مؤلف

پیر فرح بخش فرحت

متوفی ۵۶ هـ ۱۲
۲۰ ۶ ۱۸

شامع کرده

نامی — متولی

در ۶۶ هـ ۱۳
۵۶ ۶ ۱۹

۲۰

**Collection of Prof. Muhammad Iqbal Mujaddidi
Preserved in Punjab University Library.**

پروفیسر محمد اقبال مجددی کا مجموعہ
پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں محفوظ شدہ



اعلانِ ضروری

یہ کتاب مصنف علیہ الرحمۃ کی تصنیف کے تحفظ اور حضرت قلندر شاہ متوفی ۱۲۴۸ھ، ان کے خاندان اور اراوتمندوں کی یاد قائم کرنے کے لئے بصرف کثیر درگاہ حضرت عبدالجلیل ہوری (متوفی ۱۹۱۸ھ) کی طرف سے شائع کی گئی ہے۔ صوفی منش اور تاریخ سے دلچسپی رکھنے والے اصحاب اور مشہور لائبریریوں کے منتظم خود تشریف لاکر یا محصل لڈاک ۴۰ (دس آنہ) بھیج کر مفت حاصل کر لیں اور دعائے خیر سے یاد فرمائیں۔ (یہ کتاب ۱۲۲۶- اوراق پر مشتمل ہے۔)

پتہ

(۱) پیر غلام دستگیر نامی متولی مکاندار، ۱۴۱۹ء محلہ چلہ بی بیان لاہور

(۲) صاحبزادہ محمد افضل شاہ سجادہ نشین رتہ پیراں ضلع شیخوپورہ

المعلنین - محمد البکر ہاشمی - بی۔ ایس۔ سی کاٹن انسپکٹر

پیر غلام دستگیر نامی نے حاجت سلام پیر برادر تھ روڈ لاہور میں باہتمام شیخ حسن الدین پرنسپل چھوڑ کر درگاہ حضرت عبدالجلیل چوہدر شاہ بندگی واقع متھلی ریٹیلے پولیس لائن لاہور سے شائع کیا۔

لَا يُؤْتُونَ هِيَ الْحَقَّ أُولَئِكَ شَرُّ النَّاسِ
 هِيَ فَرْحٌ بَخِشٍ وَدَجَالٌ ذَكَرَ خَيْرٌ أُولَئِكَ

وہ چلے جس راہ پر ہو تو بھی اس پر گامزن
 یعنی براہِ قلندر شاہ و عبدالمجید و ابو الحسن
 (مکاری)

اَذْكَارِ قَلَنْدَرِي

مشکل بر حالاتِ آباء و اجداد و اولاد و مردانِ خاندان

حضرت عبدالجلیل جوہر شاہ بندگی لاہوری عظیمہ اللہ تعالیٰ متوفی یکم رجب ۱۹۱۰ھ

باخصوص حامل حالات ولی بے اشتباہ

حضرت پیر قلندہ شاہ قادری چشتی نقشبندی سہروردی قدس سرہ العزیز

لاہوری دمتوفی ۲۴ رمضان ۱۳۲۸ھ مدفون رتھ پیراں تحصیل شاہد روضہ شہجوپورہ

مؤلفہ

برادر و مرید شہ پیر فرح بخش قریشی ابوسفیانی ہرکاری

مالکی سہروردی لاہوری مدفون رتھ پیراں

سنہ ۱۳۴۴ھ مطابق سنہ ۱۹۲۶ھ

130555

نیازمند غلام دستگیر نامی

لاہوری مقولی اوقاف اشرف نے چھپوا کر درگاہ جلید
واقع منقسل ریویو پبلیش لائٹرز لاہور سے برائے افادہ
افراد خاندان و عقیدت مندان سعادت نشان شائع کیا

۱۳۶۶ھ

مطابق

۱۹۵۶ء

فہرست مضامین و سیاچہ از کار قلندری

مضمون

صفحہ

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
	شجرہ مریدان حضرت قلندر شاہ	۵	تذکرہ روح پر فتوح حضرت اشرف
۳۲	راز اولاد پیر ابو الحسن ثانی	۷	عیش لفظ از پروفیسر شجاع الدین ایم اے
۳۳	مدح حضرت پیر قلندر شاہ رجب بان پنجابی	۷	تقریب از نامی
۳۶	خلافت نامہ حضرت مراد شاہ	۹	تاریخ جلیبہ کے متعلق راہیں
	حضرت شیخ ابو الحسن بکاردی کے نسب کے متعلق		مصنف از کار قلندری کا شجرہ نسب ذکر
۳۷	حرف تحقیق	۱۲	شہادت و اول مصنف و متعلقین کی مراجعت طرف
	حضرت ابو سفیان بن عارض		سند شاہ کی تاریخ وفات
۲۹	عبتہ بن ابو سفیان		رتہ پیراں میں سکونت
	عروج و زوال نبی امیہ		جاگیر کے فراہم کی نقول
۳۰	حضرت ابو الحسن میں اعلیٰ مہکتوں کی حالت	۱۸	بیخاڑ زانا
	سلفا بنی امیہ بنی عباس کا تعلق		والد سے عقیدت اور مشیر سے محبت
۳۱	حضرت ابو سفیان	۲۱	تاریخ رطلت پیر فرح بخش
	بانیوں سے تعلق بنی امیہ کا ملک		تاریخ وفات پیر حیدر شاہ
۳۲	قمان توجہ اولاد حضرت ابو الحسن	۲۲	پیر فرح بخش اور ان کی بن بھائیوں کی اولاد
	حضرت ابو الحسن کا سلسلہ		کا شجرہ
۳۶	بزرگ زادگان		اولاد پیر فرح بخش
۳۷	بکاردی خاندان سے تعلق	۲۵	پیر فرح بخش کی جائداد سے فائدہ اٹھانے والے
	ذرات المہمات خاندان جلیبہ لہری نامی		تساویف پیر فرح بخش
	تاریخ تریاری طباعت از کار قلندری		توسعہ علیہ اللہ: رادغان
		۲۹	تساویف حضرت قلندر شاہ
		۳۰	شجرہ مریدان حضرت قلندر شاہ راز اولاد شیخ بہاء الدین

Marfat.com

نذر دوح پر فتوح حضرت اشرف

کتاب "اذکار قلندر" جو شائع ہو رہی ہے۔ یہ میرے خال محترم و خسر مکرم سیدنا محمد اشرف عالم شاہ متوفی ۱۳۵۱ھ (۱۹۳۲ء) کے جلیل القلم حضرت پیر قلندر شاہ ولی قدس سرہ العزیز کے تلامذہ اور مریدوں کے عمالات میں ولی موصوف کے بھائی اور مرید کی تصنیف ہے۔ لہذا میں اسے اشرف کی روح پر فتوح کی نذر کرتا ہوں۔ انہوں نے بزرگوں کے نیک نام زندہ رکھنے کے لئے وقف قائم کئے۔ تو متولی آئنا بزرگوں کے قیام اور اشاعت تالیفات پر قادر ہوا۔

جزاء اللہ احسن الجزاء
یہ جو چمخاندہ عالم کی بیٹی سے ہے باقی
محمد اشرف عالم ہی انامی! اس کے ہیں ساتی

نذر گزار غلام دستگیر نامی
متولی اوقاف اشرف

پیر قلندر شاہ کی پوتی کا بیٹا اور پیر فرح بخش کے نواسے کا فرزند

سے سلطان اتار کین حضرت جمید الدین حاکم متوفی ۷۳۱ھ مدفن قلعہ مومبارک ضلع ریم یارخان



جنہوں نے بزرگان خاندان کا نام زندہ رکھنے کے لئے
جائدادیں وقف فرمائیں۔



غلام دستگیر ناسی متولئی اوقاف اشرف
کا فوٹو ۱۹۵۶ء

پیش نظر

مخدوم غلام دستگیر نانی لاہور کے ان بزرگوں میں سے ہیں۔ جن کا علمی اور تاریخی ذوق اس دور میں غنیمت ہے۔ انہوں نے بہت سی کتابیں لکھی ہیں۔ جن میں سے اکثر کا تعلق ان کے خاندان کی تاریخ سے ہے۔ اور پیرانہ سالی کے باوصف وہ اپنے لمحاتِ فرصت اسی تاریخی ذوق کی تسکین میں صرف کرتے ہیں۔

ان کے جدِ اعلیٰ حضرت عبد الجلیل لودھیوں کے دور کے ایک مقتدر بزرگ تھے۔ انہوں نے لاہور میں مختلف قلم کی۔ اور تمام عمر ترویجِ علومِ ظاہری و باطنی اور تبلیغِ اسلام میں گزار دی۔ بہت سے راجپوت اور گوجر خاندان ان کی تبلیغ سے وارثہ اسلام میں آئے۔ ۱۵۰۴ء کو فوت ہوئے۔ اور انکا مزار ایک کورڈر ڈیپر قلعہ گوجر سنگھ کے قریب زیارت گاہِ انام ہے۔ خانوادہ جلیلیہ اس وقت سے لاہور میں مقیم ہے۔ اور سر زمانے میں اس کے افراد خاندانی شرافت اور علمی کمال کی وجہ سے مقتدر رہے ہیں۔

حضرت پیر محمد اشرف مالم شاہ علیہ الرحمہ المتوفی ۱۹۳۲ء نے اپنی جہاد کا بہت سا حصہ بزرگوں کے مزارات کی نگہداشت اور ان کے حالات کی اشاعت پر ترجیح کرنے کے لئے وقف کر دیا تھا۔ چنانچہ ان کے بھائی مخدوم غلام دستگیر صاحب نانی اس کام کو باطنی احسن انجام دے رہے ہیں۔

قدیم یادگاروں کے شائقینوں کے لئے یہ مقام مسرت ہے۔ ان نانی صاحب اپنے خاندانی اہل علم کا ایک نادر علمی تحفہ "اذکار قلندری" جو پیر محمد اشرف مالم شاہ مرحوم کے اولاد پر قلندر شاہ کے ہاتھ سے "تذکرہ طبع سے آراستہ کر کے منظر عام پر لارہے ہیں۔

اس کے مولف قلندر شاہ صاحب کے جد نے بہالی پہ فرح بخش صاحب ہیں۔ اذکار قلندری کا پیرا مرقوم نانی صاحب میں نے دیکھا ہے۔ وہ تمام ضروری اور مفید معلومات کا حامل ہے۔ اس لئے اب میری طرف سے اور کسی اتنا نے کی ضرورت نہیں۔ میں انیس اس کو شش پر مبارک باد دیتا ہوں۔ اور درخواست کرتا ہوں کہ وہ تذکرہ طبعیہ کا دوسرا ایڈیشن جی جلد شائع کریں۔ تاہم قدیم حضرت قلب العالم عبد الجلیل صاحب

کی سوانح عمری ہے۔ جو ان کے چھوٹے بھائی اور خلیفہ شیخ ابو بکرؓ نے مرتب کی تھی۔ علاوہ ازیں حضرت مراد شاہ۔ اور ان کے بھائی شیخ عبدالرشید شاہ۔ منیر شاہ اور فریح بخش صاحب کے مکتوبات بھی شائع کرنے کی ضرورت ہے۔ جن میں بہت سے تاریخی واقعات سے حوالے ملتے ہیں۔ میری رائے میں اوقاف کی آمدنی کا یہ بہترین مصرف ہے۔ کہ بزرگوں کی تحریروں اور ان کی پاکیزہ زندگیوں کے حالات کو شائع کیا جائے۔ کیونکہ ایسی کوششیں تاریخ کے بہت سے تاریک گوشوں کو منور کرتی ہے۔

امید ہے کہ نامی صاحب اپنے بزرگوں کی تمام تصانیف کو جو محفوظ حالات کی صورت میں ان کے پاس ہیں یکے بعد دیگرے شائع کرا دیں گے۔

پروفیسر محمد شجاع الدین

صدر شعبہ تاریخ و بیالنگھ کالج لاہور

لاہور ۲ جون ۱۹۵۷ء

شکریہ

میں پروفیسر صاحب موصوف کا ممنون ہوں۔ کہ ان کو بدد شعور سے ہمارے بڑگان خاندان سے عقیدت رہی ہے اور انہی کی ترغیب پر میں نے بزرگوں کی کئی کتابیں شائع کی ہیں :-

نیاز آگین : ذہنی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

تقدیم

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے میرے بزرگ پابندی شریعت سے طریقی طریقت پر کما حقہ چلنے آئے ہیں۔ اور خداوند تبارک و تعالیٰ ہر زمانے میں خلقت کی رہنمائی کے لئے کوئی نیکوئی اور پیدا کر دیتا ہے۔ جن سے لوگ ہدایت کا راستہ پاتے ہیں۔ محمد بن قاسم اور محمود غزنوی کے مفتوحہ ملک کی رہنمائی کے لئے تیسری صدی ہجری میں سلیمان حمید الدین حاکم کو سلطنت کیچکران چھڑا کر تبلیغ دین کے لئے حق سے مامور فرمایا۔ پھر ان کی دور رس پالیسی کے مختلف اطراف میں پھیل گئی۔ اور اپنے مورث اعلیٰ کے نقش قدم پر چلی۔ چنانچہ تیسری صدی میں شیخ محمد بن جن کا مقبرہ انہی کے نام پر قصبہ رنپڑی شیخ موہمی میں موجود ہے۔ اور حضرت عبدالجلیل جو شیر شاہ بند کی سندھ اور نقا ناموری اور ان کے تین بھائی تبلیغ علم و ہدایت کے لئے مامور ہوئے اور تیسری صدی میں حضرت تفت زشاہ قدس سرہ العزیزہ اور ان کے بھی تین بھائی تبلیغ پر کمر بستہ رہے۔ ان جنابیوں نے علم و ادب کے اربابوں کو منوایا۔ اور بیت سے سعید الفطرت اشخاص کے رہبر و رہنما بنے۔ اسی طرح دوسرے علاقوں میں بھی سلیمان حاکم علی اولاد سے ہدایت کا راستہ دکھاتی ہے۔

اس چودھویں صدی میں موفق حقیقی نے مجھ بزرگوں کی تصانیف کے مطالعہ کی توفیق دی۔ اور میں نے ان کی مولفہ کتب و رسائل کی جس قدر اشاعت کی ہے۔ وہ اس فہرست سے معلوم ہو سکتی ہے۔

میرے ذمہ علم اجباب اسید عب القادر صاحب ایم اے سابق پروفیسر تاریخ اسلامیہ اور محمد شجاع الدین ایم اے پروفیسر تاریخ کالج مذکور کا ہمیشہ تقاضا رہا ہے کہ ان کی علمی تصانیف کو پائے موجود ہیں۔ ان کے شائع کرادو تاکہ ان کی محنت ٹھکانے لگے۔ اور لوگ استفادہ کر سکیں۔ ایسا فیضان ہو۔ کہ اسی قسم کا تقاضا چودھویں صدی میں صاحب ایم اے اسٹنٹ ریٹائرڈ پبلک سروس انجمن سے مل کر کیا۔ اور پھر تازہ اصرار پیرزادہ منظور الحق صاحب ایم اے پروفیسر من ابدال کالج کاسٹہ جو حضرت قلندر شاہ کے مرشد مولانا عبدالدین صاحب رشتہ ملی ثم لکھنوی کے تلامذہ ہیں۔ سے تعلق ہے۔ ان سے

دوستوں کی ترغیب سے متاثر ہو کر میں نے کتاب "اذکار قلندری" برائے کتابت حوالہ کاتب کر دی ہے جو انشا اللہ تیار ہو کر شائقین کے ہاتھوں میں پہنچے گی۔ اور وہ میرے اور حضرت محمد اشرف عالم شاہ مرحوم کے حق میں دعائے خیر کریں گے۔ جن کی وقف کردہ جائداد کے روپیہ سے یہ نامہ کار حضرت فرحت بھہر شائع کر رہا ہوں۔ اجاب کا یہ بھی مشورہ ہے کہ میں اس سلسلہ تبلیغ و اشاعت کو جاری رکھنے کے لئے کوئی اپنا جائزین چھوڑ جاؤں۔ اس کے متعلق کیا عرض کروں۔ میں دیکھتا ہوں کہ خاندان میں جو صاحب ثروت ہیں۔ وہ مال مست اور ہر طرف سے دولت بڑھانے میں لگے ہوئے ہیں یا اس طرف خیال نہیں اور نوجوان طبقہ ان اشغال میں مشغول ہے۔ جو اگر یہ اپنی تہذیب پھیلانے کے لئے چھوڑنے نہیں۔ ان نوجوانوں میں فی الحال جگہ جگہ محرابوں کی ایسی سی فرزند۔ ایک دو بھتیجے ایک پوتا اور ایک نواسہ مومناں نظر آ رہے ہیں۔ ان کو میری علمی کوششوں سے دلچسپی ہے۔ ممکن ہے خدا انہی میں سے کسی کو بوجہ اٹھانے کے قابل بنا دے۔ اس کام کے لئے محنت اور وقت کی قربانی اور کیسوی درکار ہے۔ خدا جنت دے۔ بار والی برادری کے نوجوان جہاں سے نکل کر میدان علم میں گامزن ہو رہے ہیں۔ بہاولپور میں پراوری میں چند بھائی بڑے دولت مند ہیں۔ ان میں محذوم روشن چراغ کو کچھ خیال رہا ہے۔ مگر انسوس وہ فوت ہو گئے ہیں۔ سجادہ نشین محذوم کرم شاہ دولت مندی میں فقیرانہ زندگی بسر کر رہے ہیں۔ شاید ان کے فرزند غلام حمید الدین جو تعلیم یافتہ ہیں اور توجہ کریں محذوم محمد بخش بڑے ٹھاٹھ کے آدمی تھے وہ بھی چل بسے ہیں اور ان کا بیٹا ذوالفقار بھی۔ خدا ان کو بخشے۔ محذوم اختر حسین بڑی جائداد کے مالک اور خلوت پسند تباہے جاتے ہیں۔ خدا سب بھائیوں کو دولت علم و عمل اور خاندان کا نام روشن کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین۔ ہاں پنڈی شیخ موسیٰ کے حیدر علی شاہ آمادہ اماد ہیں۔

غلام دستگیر نامی

مکاندار محلہ چلہ فی بیابان اندرون اکبری دروازہ لاہور

سلخ ماہ شوال ۱۳۶۶ھ و اخیر ماہ مئی ۱۹۵۴ء

ہے وگرنہ بھارت کا ہما بھائی ماحول تو اس زبان کو اپنے طاعنوں سے فٹا ہی کر دیتا۔

بنار اور گاہنواں کی وجہ تسمیہ بھی دلچسپ ہے۔ میں نے کسی زمانہ میں رسالہ شباب (حیدرآباد دکن)

میں گورداسپور کے بعض نادر کئی تعلمات پر مضمون لکھا تھا۔ کیونکہ میں سلسلہ ملازمت گورداسپور میں بھی

ساتھ تھے تین سال کم و بیش رہا ہوں۔ مگر باوجود سخنیں کے مجھے ان شہروں کی وجہ تسمیہ معلوم نہ ہو سکی۔

سنالہ علم و ادب، پنجاب کا قدیم مرکز ہے۔ اور وہاں سے مجھے بعض نادر علمی کتب بھی ملی تھیں۔ جو

ادبیات سے متعلق ہیں۔ ایسی ہی رائے میر انور سعید محمود دہلی سے لکھ کر ارسال کی ہے۔ نامی

نوٹ :- آہ ضلع گورداسپور کی تمام تحصیلیں، تحصیل شکر گڑھ کے سوا، کشمیر کو پاکستان سے الگ کرنے

کی سازش سے ماؤنٹ بیٹن و اسرائیل نے ہند اور ریڈ کلف نے بھارتی علاقہ میں شامل کر دیں۔ حالانکہ تمام ضلع

میں مسلمانوں کی آبادی زیادہ تھی۔ اور جو ۱۹۴۷ء میں قتل عام ہوا۔ اور مسلمان غورتوں کی بے حرمتی اور اغوا

عمل میں آیا۔ وہ ایسا علم عظیم ہے۔ جس کی مثال نہیں۔ تاتاریوں کے مظالم تو شدید تھے۔ اور یہ دیدہ ہیں۔

شہید کے بوجہ مانتہ دیدہ

فتنہ تاتاری کے بعد ترک تو کعبہ کے پاس بان بن گئے تھے۔ روکھے گورداناک موجد کے نام لیا کب

صحیح معنوں میں بت پرستوں سے الگ ہوتے ہیں۔

رنامی

حسب قرآن مشر اور صا، موموں ایک علوم سنہ دومسرا غیر معلومہ پیا کرینکا گر یہاں بھی درج کیا جانا

(۱) سنہ = سنہ ۳۲ + ۶۲۱ مثلاً ۱۳۷۶ - ۲۰ = ۶۲۱ = سنہ ۱۹۵۷

(۲) سنہ = سنہ ۳۳ + ۶۲۱ - ۶۲۱ مثلاً ۱۹۵۷ + ۲۰ = ۶۲۱ = سنہ ۱۳۷۶

(۳) سنہ بمیلادی محمدی = سنہ ۵۷۱ - ۵۷۱ مثلاً ۱۹۵۷ - ۵۷۱ = سنہ ۱۳۸۶ محمدی

(۴) سنہ فصلی اکبری = سنہ ۵۹۳ - ۵۹۳ مثلاً ۱۹۵۷ - ۵۹۳ = سنہ ۱۳۶۴ فصلی

(۵) سنہ ہجری = سنہ ۵۷ + ۱۹۵۷ مثلاً ۱۹۵۷ + ۵۷ = سنہ ۲۰۱۴ ہجری

(۶) سنہ شاہکھا ساہباہن = سنہ ۷۸ - ۷۸ مثلاً ۱۹۵۷ - ۷۸ = سنہ ۱۸۷۹ شاہکھا

ذکر مصنف اذکار قلندری

سال ولادت - کتاب اذکار قلندری پیر فرح بخش ابن پیر کریم شاہ المشہور مسیتا شاہ کی تصنیف للیف ہے۔ آپ کا سال ولادت آپ کے بڑے بھائی پیر مراد شاہ کے ایک خط سے جو لاہور کے آپ کو روپو چک ۲۶ ذی قعدہ ۱۲۱۰ھ مطابق ۳ جون ۱۷۹۶ء لکھا گیا۔ میں نے معلوم کیا ہے۔ اس کا مقطع اور معلومہ تحریر ہے

اے فرح بخش جان مضطر من
دیگر از عورت اے رنجستہ خصال
نور الابدان کن برادر من
منقضی گشتہ اند نوزدہ سال

لہذا سال ولادت ۱۲۱۰ھ = ۱۹ = ۱۱۹۱ھ ہوا۔ جب ۲۶ ذی قعدہ مطابق ۲۶ ستمبر ۱۷۹۶ء تھی۔

یہ خط ایک منظوم خط کے جواب میں ہے جو انصاف میں ہے کہ بیاض فرحت میں منقول نہیں اس خط میں آپ نے اپنی ایک تازہ غزل بھی برادر گرامی کے ملاحظہ کے لئے نقل کی۔ جس کے متعلق حضرت مراد نے لکھا کہ خوب ہے۔

آخر آن قسیم منظوم
آفریں باد نیر ویدہ ممن
غزلے تازہ کہ شد مرقوم
نیست در هیچ جائے جان بخش

اس سے معلوم ہوا کہ مصنف علیہ الرحمہ گو عشوان مشہور میں ہی فارسی میں کافی دسترس تھی۔

ہجرت - اذکار قلندری ہی کے تالیف کو معلوم ہوا کہ ۱۱۹۶ھ مطابق ۱۷۸۱ء میں جب آپ کا من پانچ برس کا تھا۔ لکھا شاہی کے باعث آپ اپنے والدین کے ہمراہ لاہور سے لکھنؤ کی جانب روانہ ہوئے اس شہر میں آپ کے نانا شیخ نور الحسن نامی عقلی متوطن موضع قیشہ نامی ایسے سے جاگزیں تھے۔ انہی کے ہاں یہ مہاجر کعبہ رہائش پذیر ہوا۔ نامہ مراد سے پتہ چلتا ہے۔ کہ لکھنؤ میں ایک سال رہنے کے بعد یہ کعبہ لاہور کی طرف لوٹا۔

شہادت و والد - شاہ بہمان پور کے نزدیک قزاقوں سے بچھڑے ہوئے اور پیر کریم شاہ کوئی سے شہید ہوئے۔ اس واقعہ پر جو تار نہیں کہی گئیں وہ یہ ہیں۔

۱۔ درینا کریم شاہ رفت از جہاں
کہ شاہ مسیتا لقب داشت آل

بیانِ غمش چون نگردم تمام
 دران علم ز لطف چو کردم سوال
 کہ تاریخ آن غازی نیک نام
 و حیدر العصر آن شاہ کرم شاہ
 شہادت یافت چوں از کفر فال
 کرم شیخ دین حضرت کرم شاہ
 ز خورشید علما اول حبت تاریخ

۲
 ۳

غزوں گشت نامہ بہر خاص و عام
 بگویم چنین گفت بے قیل و قال
 بجواز کرم شاہ جنتہ مقام
 کہ نایب در بیان و وصف کمالش
 شہادت یافت شد تاریخ سالش
 شہر اسعد و رضی اللہ عنہ
 و کرم شاہ مود رضی اللہ عنہ

(از پیر مراد شاہ)
 (از پیر بی غش)

چونکہ تہذیب کی تدفین وغیرہ اور کتب کی ہندو تہذیب میں آج سے ۱۲۰۱ء سے ۱۲۰۵ء کے واقعات اصل کتاب میں موجود اور تاریخ جلیلہ اور زمانہ مراد اور دیوان قلندر شاہ کے دیباچہ میں لکھے جا چکے ہیں اس لئے ان کا اضافہ تفصیل حاصل ہے۔

لاہور کو مراجعت۔ حضرت قلندر شاہ نے موہا باقی افراد مراد شاہ کے ساتھ ۱۲۰۵ء سے پیر
 دہندہ تہذیب میں کم و بیش سات برس گزار کر لاہور واپس آئے۔ جیسا کہ مثنوی مراد شاہ شائقین سے بولا ہوگا
 حضرت مراد نے لکھی و انج ہے اس وقت حضرت سعادت کی عمر ۱۲ برس کی تھی۔

رحلت سکندر شاہ۔ لاہور میں ان سے ایک خط ملا جس میں لکھا تھا کہ شاہ ۱۲۰۹ء میں فوت ہو کر
 نماقہ قلب العالم میں مدفون ہوئے۔ تاریخ رحلت یہ بھی غمش کے اس فقرہ سے ثابت ہے
 آن سکندر شاہ لکھنوی
 نوزدہ سار ہوئے جنت مستقام

اس تاریخ کی صحت کی تصدیق حضرت قلندر شاہ کے مکتوب سے ہوتی ہے جو ۱۲۰۹ء میں لکھا گیا
 زو پو چک شہ پیر مراد شاہ کو لکھا گیا اس میں لکھا تھا کہ شاہ کے عمر رحلت کا یوں تھا
 آن سکندر شاہ یا غار میں
 آن کہ از ما بنہ سبب از نامہ آستہ
 آن بزرگ خلوت کرے ایسے وقت
 آہا شد در بزم و نعل یاہ نمود

آں کہ شد چوں ماه در ایر سیاه
حالیا از درد دل گویاں شوم
شده نمایاں از چشم ما ہے آہ آہ
آتش آسردوزم و بریاں شوم

بیزلم و سستے بحیب موت خود
تا برم را ہے بیزلم و وصل یار
موت کشائش آدم بر فوت خود
آں کہ جب راہ خرابم کرو دزار
آہ اسے دیوانہ مجنوں سرشت
اند میں را ہے کہ بہاوی قدم
پس بیا و باز گرد و چند روز
باش و رفتند سداق اولیوں

اس تاریخ رحلت کا دو سرا مصدق پیر مراد شاہ کا خط ہے جو اسی رمضان میں حضرت قلندر شاہ کو لکھا ہوا ہے
جواب میں بھیجا۔ اس میں مکتوب الیہ کو مخاطب کر کے تحریر فرماتے ہیں :-

از برم گرفت آں پمیاں شکن
بسکہ نفس و احدت کردم خیال
در دلم گروی تو جا اسے جان من
بر طرت شد از دل آں رخ و حال
آں خیالے دا کہ در سر داشتم
ہست این ہم از زکوٰۃ آں و مال
کماں میہ گشت بعد از پنج سال
ہاں نہ اندازی دل اندر اضطراب
می شود دور این جدائی ہم شباب

حضرت مراد کو اس عزیز بھائی کی عبدانی کا جو علم تھا۔ اس کا اظہار انہوں نے غنوی مراد الجبین رقمہ چار
درہ نشیں میں بھی کیا ہے جو آپ نے اپنے دیوان خانہ واقع آبائی محلہ کھاری کھوئی چوک ٹانک اندرون لکھنؤ
درہ زہ میں اپنے ہم سایہ شاگرد حکیم علیم اللہ ابن محمد حیات کی فرمائش پر ۱۹۳۲ء میں لکھی۔ اور جس کی نقل مجھ سے
لے کر ڈاکٹر محمد باقر بی انجی ڈی (لندن) نے رسالہ اردو و ملی بابت ماہ اکتوبر ۱۹۳۲ء میں معہ دیباچہ شائع
کرائی ہے فرماتے ہیں :-

کہ دیوان خانہ میں تھا ایک روز
فراق برادر سے مالم زوہ
یہ غم ویدہ بیجا بعد درد و سوز
کئے تن کو آہوں سے آشک
دہم سرو سے ہر نفس سینہ شقی

جوانی پہ اس کی یہ افسوسیں تھیں
 جو پردوں نے برسوں میں حاصل کیا
 جو کچھ قطع زاد اس کا یاد آئے ہے
 کلام اس کے بھتے سرسبز آنک کمال
 ندیم دریں دہر نا پائیدار
 ناک راست دوران سر صبح و شام
 کسے یاد ہے جو اسے یاد تھا
 فقیری میں رکھتا تھا کسب کمال
 تجرد کے عالم میں اک نزد تھا
 بمصر دلم، میجو یوسف عزیز
 بگدن اس کو کیسا وہ تھا ایک تے
 برادر نہ تھا آہ مستب زہد تھا
 کردوں کیونکر احوال ان کا تم
 غرض اس کے علم میں بدن سے یہ جان

کہ دل زندگانی سے مایوس تھا
 خدا نے سوکھا اس جواں کو دیا
 تو جاں سن سا کر نکل جائے سے
 یہ دو شعر ہیں اس کے یاں حسب حال
 بجز ذات حق، بجز سے برقرار
 نہیں راتیں لرزہ آید مدام
 ہر اک فن میں گویا وہ استاد تھا
 جاں کو سمجھتا تھا خواب و خیال
 جواں مرد تھا صاحب درو تھا
 سکندر خصال اور سلسلہ تیز
 غرض اس زمانے میں بعد دم سے
 کہ آرام جاں اور دل بند تھا
 دکھاتا ہے غم جو کو راہ عدم
 ہوا چاہتی ہے عدم کو وداں

سکندر شاہ کا ذکر حافظ محمود خان شہرانی نے بھی پنجاب میں اردو میں کیا ہے۔ اور نمونہ کلام بھی دیا ہے۔ یہ
 سال رحلت وہی سال ہے۔ اور ج فرما دیا ہے۔ جو غنمی غلام سرور نے غزنیہ الامینیہ وغیرہ میں غلط فہمی کے لکھا
 رتھ پیراں میں سکونت۔ موضع رتھ پہلے مرید کو جروں کی ملکیت تھا۔ انکھوں کے ہاں سے
 پروانہ مورخہ ۱۱۱۲ھ (۱۷۹۲ء) سے ثابت ہے۔ یہ موضع نصف پر قلندر شاہ کی گورنمنٹ
 تھا۔ سرکار انگریزی نے بھی حسب پروانہ مورخہ ۳ مارچ ۱۸۵۳ء کو دمندر جتتا سے جاگیر مال رکھی
 نقل پروانہ جاگیر منجانب سرور رام سنگھ کو جسٹس

نشان جہرہ دستخط

عاطیان مال و استقبالیہ تعلقہ ایبیاں سرور
 چونکہ موضع رتھ از مدت مدید مطلق ہے چراغ و دیان و جہاں افتادہ ہوئے نہ عالمہ جیوندر نظر

برآبادی مکان و رفاهیت رعایا و حاصلات معاملہ نموده نصفی حصہ موقع مذکور بصیغہ و محرم
 ارتقا بشاہ صاحب مقرر است و وجہ مدد معاش شاہ صاحب و الامراتب قلندر شاہ جو بخشش
 و عطا نموده شاہ موصوف موقع مسطور را آباد و معائنہ معاملہ حاصلات نصفی موقع مذکور در قبض
 و تصرف خود آورده باشد بدعاے دولت خالصہ جو مشغول باشند و کسے از اہل کاران و کاروان
 تسلطہ مذکور گاہے کسے وجہ مزاجم بہ متصرفین معاملہ نصفی حصہ موقع رتہ نخواستہ شدہ و از دولت خالصہ
 نسل بعد نسل فرق و تفاوت در معاملہ نخواہد کردید۔ این چند مورد بطریق یہ استمراری و بخشش نامہ
 و وصیہ ارتقا ۱۰۰۰ دادہ کہ ۱۰۰۰۰ بحال مستند گردو۔

محررین تاریخ ۱۱ ویساک مقام اہریاں ۱۸۹۲ء مطابق ۱۶۹۲ء = ۱۲۰۶ء

(نوٹ) اس پروانہ کے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت قلندر شاہ ۱۸۹۲ء میں لاہور واپس آگئے تھے اور جھنگی سردار
 بھی ان کی عزت کرتے تھے اور بچتے تھے۔ ان کے ہم قدم کی برکت سے موضع رتہ کو آئی اور حد تک آباد ہو
 جائیں گے۔ اسی لئے ان اور دوسرے نوافل است مرزانہ۔ پاکستان صید و تلواریں۔ پچھلی۔ واوڈ۔ پیالہ وغیرہ میں
 نہیں ہمارا جہ رنجیت سنگھ اور اس کے ہاشمیوں نے کھانیال دی۔ پروانہ میرے پاس موجود ہیں۔ آخری پروانہ جو اب
 عہد انگریزی کا ہے۔ وہ حسب ذیل ہے۔ اس کے معلوم ہو گا کہ نہ صرف سکھوں کے بلکہ انگریزوں کے ابتدائی دور میں بھی
 فارسی ہی دفتر کی زبان تھی۔

نقل پروانہ دیگر

حسب درخواست سید غلام محی الدین شاہ پیر سید قلندر شاہ مرحوم ساکن موضع رتہ جو حسب مفقود
 بند قلمی می شود و موجب ملاحظہ و تفر معلوم شدہ کہ یک قطعہ پروانہ واقع سبب (۹) سہ ماہیم ماہ ۱۸۸۱
 ۱۸۸۱ء (۱۸۲۳ء) بابت واگزار می و محرم ارتقا مقرر می بطریق یہ ہشتاد الیہ بدیں مضمون از حضور
 ہمارا جہ صاحب کلان ہا اور سرگیاشی عنایت شدہ ہو۔

عابدین عالی و مقتضای علاقہ تعلقہ حاکم سلطنت لاہور سے و رہا شدہ۔ انکو مواضعات و چاگان
 مفصلہ از قدیم در تہذیب سید است پناہ سید قلندر شاہ سید غلام محی الدین شاہ پیرش بصیغہ و محرم ارتقا
 واگزار می باشند۔ و آمدنی آنجا در مسازت تقریباں و مساکین و انہما است معرفت آنہما کی و سہ است
 ہر یکسانند و انہما مضمون لڑ گیا ہے) و اندرین وقت از راہ عنایات خسروانہ حسب درخواست بیان

مذکور تمام شمار شاہ و الامراء جی کرود کہ حاصلات بواسطتہ ... مفصلاً در وجہ سی ان طوری حضور
برائے اخراجات فقرا یاں و مساکین و غاناہان نسل بصل و عہم ارتخ عنایت و مرحمت گشتہ
کہ مشارک الیہان بجا طر جمعی تمام حاصلات آنجا را مسرفت نمود بہ ستمور در مصارفت کارہ الامارت
... و شمار گذار اباتہ کار و بیکار و غیرہ جو بات ہمراہ آنها مصدر تکالیف نہ شدہ باشند و ہمیں سند
را سند ... بنا یاد بود تا کی است بہ تحریر تاریخ ۲۵ ماہ ہزار شمسہ تمام لاہور ہر و اسجی حضور

مواضعات سے

چھان در ارضی

موضع کپٹلی متصل اولیا پور
نصفی موضع رتہ
موضع بود کی المشہور
از تعلقہ آباں
قلندر سینا شاہ در شیخوپورہ

تحریر تاریخ ۱۸ ماہ پورہ سمسہ ۱۹۰۵ (۱۲۸۵ شمسہ) تمام لاہور

بیخاطر رہتہ - یہ پروانے اس زمانے کی طرز تحریر یا کار کے طور پر - لہنے کی غرض سے نقل کئے گئے
ہیں - رتہ میں مستقل حکومت کی توجہ سے قلندر شاہ ذرا فتح بخش نے نصف موضع مذکور قادر اول
شہد اولد یعقوب گوجر سے ۲۴ ماہ شعبان ۱۲۳۶ھ مطابق ۶ ماہ جمادی ۱۲۴۱ھ ہی شمسہ ۱۲۴۱ھ کو خریدیا
اس کا بیخاطر بزمیان فارسی ایک نادہ نمونہ سے - اس پر شمسہ کی بی بی بی بی بی بی بی بی بی بی بی بی بی بی
نظام دین بقیہ حق نہیں تھا - کل الخیر والا فاسکت - تمام شرع صدر امام الدین - در سبب شمسہ کی قادی
سیح الدین کی ہے - اور تعمیر بی ماضی امام الدین کی - استخوان بیرون کہ رکھی جاگ وقت نام سند او بانوال اسم میں
گورامیان زمین اراک موضع سوہن ہر - تلوند کی - جسٹ وڈ - نامک - بورے اسٹوڈلوت محو زمان سنہ ۱۲۴۱ھ
کی ثبت میں - چار پیران پیرم شاہ شمسہ کے ہی - و باقی لکھے - جنہوں نے علم کے باقی سال ۱۲۴۱ھ میں
کو آباد کیا - اور مقلین شمسہ کو بیخاطر پانچا یا قلندر شاہ شمسہ ۱۲۴۱ھ میں - شمسہ ۱۲۴۱ھ میں
شمسہ ۱۲۴۱ھ (شمسہ) میں -وں کے مزار رتہ پیران میں نائب کنزب ایک نائل چارہ یواری میں موجود ہیں
ان کے کروہ پیش بھیجے ان کی اولاد و اسماء کی قبریں ہیں -

کل من علیہا فان کی یعنی دحب دبل و الجلال والا کراہ

ان بزرگوں کی والدہ سے عقیدت اور ہمیشہ سے محبت

حضرت مراد شاہ سات برس لکھنؤ - الہ آباد - بانس بریلی - شاہجہان پور وغیرہ میں گزار کر ۱۲۰۵ھ کے قریب اپنی والدہ مکرمہ - عابدہ و زائدہ مبارک ہمیشہ - بجائی سکندر شاہ اور فرح بخش کو ساتھ لے کر لاہور پہنچ گئے تھے - اور حضرت قلندر شاہ ۱۲۰۸ھ تک پیچھے رہے تھے - عزیزوں کی ہجرتی جب انہیں بے تاب کرتی تھی تو خطوں میں درد دل کا اظہار کرتے تھے - ایک خط میں جو والدہ کے نام ہے - دیکھئے کس قدر پرورش و تربیت کے شکر یہ سے ہمہ آہوتے ہیں - چنانچہ لکھتے ہیں -

اے بدلم سکن و مادائے تو
قبلہ جا جاتی تو اے جانِ عالی
کعبہ تن نیز توئی از سخت
گر تو نمی آمدی اندر وجود
جان من از دست دلم ہم ز تو
گرچہ باطن ہمہ از حق رسید
فیض یاطن ہمہ از حق بود
پرورش کردی و دادی تو شیر
فقر ہمہ از فیض تو دریا فتم
زانکہ را ہے تو بنمودی مرا
پس جو دریں راز نہادم قدم
بدرق راہ نہ سے راہ من

آگے حضرت شاہ بدسالہین کی منقبت ہے - پھر ہجر میں کیفیت دل بیمار کی ہے - کہ
جان من زار بغم اندروں
موجت ہمہ آنچه کہ بد حاصلم
کارم بفراقت شدہ از تن برو
ہجر تو زد آتشے اندر دلم

تایا و توای در تن زارم نمشا
 ہوش ز سر رفت و قرارم نمشا
 اسی طرح اور ۲۵ اشعار میں درد دل کی حالت بیان کی ہے۔ پھر ایک نفا ہمشیرہ کی طرف رقم کرتے ہیں جن سے ان کے زہد و تقدس کا حال معلوم ہو گا۔ فرماتے ہیں :-

صبا از من برو پیش منامی
 و بخش روشن کن چشم تر من
 حریق آتش عشق الہی
 رسانش اول از من این دعائے

کو معدوم است اور مثل و ثانی
 دل و جان بر اور خواہم بر من
 عزتی بجز یاد حق چو ما ہی
 دعائے با اجابت آشنائے

دعا کے بعد چند ابیات جو دوسرے بحر میں ہیں۔ درد مجوری کے منظر میں ہے۔

قلندر نہ فراق تو ہلاک است
 قلندر می کند ہر روز انفعال
 قلندر با نیت ہے تو صبر و طاقت
 قلندر از دل و دانش جدا شد
 قلندر را شب غم بہت ہر روز

قلندر نہ فراق تو سینہ چاک است
 قلندر در فراق تو می وید جاں
 قلندر شد قلندر در فراق
 قلندر در فراق کے نوا شد
 بود چوں شمع ہر شب آہ و ہرز

پھر اپنے مضمون پر آتے ہیں اور دعا مانگتے ہوئے کہتے ہیں۔

بست مرا دم کہ مرا زود تر
 تا قدمش بوسم و بلینم رخسار
 ہم شد از دیدن این ناتواں

در شرف خدمت ماور بہر
 از جالش کردہ دل و جہاں خوش
 شاہ دل ماور من شاہ ماں

پھر فرماتے ہیں :-

خستم کنی تا بہ پیر صوز را
 کہ سہ صدق رقم کن تو زود
 تا دوریت با اجابت رسد
 با خدا یا ز من ہے شہار
 کورنش و تسلیم و زود و سلام

ایک الجور کے تسلیم کرنا
 جو جہاں تو شہراں درود
 زیب ہاں خط و کتابت سے
 از سر صدق ہزاراں بہار
 باور آل مسرور عالی مقام

پرفرج بخش بھی ماور مشفقہ کی دعا اپنے لئے سرمایہ کامرانی یقین رکھتے تھے۔ چنانچہ حضرت مراد ان کے ایک خط کے جواب میں لکھتے ہیں :-

وانکہ کردی علاحدہ ارقام
رفتہ در پیش والدہ خواندم
سجدہ شکر حق نمود ادا
باجابت دعائے شاہ برسد
عرضی نظم اسے نکوانجام
یک بیک را بعرض برساندم
بتو کردند صد ہزار دعا
از خدا آنچه خواہی آں برسد
بندگی خواہر تو می خواند
کہ بیادت ہمیشہ می ماند

ان بزرگوں کی والدہ سے عقیدت اور ہمیشہ سے محبت کی کیفیت اس قابل ہے کہ ہمارے نوجوان اسے وسیلہ راہ بنائیں۔ تاکہ دنیا و دین میں نیک نام و یا مراد ہوں۔ اس وقت حضرت اشرف کی بیٹیاں بحیثیت مادر و اہل بیت اور ان کی بیٹیاں اپنے پر داد اقلندرشاہ کے اہل تمانہ کا نمونہ ہیں۔ اب آگے دیکھئے کیا ہو۔ خدا کرے کہ زمانے کی بجا ان کو نہ نکلے۔ اور تہذیب حاضرہ ان کے دور رہے۔ آمین۔

ادبیاہ

ہمارے بزرگ پر وہ کے بڑے پابند اور عصمت و عفت مستورات کے محافظ رہے ہیں۔ اسی بات کو وہ نشانِ شرافت سمجھتے تھے۔ ہمارے نوجوانوں کو اس علامتِ شرافت کو اپنا سہرا متیار بنا کر رکھنا چاہیے۔ تاکہ ننگ و ناموسِ خاندان برقرار رہے۔ مرد خود نیک و پاک دامن ہوں۔ تو عورتیں کیوں نہ ہوں۔ جب کہ شرم و حیا انہیں قہراً و دبیعت ہے۔

ناقصی

تاریخ رحلت پیر فرح بخش

پیر فرح بخش سب بھائیوں سے چھوٹے تھے۔ جو ۱۲۵۶ھ میں ۶۵ برس کے سن میں فوت ہوئے۔ قدرت نے ان سے تاریخِ خاندان لکھانا تھا۔ اس لئے وہ اپنے لائق بھائیوں جی کے نہیں بلکہ سارے خاندان کے حالات لکھنے کے لئے تادیر زندہ رہے۔ پیر فرح بخش نے جبکہ ان کے فرزند حیدر شاہ کی تاریخ لکھی تو ان کی کیوں نہ لکھی ہوگی مگر وہ مجھے نہیں ملی۔ اس لئے مجھے خود کہنی پڑی ہے

۱۔ صوفی با صفا فرح بخش است
نام اسلاف زندہ شد از دے
شاعر خوش نوا فرح بخش است
لائی مر حبب فرح بخش است
ماورائی عبد یا فرح بخش است
زبد و آہ یا فرح بخش است

۲۔ نرا آمد و گزرا لائق غیب
کہ اندوہ فرح بخش است تاریخ

۳۔ جو دوران حسرت نے دیکھا اسے
بھاریں کہ ”آیا فرح بخش جہاں“

جب حضرت فرح بخش کے اکو تھے فرزند پیر حیدر شاہ اولادِ نرینہ سے محروم ہو گئے۔ تو جہاں پیر فرح بخش کے بیٹے دریغ سے لگھا۔

حسرت و افسوس، او او یا، ہزار آہ و فغان
اعلیٰ حیدر شاہ پور آل شاہ روشن منیر
پیر نسلش کو ششیں بسیار شد، سو سے نگرہ
یا الٰہی عالم کن تصنیف ہائے آل جناب
شاد شہور و حرمی بخش از سماعِ این خبر
کماں فرح بخش، اہل باطل شد نسل از جہاں
فوت شد از دے نماندہ در جہاں نام و نشان
اسے نبی بختا چہ چارہ از قنارے آسمان
تا قیامت تا زمانہ در جہاں نامش عیاں
مردے از ملت گذشتہ تصنیفات او رنای

تاریخ وفات پیر حیدر شاہ مرحوم

میرے والد کے نیک دل ماموں مرتحل و ہر سے ہوئے ناگاہ
 رہا باقی نہ ان کا کوئی پسر بیٹیاں و ڈور ہیں بفضلِ اللہ
 بیٹیوں کی ہیں بیٹیاں موجود یک ز نواب و صد ز تاساہ
 ہیں یہ چاروں ہی صاحبِ اولاد مثل اجداد نیک و حق آگاہ
 مجھے اولاد، ان کے زیرِ قدم ہے بہشتِ بریں کی پیدا راہ
 کہو تاریخِ حیدر اے نامی جو تھے تیرے براورِ جدہ

ماں سغویہ جہل سے ہے تاریخ

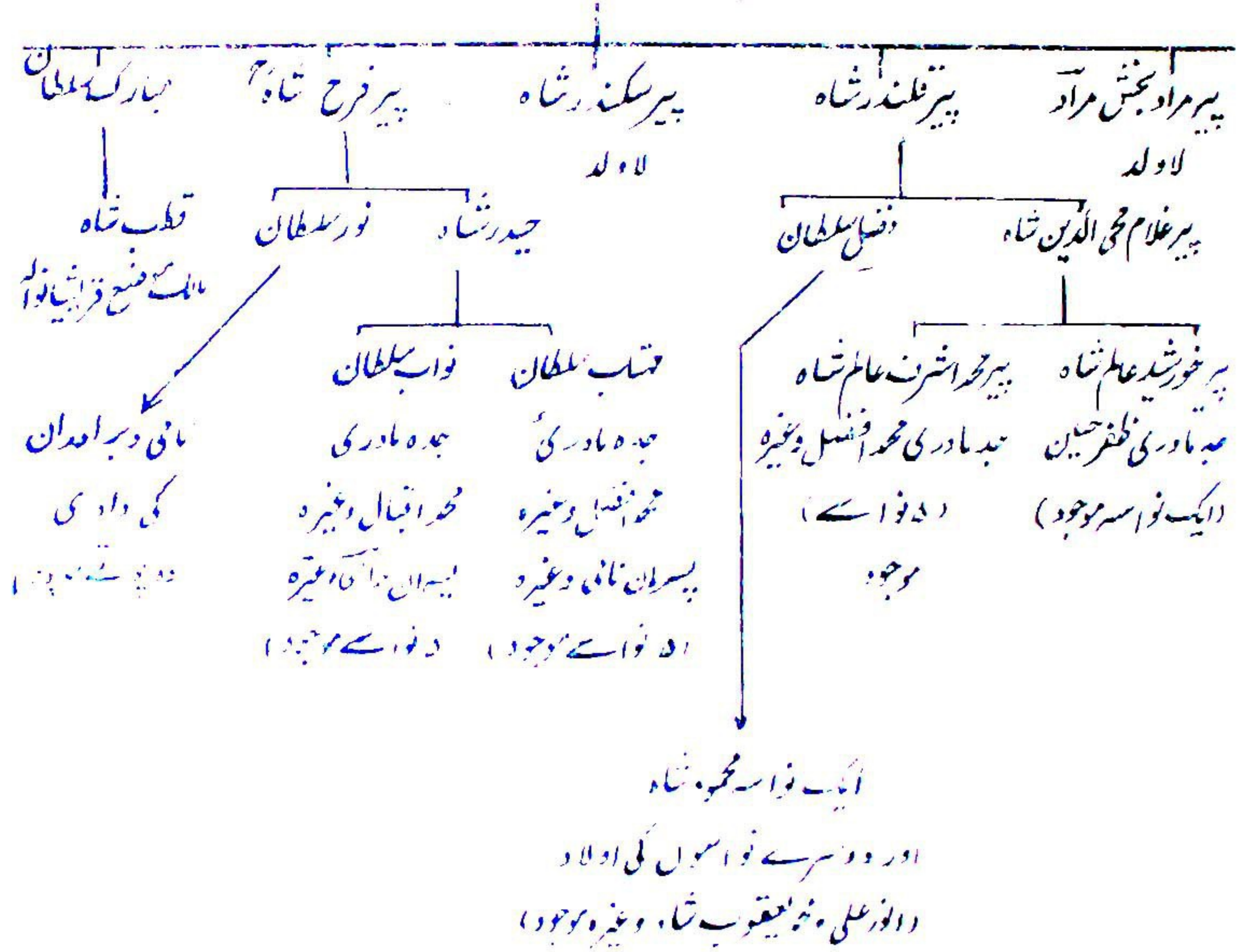
”فوتِ آموزگار حیدر شاہ“

۱۲۸۹ھ (مطابق ۱۸۷۲ء)

130555

پیر فرح بخش اور ان کی بہن اور بھائیوں کی اولاد کا شجرہ

پیر کرم شاہ المشہور سیٹا شاہ



نوٹ :- پیر غلام محی الدین کی والدہ کا نام سلیم سلطان تھا۔ مولا کا نام دستگیر علی تھا۔ پیر غلام محی الدین کی والدہ کا نام سلیم سلطان تھا۔ مولا کا نام دستگیر علی تھا۔ پیر غلام محی الدین کی والدہ کا نام سلیم سلطان تھا۔ مولا کا نام دستگیر علی تھا۔

اولاد پیر فرح بخش

آپ نے دو شادیاں کیں۔ ایک اپنے دادا (پیر شاہ جی) کے بھائی (پیر شاہ) کی پوتی (جیون سلطان) بنت عظیم شاہ سے۔ جس سے ایک بیٹا پیر حیدر شاہ اور ایک بیٹی نور سلطان ہوئی۔ جس کا بیاہ پیر غلام محمد بن پیر نبی بخش سے ہوا۔ اور ان سے میرے والد پیر حامد شاہ اور میری چھوٹی چچا مرغ سلطان پیدا ہوئی۔ جو پیر خورشید عالم شاہ سے بیاہی جا کر دو تین بیٹیوں اور تین بیٹوں کی والدہ بنی۔ بیٹے تو بچپن میں فوت ہو گئے۔ بیٹیاں بیاہی گئیں مگر سب اولاد چل بسیں۔

دوسری شادی مرزا عشور بیگ ساکن نون کی دختر سے ہوئی۔ جس سے صرف دو دختر وجود میں آئیں۔ ایک بدایت سلطان جو پیر غلام مصطفیٰ منبر دار کو ملی پیراں سے بیاہی گئی۔ اور بحالت بیوگی ولاد لدی زید و عبادت میں عمر گزار کر دنیا سے فانی سے رخصت ہو گئی۔ دوسری امت النبی جو پیر خورشید عالم اور بی بی عاصمہ سلطان اپنی یادگار چھوڑ گئی۔

پیر حیدر شاہ کی ایک شادی پیر شاہ جی کے بھتیجے پیر فیض بخش کی پوتی حبیب سلطان بنت قطب شاہ سے ہوئی جس نے کوئی اولاد نہ چھوڑی۔

دوسری شادی بی بی کریم سلطان بنت پیر شاہ سے شاہ سے ہوئی۔ جو بارہ والی برادری سے (از اولاد پیر بہاؤ اللہ بن حضرت عبد الجلیل قطب العالم) تھے۔ پیر شریف عالم شاہ ساکن جیسے وڑکے آیا۔ ان سے ایک بیٹی میں مرہاتہ زیدہ بنت فیروز شاہ ہوا۔ اور اس طرح دوسرے جہان میں جا بسنے والی ایک بیٹی جیاستہ سلطانہ بن دو بیٹیاں رحمتا سلطانہ اور نواب سلطانہ (زندہ رہیں۔ نواب سلطانہ کی بیٹیوں کی اولاد سے اس وقت محمد اقبال منبر دار و محمد ابو بکر۔ عارفت سلطان و رؤف سلطان (فرزند ان نامی) و حمید سلطان (بنت حافظہ بنت النبی) آفتاب سلطانہ (ابن افتخار احمد) عبد العفور۔ نعیم اظہر۔ اصغر سلطان (اولاد نور علی) موجود ہیں۔ یہ سب شادی شدہ (سوا کے ایم کے اور صاحب اولاد ہیں۔ نواب سلطانہ کی بیٹیوں کی اولاد سے محمد اقبال۔ محمد منیر۔ محمد اختر اور محمد فاروق پیراں و زید علی شاہ حاجی) اقبال سلطان (دختر پیر شریف عالم شاہ اور والدہ ظہیر الحسن و سہ و خیراں اولاد محمد اجمیل رحیم پیر نامی) اور بہاؤ الدین ابن ظفر حسین زندہ ہیں۔ اور فاروق اور ظہیر اور اس کی دو بیٹیوں کے سوا سب شادی شدہ

اور اولاد واسے ہیں۔

ان صاحبزادوں اور صاحبزادیوں کو جان لینا چاہئے کہ علم بڑھی دولت اور نام نذر رکھنے والی چیز ہے۔ پیر فرح بخش عالم و فاضل اور صاحب لفتائیم تھے۔ ان کا نام علم و فضل کی وجہ سے نذر ہے۔ اور ان کے طفیل تمہارا نام بھی تاریخ میں آگیا ہے۔ اگر تم بھی نیک اور اہل علم بنو گے۔ اور ایسا طامع کی طرح جائز و ناجائز طریق سے دولت اکٹھی کرنے ہی کے درپے نہ ہو گے، تو دنیا میں تمہارا نام بھی ایسی سے یاد کیا جائے گا۔ ورنہ مر گئے مردود نہ فاتحہ نہ درود کے مصداق۔ دَبَّ مَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاءُ

پیر فرح بخش کی جائداد سے فائدہ اٹھانے والے

پیر فرح بخش کی زرعی جائداد کچھ تو نہ وضع کو ملی پیراں میں تھی اور ایسا چوتھائی رقبہ موضع رشتہ زر خرید موضع حدود کی کے تمام رقبہ کا نصف، جو اہل رشتہ رکھی حکومت سے ملا۔ اور عبدالکریم میر، برقرار ملا۔ پیر کرم شاہ شہید کے آخری زینہ وارث بقا بن مراد میر محمد شریف عالم شاہ مرحوم تھے۔ انہوں نے اپنی زندگی میں رشتہ والی حقیقت ان کی دونوں پوتیوں کے نام پر کر دی تھی کی اولاد اس سے متمتع ہو رہی ہے۔ اور حدود کی رقم سہیتا والی اپنی پوتیوں کو جو پیر فرح بخش کی بڑی پوتی کی اولاد ہیں۔ اور پیر مانہ شاہ و اس کا محمد استیاد پیر فرح بخش کی بیٹی امیرہ النبی کی پوتیوں اور ان کی اولاد کو ویشہ کی وصیت کر کے۔ اور وہ حیات اشرف میں فوت ہو گئیں۔ کوئی رشتہ والی بتدی جائداد بھی حضرت اشرف پیر فرح بخش کے قریبی یاب جلیل کو دینے کی وصیت کر گئے۔

اللہ تعالیٰ نے اس جائداد سے متمتع ہونے والے ہر شخص کو جسے بیٹھتا ہے۔ عزت انور شاہ کی وصیت سے لاکھوں روپیہ کی جائداد بلا حست مل گئی ہے۔ تو بیش دسہ ہا اپنے محمد بقی اپنے مختلف جیلوں سے دوسروں کا حق مارنے کی کوششیں کرے۔

تصانیف پیر فرح بخش

پیر فرح بخش کی بہترین تصنیف کتاب ہذا اذکار قلندری ہے۔ جو ۱۱ x ۱۱ ۱/۴ تقطیع کے عمدہ کاغذ کے ۰۔۔۔ پندرہ سطر صفحوں پر نہایت خوش خط صحیح قلم عطا اللہ بہرام پوری ۱۲۵۸ھ ۱۸۴۰ء کی لکھی ہوئی ہے۔ اسی طرح عبید اللہ اور رادھا کے عشق کا منظوم قصہ ۱۳۶ صفحوں پر مشہور قصہ سسی پنوں ۱۸۰ صفحوں پر اور جنگ و جدل بیالی کوٹ دہلی راجہ سالباہن و بکر ماجیت انا تمام ۸۸ صفحوں پر نوشتہ بزبان فارسی ایک جلد میں میرے پاس محفوظ ہے۔

یہ بہترین علمی یادگاریں میرے نانا پیر غلام محی الدین شاہ دموتی ۱۲۶۹ھ ۱۶۶۲ء اور ان کے فرزندوں کے حسن مذاق و عقیدت بزرگانہ کا نتیجہ ہیں۔ اور محض نکت سنجیدگی۔ میری کوشش یہی ہے کہ میں ان سے نہ صرف خود متمتع ہوں۔ بلکہ جو کچھ مجھے ملا ہو اس سے دوسروں کو بھی مستفید کروں۔ اور خدا کے فضل سے میری یہ سعی مشکور ہوئی ہے۔ اللہ جزائے نیرے میرے خال محترم و خسر کرم پیر محمد اشرف عالم شاہ صاحب دموتی ۲۲ ربیع الاول ۱۳۵۱ھ مطابق ۱۷ جولائی ۱۹۳۲ء کو جن کی بزرگانہ خاندان کے نام زندہ رکھنے کے لئے وقف کی آمدنی سے میں بزرگانہ تبرکات سے ان کی اولاد اور ارادت مندوں کو مستفیض کرنے کے قابل ہوا ہوں۔ ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم

چونکہ ہمارے بزرگ صاحب شریعت و طریقت تھے۔ اس لئے انہوں نے عشق کے قصوں میں مجاز سے حقیقت تک پہنچنے کی راہ بتائی ہے۔ چنانچہ مراد العاشقین میں مراد شاہ کے بیان کردہ وہ ناول قصے اور قصہ عبید اللہ و رادھا اس حقیقت کے ثبوت ہیں۔ مراد العاشقین طبع شد و اللہ والے کی قومی دکان سے مل سکتی ہے۔ اور عبید اللہ والے قصے کا خلاصہ مطلب یہ ہے۔ کہ ہندوستان میں بے پور کے نزدیک واقع قصبہ لشن پور کے رئیس کے ہاں بڑی بنتوں کے بعد ایک بیٹی پیدا ہوئی۔ جس کا نام رادھا رکھا گیا۔ جب وہ جوان ہوئی۔ اور اس کے حسن جمال افروز کا شرہ ہوا۔ تو ہر طرف سے شادی کے پیغام آنے لگے۔ آخر وہ لشن پور کے رئیس رائے دانی چند کے بیٹے رتن چند سے بیاہی گئی۔ شادی سے چند ماہ بعد اچانک راجہ جے چند کا قاصد دانی چند کے پاس آیا۔ کہ غنیم نے حملہ کر دیا ہے۔ اور تمہارے جوان بیٹے کو راجہ نے بلایا ہے۔ جنگ کا نام سن کر رادھا اور اس کے سسرال کے دوست

اڑ گئے۔ مگر حکم اکہ مرگ مفاہیات رتن چند کو میدان کارزار میں جانے کے سوا چارہ نہ تھا۔
اس کے جانے کے بعد رادھاں پر کوہ فراق لوط پڑا۔ اور وہ غم سے مذہال ہو گئی۔ اس کی یہ حالت دیکھ
کر اس کی دایہ نے کہا۔

بھن و دلبری از تو فرزد کیست
دل خود را بعشق شور نہادی
خوش آن شوہر کہ باشد عاشق ز
یعنی تو ایسی ناز میں ہو کر الٹی گڑھا بہا رہی ہے۔ تو کیسی عورت ہے کہ غاوند کے عشق میں بے حا
ہے۔ تو نے عورتوں کی عزت برباد کر دی ہے۔ عاشق تو مرد ہوتا ہے نہ کہ عورت۔ وہ عورت کیسی
بر کی ہے جو مرد کے عشق میں بے کلی ہو۔

رادھاں نے جواب دیا۔ جس تن لائے سو ہی جانے۔ جب دایہ نے دلچھا۔ کہ یہ رتن چند کے فراق میں بے بس
در بخور ہے۔ تو اس کی تسلی کے لئے کہا۔ کہ مشرق کی طرف ایک بت خانہ ہے۔ اس میں ایک بڑا بت ہے۔ اس کے
پاس جا کر جو دربار مانگتا ہے پاتا ہے۔ تو بھی وہاں جایا کر۔ یہ خوش خبری سن کر رادھاں کی تسلی ہو گئی۔ اور اس شکرے
کی طرف جانا معمول بنا لیا۔ ایک دن بیبہ اللہ کی اتفاقہ طور پر رادھاں پر نظر پڑ گئی۔ اور وہ سو جان سے اس پر
عاشق ہو گیا۔ اور لگا آہ و زاری میں دن کاٹنے اور دعائیں مانگنے۔ کہ خدا یا ایسا سامان پیدا کر کہ رادھاں مجھے
مل جائے۔ فقہر مختصر رتن چند لڑائی میں ما اکیا۔ رادھاں سستی ہونے کے لئے نکلی۔ بیبہ پتائیں بیٹھی۔ اور آگ
بھڑکی۔ تو عبید اللہ نے کہا۔ جیسنے کہ ایسی نازیں جل مرے پس وہ بتے تابانہ یا نار کوئی۔ ہوا دست لانا کہ
کہ ایک جت میں رادھاں کے پاس پہنچا۔ رادھاں بولی

مسلمان را ازیں سو داہرہ سو دست

بمیشہ سو نعمتن کار بہنو دست

عبید اللہ نے جواب دیا۔

مثال بیب لردو بقرا نار
من و تو ہر دو در آتش نشسته
مرا لکزار جان خود نگہدار
شوی بچو خلیل از نا آزاد

نی خواہم چنیں تا جوں تو دلدار
بگفتا وقت کار از دست رفتہ
اماں را وقت کو حالا ازیں کار
بگفت از کلمہ و مدت کنی یاد

چنانچہ رادھاؤں نے مکہ شہادت پڑھا۔ تو

پاکستان شہر بروہا میں انگریزوں

ہندوؤں نے کہا اس درویش نے جہاد سے آگ ٹھنڈی کر دی ہے۔ انڈیا کی بڑے بڑے برہمن کو بلائیں۔ کہ
انہوں سے آگ کی افسردگی بٹاسے اور دونوں عاشق و معشوق کو جلا کر بھسم کرے۔ مگر کسی کی پیش نہ گئی۔ اور
رادھاؤں اور عبید اللہ

پس از چند سے ازاں نما گستر آباد	بدر بروہا با بنا طر شاد
چہ از بگرد چہ از کوہ و بیاباں	برابر بود ز بہت گماہ ایشاں
ز انساں ہجو و حسنی می رسیدند	کہ اورا غیر جنس خویش دیدند

نوٹ :- یہ عجیب بات ہے کہ پیر فرح بخش نے اردو میں نظم لکھی نہ نثر۔ تمام کلام فارسی میں ہے۔
حالانکہ ان کے تینوں بھائیوں نے اردو میں واد سخن ہی ہے۔ حضرت مراد شاہ نے تو بہت
زیادہ۔ ان سے کم حضرت قلندر شاہ نے اور ان سے کم مکن شاہ نے۔

پیر مراد شاہ (متوفی ۱۱۵۰ھ) ایک اردو دیوان ہے۔ قصہ چارہ درویش بے درد و رسالہ نمونہ اردو دیوان ہیں
شائع شدہ) نامہ مراد دوبار مطبوعہ جس میں اس نامہ و موشش نامہ بھی شامل ہے۔ حضرت قلندر شاہ کی پینہ
عزیزین مطبوعہ دیوان قلندر شاہ میں موجود اور ایک دو خط ہی اردو میں شامل نکلیات پیر مراد شاہ
نے صرف دو عزیزین اردو میں کہیں۔ باقی کلام تمام فارسی میں۔ حالانکہ ہر سہ برادران پیر مراد شاہ سے
زیادہ عرصہ ہندوستان میں رہے۔

تہانیف حضرت قلندر شاہ

۱۔ دیوان قلندر شاہ مطبوعہ ناٹھی - ۲۔ بیان عقائد منظوم فارسی ۱۲۲۱ھ - ۳۔ حلیمہ شریف فارسی منظوم ۱۲۲۶ھ - ۴۔ حلیمہ شریف اردو - ۵۔ معراج المقبول فارسی منظوم ۱۲۳۲ھ - ۶۔ ترکیب تلاوت کلام اللہ بزبان فارسی - ۷۔ طور تلاوت قرآن شریف - ۸۔ شرط اربعین - ۹۔ آداب خلوت - ۱۰۔ اتحاد اربعین - ۱۱۔ بیان نزول انوار الہی مختلف - ۱۲۔ مکتوبات تمام منظوم - دودہ جانب پیرزادہ و مرید میاں امام اللہ معہ جواب یک - بنام فقیر عزیز الدین مع جواب - خطوط بخدمت پیر مراد شاہ - سونے پیر فرح بخش - جانب والدہ خود - بنام فیض محمد - طرف شنکر داس - بخدمت صاحبزادہ غلام جیانی - مشکلی - جناب عبداللہ خاں صوبہ وار کشمیر - جانب یار سے - طرف عمیرہ شود - جانب غلام حیدر - طرف نامعلوم بزبان اردو - جانب چراغ اردو خطا اور اس کا جواب از قلندر شاہ

نوٹ: پنجاب پرنسورسٹی لاہور میں ایک مجلہ شتلی برہمت کتب نقل کروہ مفتی حامد علی بن مفتی محمد عظیم ساکن اسلام پور قبائل انصاری بفرمائش فقیر امام الدین انور انصاری - ان کا میں نے ۹ جولائی ۱۹۳۶ء کو مطالعہ کیا۔ اس مجلہ میں مراد شاہ کی ماہر میاں سو نامقیمیاں اور مراد العاشقین اور دقاج وغیرہ کے علاوہ حضرت قلندر شاہ کی تصنیفات بیان حق - حلیمہ شریف فارسی اور معراج المقبول بھی شامل ہیں - تاریخ ۱۲۱۵ھ محرم ۱۲۱۵ھ لکھی ہے۔

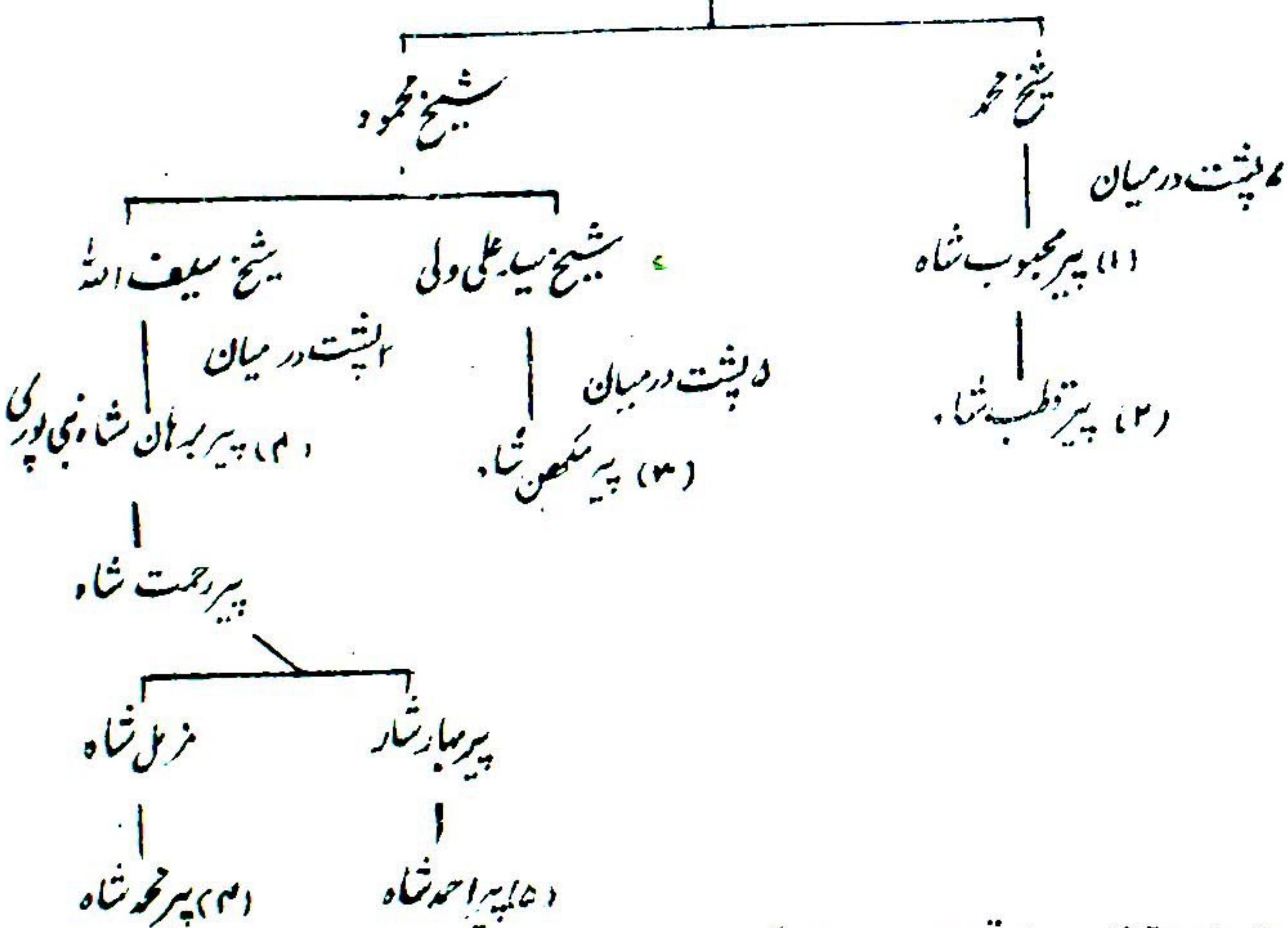
حضرت قلندر شاہ کی نمبر ۲ سے ۵ تک تہانیف پہلے پیر نور شاہ عالم شاہ صاحب نے اور پھر حضرت معرفت پیر محمد اشرف عالم شاہ صاحب نے جمع کیا اور حضرت تقیم لکھن - اور باقی میں نے جمع کیا اور باقی تبرک کلام میں - مکتوبات پر سے تمام طبع نہیں ہوئے۔

علاوہ ازیں میرے ایک یا، اشقی نوٹ نوشتہ ۱۹۱۰ء میں یہ تحریر نقل ہے ابو نیور سنی لاہور میں یا پہلے ایک لاہور میں سے تمام شد کتاب معراج المقبول - حلیمہ شریف اردو - از تصنیف قدوہ السالکین ، زبدۃ العارفين، وحید العصر، فرید الدہر حقائق اکاد لالہ الا اللہ ویرا اختہ بارگاہ تہ سول اللہ شہتہ فی سبیل اللہ بالنفس والذاتی باللہ زمین عباد شاہج اتناہ حضرت شاہ صاحب میاں قلندر شاہ جیہ ملو رہہ ہر مہتہ

جمیدہ محمد آلہ واصحابہ الی یوم الدین - بید فقیر حقیر مہربان سنگھ ساکن لکھنؤ غنما اللہ ذنوبہمہ دسترخویو بہہ
 تاریخ ۲۶ ماہ پوہ ۱۸۸۳ء مطابق وہم جمادی الاخریٰ بحریہ مقدسہ توہیہ شمس ۱۲ سال تحریر یافت
 درمراہ العاشقین اور مہربان ۱۲۲۲ء کی نقل کرود

شجرہ مہربان حضرت قلندر شاہ از اولاد شیخ بہاوالدین

شیخ بہاؤ الدین بن حضرت عبد الجلیل قطب العالم لاہوری



نوٹ :- نمبر مطابق ترتیب اذکار قلندری دی گئے گئے۔ علامہ بی بی مبارک سلطان رابعہ زماں دختر پیر کرم شاہ شہید
 کے شوہر اور بیٹے۔ یعنی پیر قلندر شاہ کے بھائی۔ پندرہویں پیراں میں مانگتے تھے۔ ان کے مزید کوئی رشتہ
 معلوم نہیں ہوا۔ حضرت قلندر شاہ کے چچا حضرت عذاب بخش کی پوتی تعظیم سلطان (بنت پیر فیض بخش)
 کے بیٹے محمد شاہ ولد منزل شاہ والد پیر مر شاہ نبی پوری تھے۔ ان کے پانچ بیٹوں (سید شاہ - حیات شاہ

بہادر شاہ - ولایت شاہ اور عبداللہ شاہ کی بہن حاکم بی بی (بنت مہر شاہ) میرے علاقے چچا پیر عالم شاہ سے بیاہی گئی اور
 برادر مظفر علی شاہ کی والدہ بنی - مظفر کی دادی نصیب سلطان ۱۷۲ کی بیٹی تھی - عظیم سلطان کی ایک بہن (امیر سلطان)
 جیون شاہ ولد امام شاہ ساکن گنجی کی والدہ تھی - دوسری بہن گوہر شاہ بن قائم شاہ سے بیاہی جا کر جو اے شاہ کی
 والدہ بنی - اور تیسری بہن احمد شاہ ساکن بھگوتی کی والدہ (احمد شاہ کا نام مجھے شجرہ میں نہیں ملا)

اولاد قطب العالم میں رشتہ مناکحت قائم ہونے کی ضرورت

حضرت عبدالجلیل قطب العالم لاہوری کے دونوں بیٹوں کی اولاد اب ایک ہی خلیع شیخ پوزہ میں بحیثیت
 مالک دیہات آباد ہے - پہلے ان میں رشتہ داریاں ہوتی رہی ہیں - اب چند سالوں سے بند میں - یہ قومی اتحاد
 کے خلاف ہے - جمعیت کا پر اگندہ ہونا اچھی بات نہیں - یہ طریقہ پسندیدہ نہیں کہ جو لڑکے لائق ہوں - وہ غیر برادری
 میں رشتہ ڈھونڈیں اور غریب بھائیوں کی بیٹیاں بھیجی رہیں - اب پاکستان میں تقسیم ترقی کے سب احکام شریعت
 تقسیم ہونا ضروری قرار دیا گیا ہے - اس کی رد سے بیویاں بھی حق و ارادہ ہوتی ہیں - اگر آپس میں شادیاں ہوں تو
 جائداد باہر نہ جائے - مگر اس کا کیا علاج کہ نمائندان کی لڑکیوں کو بھی چالاک و ناخدا ترس تو ہر محروم الارث کرنے
 کے لئے طرح طرح کے ناجائز حیلے کر رہے ہیں -

مصلحت نظریت کہ از پردہ بر دل افتد راز

خدا ہدایت دے گا جس کہ وہ سمجھیں کہ جس اپنی اولاد کی خاطر وہ بیا کر رہے ہیں - وہ انہیں آخرت میں کیا نفع دیگی

تاریخ رحلت پیر چراغ شاہ مرحوم بن رکن شاہ مرحوم کے

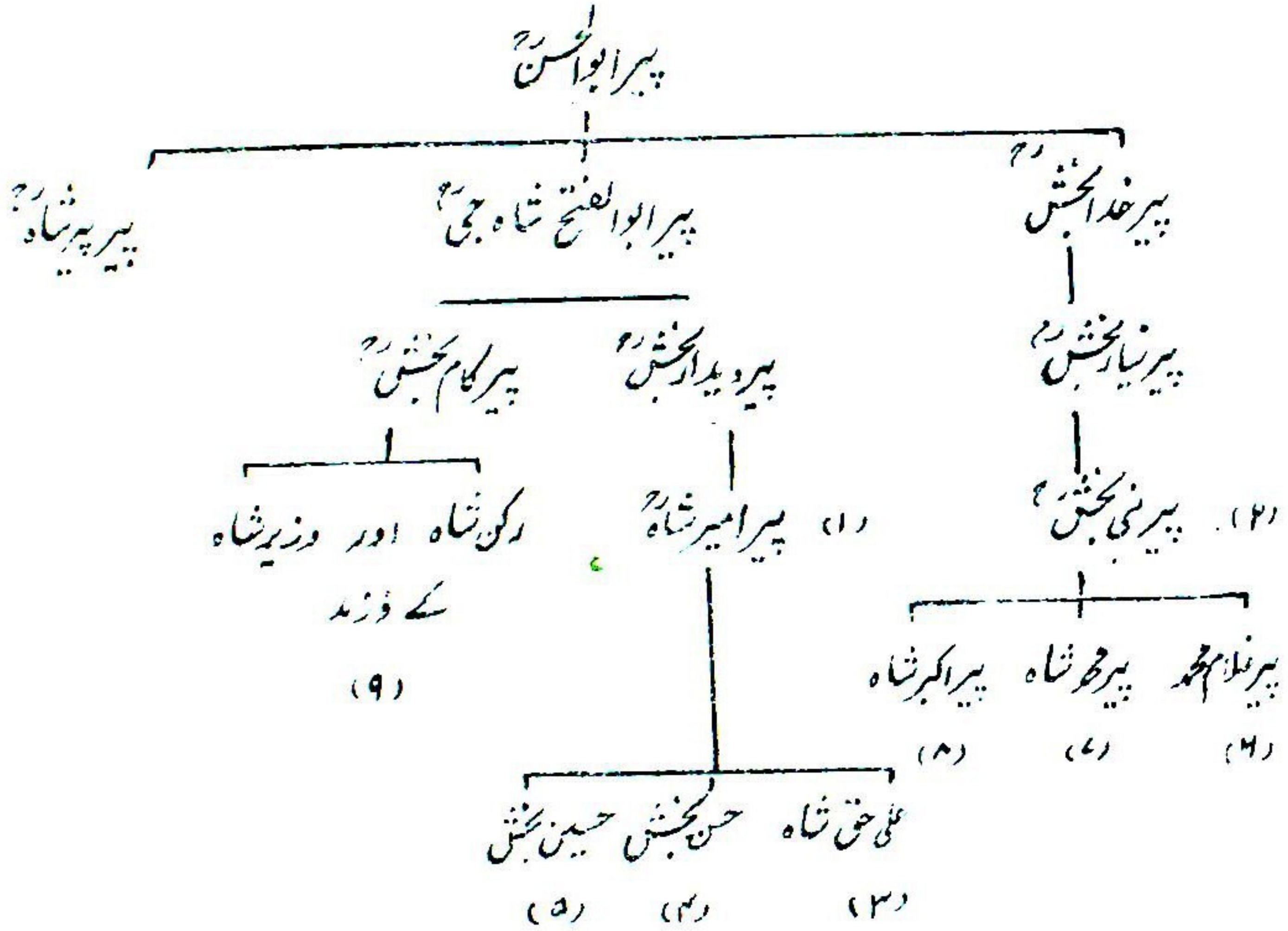
پیر چراغ شاہ بنی بٹنہ متوفی ۱۲۹۸ھ کے تلامذہ سے

محمد چراغ آل شہ پاک دین	جو اں سال پندرہشت و پانچ و ماں
سفر کرداریں دار و دوں است	نوشید از کیف کوثر چراغ
ہو سالش بستم بگفتا نرو	بدان سال تو تشس محمد چراغ

وغیرہ

سہ آپ ہارے نوجوان عزیز نمبر - نیکو رئیس دوست چھٹے و ڈوبانہ دھیسر وغیرہ کے دادا تھے

شجرہ مریدان حضرت قلندر شاہ از اولاد پیر ابوالحسن ثانی



نوٹ: یہ نمبر مطابق ترتیب ازکار قلندری رکھے گئے ہیں (نامی)

مدح حضرت پیر قلندر شاہ ارباب پنجابی

حضرت پیر قلندر شاہ جس رتبہ کے بزرگ تھے وہ انکار قلندری پڑھ کر تاریخیں اندازہ کر سکتے ہیں۔ آپ کے ایک معتقد دوست فائزہ صاحب تھے۔ افسوس ان کا حال کہیں مذکور نہیں۔ حضرت قلندر شاہ نے کئی جاغلوں میں ان کا نام لیا ہے۔ فائزہ کی لکھی ہوئی منقبت کے چند اشعار پر فقیر شجاع الدین صاحب نے دیا چہ وہ ان قلندر شاہ میں نقل کئے ہیں۔ پرانے کاغذات میں پنجابی زبان میں ایسے مدح کسی عزیز معتقد کی لکھی ہوئی ملی ہے۔ اسے نظر انداز کر دینا بڑی بے قدری کی بات تھی۔ لہذا وہ بلفظہ مدح کی جا آئے۔ میر بند کے لہجے کا مضرع ہے۔ "یا حضرت پیر قلندر شاہ" جو تخیل حاصل سمجھ کر بار بار نقل کرنا ضروری نہ تھا۔ مگر کاتب صاحب نے کر دیا:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اول حمد حمداد کے تائیں آکھاں لاکھ کروڑ تائیں
پھیر درود پیغمبر تائیں جیہڑے دین دنی سے شاہ
یا حضرت پیر قلندر شاہ

خادم تیرے سب نمازی بہت علماء ہور معنی تائیں
صاحب رتے ہر دم راضی ذکر او نماں دا اگلا اللہ
یا حضرت پیر قلندر شاہ

سب علماء علم جو پڑھدے نذر نیازاں ا کے ہور
نیوں نیوں آن ملا مال کروے ہاوی بیوں ہاوی ہور
یا حضرت پیر قلندر شاہ

ہاوی میرا شاہ قلندر ہر دم دستہ یہ سے بند
شانہی ادنی رسول پیغمبر رگو میری پشت شاہ
یا حضرت پیر قلندر شاہ

دل و چہ میرے کجا سول کے خبر نہ یائے سول

رہیا آزاری بہت رنجول فریاد کراں میں صبح و سوا

یا حضرت پیر قلندر شاہ

جان میں روداں آہیں دہائیں میری گل مراد پچاس نہیں

حق اللہ دے راہ دکھائیں چنگا میریگا ایو راہ

یا حضرت پیر قلندر شاہ

ہادی میرا نورہ نور ہر دم رکھے پناہ فریاد

کدی نہ ہندا دل بھٹیں دور جتھے ہوداں رکھ پناہ

یا حضرت پیر قلندر شاہ

ہادی میرا دانگہ جولاٹاں چمکے وچہ اندھیریاں راتاں

سب پیغمبر بھرن شفاعتاں اول نبی رسول اللہ

یا حضرت پیر قلندر شاہ

جے کو تیرے پاس آہندا ہرگز خالی نا اوہ رہندا

اوہ بی ایو ذکر کریندا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

یا حضرت پیر قلندر شاہ

اللہ تعینوں فاضل کیتا دوہیں جہانیں روشن کیتا

ذکر لتاڈا سبحناں لیتا ہو سب نکا وڈا آہ

یا حضرت پیر قلندر شاہ

پاک اللہ نے تیرے اوپر فضل کیتا اے تاں اوپر

گرم کرواں عاجز اوپر دستو مینوں راہ اللہ

یا حضرت پیر قلندر شاہ

سارے جگ وچہ توں مشہور اللہ تعینوں کیتا نور

تیرا سمجھنی جا ظہور سبحناں توں پایا راہ

یا حضرت پیر قلندر شاہ

لہندے چڑھدے تھیں مشہور دکھنیں پورب تیرا نور
 اسم ترا سن کرے مذکور جو ہے مرزا فقیر اللہ
 یا حضرت پیر متلندر شاہ
 تھیں چارے شیر خدا رب نے کیتے سب اولیا
 آن تعطیماں کرن فقرا دین دنی دے ہو پناہ
 یا حضرت پیر قلندر شاہ
 عرض کرے ایہ بہت گناہیں تیرے باہجہ نا کو پناہیں
 جب کراں دیدار کراہیں پاویں اسی عاجز نوں راہ
 یا حضرت پیر متلندر شاہ
 فرزند تارا ہے سردار وہ چہ پنجابے بہت اظہار
 سب کے نال کن پناہ دشمن اسد سب فناہ
 یا حضرت پیر متلندر شاہ

مراد پیر غلام نبی الدین شاہ (متوفی ۱۰۲۰ھ) اپنے وقت کے بڑے صاحبِ خلق برادر نواز رئیس
 تھے۔ ان کے بہادر گھوڑوں کی کثرت تاریخ لاہور مبارک حویلی باب ششم ذوالجلال سے
 قریب ہی شہر کے آگے آباد تھا اور محلہ چلہ پھیاں میں سب مکانات انہی کے تھے۔
 ان میں سے صرف ۱۰۰ بظور یاد آتا۔ مدت سے ان کے اس نواسے اور ٹٹکی کے بچے
 ہیں محفوظ ہیں۔

خلافت نامہ

(از حضرت شاہ اجل الدآبادی برائے حضرت مراد شاہ)

بِاللہ الحمد والشاعر لہ ولہ لا الہ الا هو والصلوة والسلام علی سید المرسلین وآلہ واصحابہ
 اجمعین۔ فقیر فقیر تقصیر نامی سراپا معاصی ابوالفضل ناصر الدین محمد المشتہر باجل محمدی الدآبادی ابن و
 مریدہ تبارک ماذون حضرت قطب العصر فرید الدہر حضرت شاہ محمد ناصر افضل الدآبادی ابن قطب الاقطاب مجدد
 رب الاربابیہ نور اللہ العالی حضرت شیخ محمد عیسیٰ المعروف بخوب اللہ الدآبادی قدس سرہما۔ و نیز مجاز و ماذون
 از جانب قدوۃ العارفین زبیرۃ السالکین برادر قبلہ گاہ دین و ایمان پناہ خود عمودہ الکاملین حضرت شاہ غلام قطب الدین
 ابن عمادہ المحدثین قطب العصر حضرت حاجی شاہ محمد تاجز ؟ الدآبادی ثم الملکی ابن حضرت قطب الاقطاب ستر
 شاہ خوب اللہ قدس اللہ سرہ مذکور است۔ چوں ایں فقیر از جانب والد مرحوم و ہم از جانب برادر مرید مجاز
 و ماذون در طرق خمسہ است۔ ہم چنان بچقائک آگاہ معارف دستہ گاہ عزیز دلمائے عزیز سلالتہ الکرام نتیجہ اویا
 مقبول قلوب اہل اللہ میاں شاہ مراد سلمہ اللہ تعالیٰ الی ما ینقاہ۔ ابن حقائق آگاہ معارف دستہ گاہ میاں کرم شاہ
 مشہور سیتا شاہ ابن قدوۃ العارفین شیخ ابوالفتح المشہور بشاہ جیو کہ از فرزند ان صاحب معاملات عالیہ و مقامات
 متعالیہ حضرت شیخ عبدالجلیل المعروف شیخ چہر بندگی قطب العالم قدس سرہ ساکن دار السلطنت لاہور را
 اجازت حاصل نمائے ہشتیہ و قادریہ و ملازیہ و نمرودیہ و نقشبندیہ و اہل مزار فاضل الانوار حضرت غوث
 الاقطاب حضرت شیخ محمد افضل الدآبادی و حضرت قطب الاقطاب حضرت شاہ خوب اللہ الدآبادی فاتحہ اجازت
 خاصہ و عامہ سے لے کر طریقہ سنیہ حجازیہ افضلیہ تحریر نمائے خواند و مشہور۔ حق تعالیٰ ایں فقیر را و مشار الیہ را توفیقات
 مرعات نمود عنایت فرماید و نقار کج کہ در اجازت نامہ برادر عزیز عزیز دلمائے عزیز ظنہر شاہ مرقوم است
 بہ آل عالم باسنتہ و ایں قدر حکم زائد است کہ ہر گاہ فرصت وقت دست و بد برائے زیارت مزار
 فائز الانوار حضرت قطب الاقطاب حضرت شاہ محمد افضل و حضرت شاہ خوب اللہ و حضرت شاہ محمد ناصر کہ ہر سہ
 مزارات متبرکہ در الدآباد اند۔ تا صد شوند و چندے بجز مزارات مشغولہا باشد و فیض ربانید۔ دور حق ایں فقیر کثیر
 التقصیر کہ بواسطت ایں فقیر باین پیران روشن ضمیری رسند عالمائے خیر فرمائید۔ کہ حق تعالیٰ عاقبت مرا بخیر کند

و بروز قیامت در زیر لوائے نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم محشور نماید۔
تخریر تاریخ چهارم شهر صفر صم الشہ۔۔۔۔۔ الخلفہ ۲۵۸ھ قدسی بنا بر اعتماد ہر نمودہ شد
یعنی مراد شاہ کے واپس آنے سے تین سال بعد۔

۱۱۵۱
اجلِ محمدی

نامی

۱۔ شائع شدہ در سال تبرک کلام ۲۲ تا ۲۵۔ اٹلی میں نے ذکر کردہ بزرگوں کی رحلت کی تاریخیں درج کر دی ہیں
۲۔ مطابق ۲۲ ستمبر ۱۶۹۳ء

حضرت شیخ ابوالحسن علی بہکاردی قدس سرہ کے نسب کے متعلق حریف تحقیق

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ حضرت قلندر شاہ اچھوت پست کے واسطے سے نسباً قلب العالم حضرت عبدالحامد
ابوہدیٰ عظیم اللہ تعالیٰ سے ملحق ہیں اور یہ چھاپہ پست کے فصل سے سنت سلطان العارفین حمید الدین ماکم بدنون مبارک
سے اور سلطان ماکم چچ اسطوں سے شیخ المشائخ حضرت ابوالحسن بہکاردی سے ملتے ہیں۔

یہ بھی حقیقت ہے کہ حضرت موصوف سیدنا ابوسفیان کی اولاد سے ہیں۔ اختلاف یہاں پٹیا ہے کہ
س ابوسفیان کی؟ شیخ فرح بخش جیسا کہ اصل کتاب (اذکار قلندری) میں مذکور ہے۔ ابوسفیان بن حارث
بن عبدالمطلب اشجعی کی اولاد بتاتے ہیں۔ مفتی غلام سرور مرحوم خزینۃ الاصفیانی ذکر سلطان ماکم رسد اول
جلد دوم میں لکھتے ہیں "نسبت اباسہ ایام سے جوید واسطہ حضرت ابوسفیان بن حارث اسباب حضرت
تمام النبوت می رسد۔ اور شیخ المشائخ نے اسم کراتی کے ساتھ اشجعی ثبت فرماتے ہیں۔ مگر خزینۃ الاصفیانی
جلد اول میں لکھتے ہیں "کناہ نامی در سہ شیخ بن مود بن اسلم الکاکور است۔ یہاں اسباب
کے ساتھ صرف قریشی لکھنے پر اتفاق کرتے ہیں۔

شہزادہ، تھوہارا سکند و سفینۃ الاولیاء صفحہ ۱۳۷ میں رقم از میں "کناہ ایصال علی بن محمد بن بعض اصحاب
است۔ مرید شیخ ابوالفریح طر الوہی اندر۔ واز بزرگان شائع وقت و مقتدا سے اہل زمان و اسباب نوارتی
و کرامات ہوہ اندر۔ وفات ایصال در نوم ۱۶۸۷ھ واقع شد۔

کتاب اخبار اصحابین حد اول مولف نواب مستوفی یار جنگ بہادر گلوہ عسید آباد وکن ص ۲۹۹

تحت عنوان "حضرت شیخ ابوالحسن قریشی الدککری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر کرتے ہیں۔ کہ آپ عالم و غافل و عارف و کامل۔ زبدۃ احرار۔ نارغ از عیوب و اشرار۔ قطب زمیں یگانہ روزگار تھے۔ آپ کی کینت ابوالحسن اور ام مبارک علی بن محمود بن یوسف بن جعفر القزازی الدککری ہے۔ اور آپ کا لقب شیخ الاسلام تھا۔

ابن خلکان کی تحقیق۔ تاریخ ابن خلکان میں ہے۔ کہ آپ عتبہ بن ابوسفیان صخر بن حرب بن امیہ کی اولاد میں سے تھے۔ آپ سے بہت خیر و نیکی لوگوں کو پہنچی۔ آپ بڑے عابد تھے اور بہ کثرت علم کے لئے سفر کیا۔ اور شیخ ابوالعلاء معری سے مل کر ان سے بھی حدیث سنی۔ شیخ ابوالعلاء کے عقیدے کے متعلق ان سے پوچھا گیا۔ تو آپ نے فرمایا۔ وہ ایک مسلمان آدمی ہیں۔ ہنکار موصل کے قریب ایک مقام کا نام ہے بعض کہتے ہیں۔ کہ یہ کردوں کے ایک قبیلے کا نام ہے۔ جو موصل کے بود و باش رکھتا تھا۔ آپ نے شیخ ابوالفرح طرطوسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے خرقدارادت حاصل کیا ہے۔ آپ سے ایک تعلقت کو فائدہ پہنچا۔ آپ کی ولادت ۳۹۸ھ اور وفات بروایت سفینۃ الاولیاء ۴۶۶ھ محرم کے مہینے میں واقع ہوئی۔ لیکن ایک دوسری جگہ ۴۱۸ھ محرم ۳۹۸ھ بھی دیکھنے میں آئی ہے۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

نواب صاحب موصوف نے قاضی احمد شہیرا بن خلکان کی کتاب وفيات الاعیان و انبار انبار الزمان کی ساری عبارت نقل نہیں کی۔ وہ مکمل اس طرح ہوتی ہے۔

"کہ میں نے سنا کہ بعض اکابر نے آپ سے کہا کہ آپ شیخ الاسلام ہیں۔ تو آپ نے فرمایا ہاں میں شیخ فی الاسلام ہوں۔ آپ کے بیٹوں پوتوں میں ایک جماعت نکلی جو ملک کی طرف بٹھے اور ان کے مرتبے بلند ہوئے۔ ان میں امیر بھی ہیں اور فقیر بھی۔

تاریخ وادوستہ و وفاتہ۔ آپ کی ولادت ۳۹۸ھ (۱۰۰۷ء) میں اور وفات ۴۶۶ھ (۱۰۷۴ء) کو واقع ہوئی۔ ہنکار موصل کے قریب ایک قبیلے کی طرف سے تھا۔ جو موصل کے قریب واقع ہے۔ (ص ۳۶۶ جزو اول)

حضرت ابوسفیان بن حارث۔ مجھے ابن خلکان کا بیان درست معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ علامہ ابو عمرو عبد اللہ بن مسلم بن قتیبہ الدککری ریح اللہ روحہ متوفی ۳۶۶ھ کی کتاب المعارف مترجمہ مطبوعہ آسی پریس لکھنؤ ص ۱۱ میں لکھا ہے کہ ابوسفیان بن حارث کی کوئی اولاد یادگار نہیں تھی گو ص ۹۶ میں یہ بھی ثبت ہے کہ جنین کے دن رسول اللہ صلعم کے ساتھ جو ثابت قدم رہے۔ ان میں

ابوسفیان بن الحارث اور ان کے بیٹے بھی تھے۔ (بیٹوں کے نام نہیں لکھے)۔
 عقبہ بن ابوسفیان۔ مگر عقبہ بن ابوسفیان کی نسبت ۲۱۶ میں لکھا ہے کہ یہ ضعیف شمار ہوتے تھے
 عائشہؓ کے ساتھ جہل کی لڑائی میں شریک تھے۔ معاویہؓ نے ان کو مصر کا حاکم بنایا تھا۔ ان کی اولاد بہت
 تھی۔ من جملہ ان کے معاویہ بن عقبہ تھے۔ معاویہؓ نے ان کو مدینہ کا حاکم بنایا تھا۔ اور عمرو بن عقبہ تھے۔ یہ
 ابن اشعث کے ساتھ تھے۔ اور قتل کئے گئے۔ ان کی اولاد بہت ہے۔ ابن اشعث، حجاج بن یوسف
 کے تشدد کی وجہ سے آمادہ بناوت ہو گیا۔ اور خوب داد مراد انکی دی۔ آخر شہرہ میں قتل ہوا۔

حضرت ابوالحسن بہکری کے دادا شیخ یوسف نے جب مدینہ منورہ کی اقامت چھوڑ کر جہلم بکارت کی
 سکونت اختیار کی۔ تو اس کی وجہ یہ ہوئی کہ فرمانروایان عہد بنی عباس گوارا نہیں کرتے تھے کہ کسی بزرگ کی اتنی
 جمعیت حاصل ہو جائے کہ وہ کسی وقت ان کا مقابلہ بن کر ان کو سلطنت کو ضعف پہنچائے۔ وہ اس شک
 میں نہ کسی ہاشمی کے قتل و قید میں درہنہ کرتے تھے نہ بنی امیہ کے۔ ان کے اہل سے وہ بچ سکتے تھے۔ جو کسی پناہ
 میں گوشہ نشینی کی زندگی بسر کریں۔ لہذا شیخ یوسف نے ان کی منزلت سے بچنے کے لئے جہلم بکارت کا رخ کیا جو
 عروج و زوال بنی امیہ۔ تاریخ اسلام پر غور کرنے سے معلوم ہو گا۔ کہ خلفا بنی امیہ کا دور خلافت

۳۲ھ میں شروع اور ۳۲ھ میں ختم ہوا۔ ان کے عروج کے زمانے میں سائنس اسلام میں بحیرہ الکابل سے
 دریائے انڈس (سندھ) اور کاسپین سے دریائے نیل کی آبشاروں تک پھیلی ہوئی تھی۔ مگر اس میں عجیوں
 کی دراندازیوں کے سبب زوال آ گیا۔ چینیوں تو پوری قوم کے غلبہ تھے۔ یہاں بنی امیہ سے ان کو وہ ہر اعزاز تھا
 کیونکہ اولاً وہ عرب تھے۔ پھر ان کی حکومت خاص عربی تھی۔ جس میں عجیوں کو بار نہ تھا۔ اس لئے ۷۰ھ اس کے
 ساتھ بڑا بغض رکھتے تھے۔ عربوں کی نماز جنگی سے جب ان سے اتفاقاً شہزادہ ہجرا۔ اور اس کی حکومت کمزور ہو گئی
 تو اہل عجم کو ان سے انتقام لینے کا موقع مل گیا۔ اور عجیوں نے ذاتی دیباہت اور مہارت سے ان کے
 درمیان پھوڑا۔ اور ہاتھ اٹھائی حکومت کا تختہ الٹنے میں کامیاب ہوئے۔ ان کا آئینہ نظریہ ان کے جواہر اور بنی
 عباس نے عوام کے دلوں میں رعب اور دبدب بجانے کے لئے نہایت بے رادگی سے انہی نماز ان کا نام و نشان مٹا
 دیا۔ ان کے صغیر السن بچوں، عورتوں یا ان لوگوں کے علاوہ جو انہیں بھانک گئے۔ یا یہ پوش تھے۔ کوئی زندہ نہ بچا
 انہی میں ایک عبدالرحمن الداخل تھا۔ جس نے انہیں بچ کر وہاں انہی حکومت قائم کی۔

(تاریخ اسلام - سدوم - لیبور - عارف بریس - ۲۲۰)

عہد حضرت ابوالحسن میں اسلامی سلطنتوں کی حالت

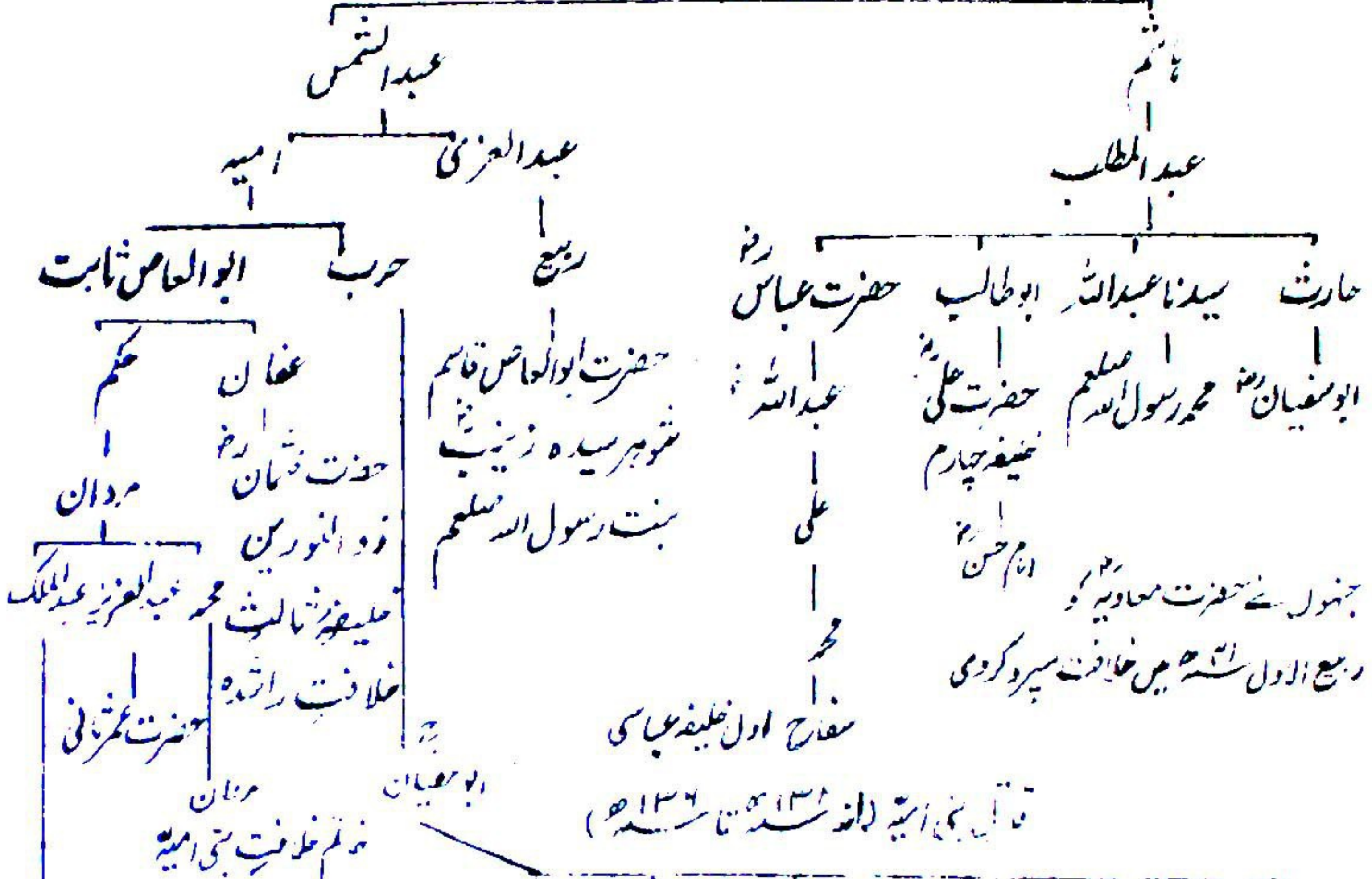
حضرت ابوالحسن علی قدس سرہ کا عہد ۲۰۹ھ سے ۲۸۶ھ تک عباسی خلیفہ بستان پختیمار بنا اور القائم بامر اللہ المقتدی بامر اللہ کا زوال پذیر دور حکومت ہے۔ آپ کی ولادت کے وقت ہسپانیہ میں عبدالرحمن رابع اموی حکمران تھا۔ اور وفات سے پہلے اموی سلطنت ٹکڑے ٹکڑے ہو کر چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں بٹ چکی تھی۔ ایسی نازک حالت میں اللہ تعالیٰ نے سلاجقہ کو مشرف بہ اسلام کیا۔ جنہوں نے مسلمانوں کی مرقی ہوتی سلطنت کو جلا لیا۔ اور عیسائیوں کی باز نظیر سلطنت کی پیش قدمی کا قرار واقعی اللہ داد کیا۔ عیسائی مجاہدین بیت المقدس کی ناکامیابیوں کا باعث بنائے اور کسی سلطنت کے زیادہ تر یہی پر جو ش ترک تھے۔ غزنویوں نے ۱۰۵۵ء میں بغداد میں داخل ہوا۔ اور اس شہر خلافت میں بظاہر مسلمان اس کے نام کا اعلان ہوا۔ تمام مغربی ایشیا۔ سرحد افغانستان سے ایشیائے کوچک کی یونانی و فاطمی سلطنتوں کی مدد و قنات کا ملک بن گیا۔

انہی سلجوقیوں نے محمود غزنوی کی امور سے متفقہ و مصفاہان تک پھیلی ہوئی سلطنت کا بہت سا حصہ اس کے بیٹے مسعود کو مرو کے قریب شکست دے کر تمام صوبجات بلخ۔ خوارزم۔ اصفہان اور۔۔۔ وغیرہ چھین لیے۔ و شجرات فرما زوایان اسلام مولفہ مشرکین پول اور یہ سب رد و بدیل حضرت ابوالحسن علی کے زمانے میں ہوا۔ جب آپ بارہ برس کے تھے۔ تو سلطان محمود فوت ہوا۔ اور آپ کا واقعہ رحلت حضرت بلی ہجویری داتا گنج بخش کی وفات سے ۲۱ برس بعد پیش آیا۔

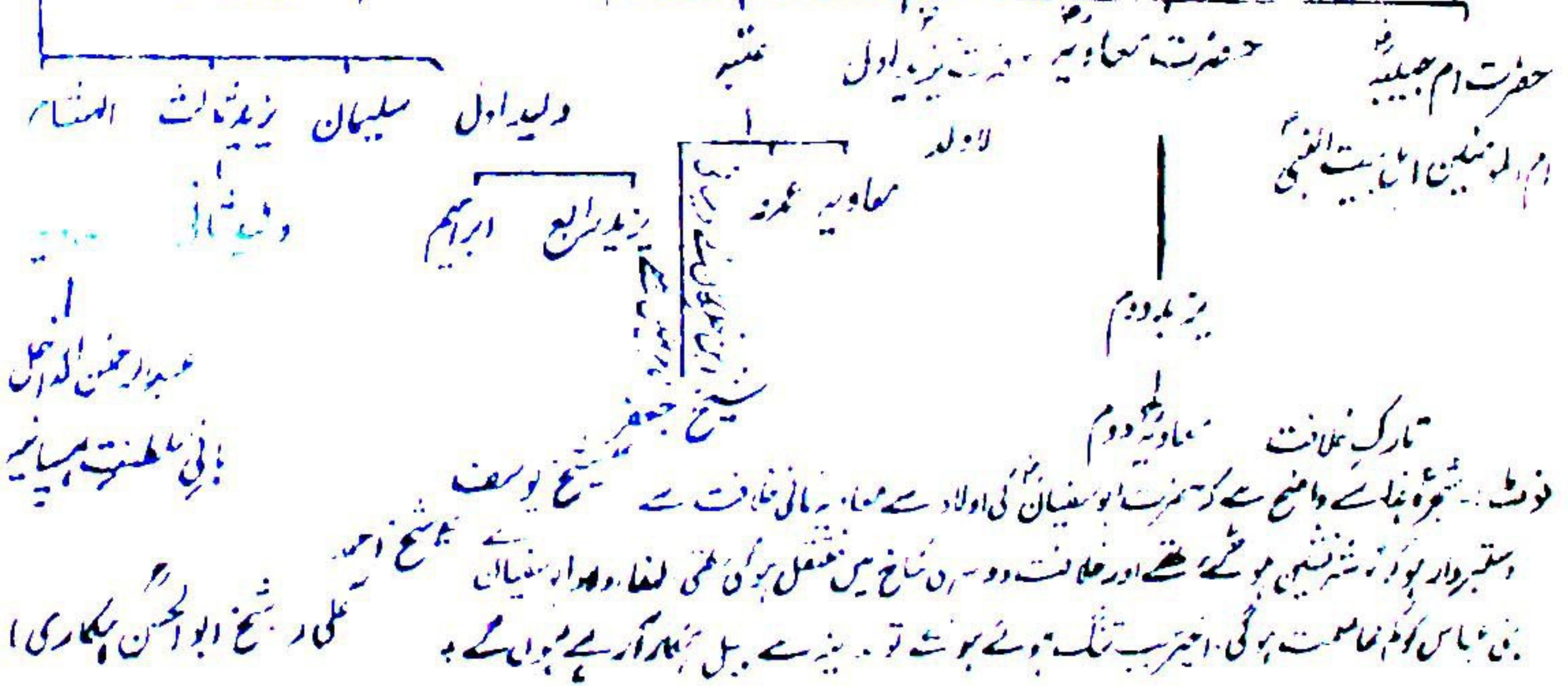
اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ حضرت ابوالحسن ہکائی کی تمام اولاد مغربی پاکستان کے اندرون پنجو پڑ لاکھپور۔ جھنگ۔ مظفر گڑھ۔ دیرہ غازی خان۔ ملتان۔ رحیم یار خاں وغیرہ اور بلوچستان میں دہلی۔ رقبوں کی مالک اور معزز و ممتاز ہے۔ اور اس قتل و غارت سے محفوظ رہی ہے۔ بڑے ہی میں میں پیش آیا۔ پاکستان محمد علی جناح قائد اعظم نے جو انگریزوں سے حاصل کیا۔ اس کے اہل تاج بنی امیہ اور غزنوی ترک تھے۔

شجرہ بنی ہاشم و بنی امیہ

عبدمناف بن قصی



قتال بنی امیہ (۱۳۲ھ تا ۱۳۶ھ)



علی رشیخ ابوالحسن ہکاری

حضرت ابوسفیانؓ بن حرب

حضرت ابوسفیانؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جدِ اعلیٰ سیدنا شام کے بھائی عبد شمس کی اولاد سے تھے۔ ان کی صاحبزادی ام جلیبہ کو حضور کے اہل بیت ہونے کا شرف حاصل تھا۔ زیادہ تر انہی کے نامذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صوبوں کا وادی مقرر فرمایا۔ کیونکہ یہ لوگ بڑے بہادور اور مدبر تھے۔ انہی نے اپنے عہد حکومت میں انہما کو اقصائے عالم تک پہنچایا۔ بقیہی مسٹر لین پولی ان کی سلطنت بحر الکاہل سے دریائے سندھ تک اور کاسپین سے دریائے نیل کی آہواؤں تک پھیلی ہوئی تھی۔ سب سے پہلے عبدالرحمن و داخل بن معاویہ بن خلیفہ ہشام نے جو معزول خاندان امیہ سے تھے۔ ۱۳۸ھ (۷۵۵ء) میں عباسیوں کا لائق اطاعت آثار کر ہسپانیہ میں علم استقلال بلند کیا۔

حضرت ابوسفیانؓ اُفتخ مکہ کے دن مشرف باسلام ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کی بڑی عزت کی۔ آپ کے گھر کو امن و امان کا مقام قرار دیا۔ یعنی فرمایا کہ جو شخص ان کے مکان میں پناہ کے گا وہ ناموں سے حسب تحقیق ثقہ حدیثین و مورخین آپ جیسے زمانہ جاہلیت میں ولیو بہادور اور بچہ عمل تھے ویسے ہی اسلام قبول کر کے ہوئے۔ بہادور طائف میں ہمراہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک آنکھ چلی گئی اور دوسری یرموک میں۔ غزوہ حنین کے ماں غنیمت سے حضور نے آپ کو سواوشٹ اور چالیس اوقیہ چاندی (اوقیہ چالیس درم) یعنی ۱۶۰۰ سو درم عطا فرمائے۔ بہادور یرموک میں آپ اپنے فرزند یزید اول کے ساتھ معزوف کا رہتے۔ آپ کی شہر دل زوجہ ہندہ بھی جو آپ کے دادا امیہ کے بھائی دربیحہ کی پوتی یعنی بنت خنیسہ اور والدہ حضرت معاویہ بنت خنیسہ۔ مجاہدین کا دل پر جوش رجز سے بڑھاری تھیں۔ بنی امیہ کی شجاعت کام کر گئی۔ اور مسلمانوں کو رو میوں پر فتح عظیم حاصل ہوئی۔ آپ ۸۸ برس عمر پاکر ۳۲ھ میں فوت اور حینت البقیع مدینہ میں فوت ہوئے۔ آپ کے فرزند حضرت معاویہ سے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب و سہی تھے۔ اور بو عبد فاروق اعظم اور عثمانؓ میں اپنے شہید طاعون بھائی یزید اول کی جگہ میں بس سے تمام کے کامیاب گورنر پختہ آتے تھے۔ امام حسن کی دستبرداری سے عنانِ خلافت اس خوبی سے سلجھائی۔ کہ مسلمانوں کی مستتر اور گرتی ہوئی سلطنت کو پار چاند لگا دئے۔ اور مخالفین اسلام کے نکتے مٹانے کے آخری مرحلے میں ۴۰ برس تک عیاشی جہانداری باطنی وجوہ سرانجام دئے کہ رجب ۴۰ھ میں

دیکھ کر اسے عالم جہاد و افی ہو کر دمشق میں وطن ہو گئے۔
بنی امیہ کا عہد حکومت حضرت عثمان کی دو اولاد و امال خلافت سمیت ۲۳ء سے ۱۴۴ء تک

ایک سو نو برس رہا۔ بنی عباس نے ۷۵۰ء میں ان سے فتوح کو روک رکھا۔ بلکہ موافق خلافت کی قبر میں کھدوا کر ان
کی خاک برباد کی ہر شام بن عبد الملک کی لاش ساڑھ لگی۔ اسے موافق پر شکا کر جلا دیا۔

۱۴۴۵ء تا ۱۴۶۰ء تک خلافت بنی امیہ ۱۶ سال اور القدر بن اسلام ۱۶ سال

لاشکیوں سے خلافت بنی امیہ کیجے حسین سسکوا

خلفاء بنی امیہ کے عہد میں ان چند لاشکیوں کے ہوا جنوں سے ان کے خلاف علم انقلاب بلند کرنے
کی کہ سبقت کی باقیوں سے براہ راست سلوک رہا۔ مثلاً حسین بن علی بن ابی طالب کو ذی قعدہ ۴۰ھ میں
سیکڑوں خیلوں لکھ کر بلوایا اور وقت پر بندہ کی۔ اور وہاں کچھ سادہ زبانوں کو بھی مارا گیا۔ ہوا امین بن
عبد الملک کی خلافت میں زید بن علی ثانی کا جنازہ اور لاش کے شہداء کی آپ نے شہداء کو کھینچ کر مارنے
کی وجہ سے انحراف اور آپ نے ناپائیدار لیوی سے لے کر غیر ناپائیدار لاشکیوں کو قتل کر دیا

یہ وہی تھا کہ زین العابدین کے بعد اسی کی خلافت ہونے پر آپ نے لاشکیوں کو قتل کر دیا۔ لاشکیوں
شہداء کو لکھا کہ تم لوگوں کا غیر اپنے ان مذہب اور عقائد کی وجہ سے لاشکیوں کے خلاف ہوا اور
سنہ ۶۰ھ میں لکھوا کہ تم لوگوں کو قتل کر دیا۔ لاشکیوں کو قتل کر دیا۔ لاشکیوں کو قتل کر دیا۔

نہایت سے عہد میں حضرت جعفر طیار نے اپنے پر پونے عبد اللہ بن ہاشم کو ذی قعدہ کی خلافت
پر خروج کیا لڑائیوں نے حسب معمول ساتھ لڑا اور ان کے ہاں کربان ہو کر اسی وقت چھ گئے۔ چھ
کئی سال تک رہے۔ اور عہد کے عہد میں چھ گئے۔ لاشکیوں کو قتل کر دیا۔ لاشکیوں کو قتل کر دیا۔

بنی امیہ کے عہد میں لاشکیوں کے خلاف سختیوں اور عہد میں

شروع کی اور حضرت عباس کی اولاد اور ہر طبقہ کے خلاف لڑائیوں اور جنگوں میں لاشکیوں کے
خلافت کے اختتام کے بعد ان سے فریادوں اور عہد میں لاشکیوں کے خلاف سختیوں اور عہد میں

ملا کر چھ گئے۔ جس میں لکھا تھا کہ تمام ان میں کوئی عیب نہ ہو۔ اور ان کو چھ گئے۔ لاشکیوں کو قتل کر دیا۔
اور ان کو قتل کر دیا۔ لاشکیوں کو قتل کر دیا۔ لاشکیوں کو قتل کر دیا۔

وہ ہر جگہ بڑی دلیری سے مقابلہ کرتا رہا۔ آخر قسمت نے سناٹا نہ دیا۔ اور جب وہ نیل کو عبور کر کے جانب مغرب نکلا
چاہتا تھا۔ اور دم لینے کے لئے رکا تھا۔ اور اس پر تکان کی غنودگی طاری تھی۔ تو دشمن نے ناگہانی حملہ کر کے
اسے ذی الحجہ ۳۲ھ میں قتل کر دیا۔ اور اموی حکومت کا چراغ مشرق میں ہمیشہ کے لئے گم ہو گیا اور
اس خاندان کی آخری یادگار مٹ گئی۔ جس نے دنیا میں فتوحات اسلامی کو منہا تک پہنچا دیا تھا۔ انا للہ۔ انا
الیہ راجعون۔

قابل توجہ اولاد حضرت ابوالحسن قدس سرہ

میں نے تاریخی شواہد سے حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ اور ابوسفیان بن حارث ہاشمی کی اولاد
کا حال بیان کر دیا ہے۔ اب کوئی مجھ سے زیادہ پہچان بین کرنے والا بھائی فیصلہ کرے کہ ہمارے
جد اعلیٰ کس ابوسفیان کی اولاد ہیں۔ اگر ہاشمی ہوں تو بھی اگر اموی ہوں جب بھی قابل فخر بات ہے
مگر سچ تو قرآن فیصلہ ہے کہ إِنَّ أَوْلَىٰ مَعَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتَقَاكُمْ عدا کے نزدیک قابل عزت وہی
شخص ہے۔ جو اتقا و ورع میں فائق ہو۔ ہمارے بزرگ اسی معیار پر پورا اترنے کی وجہ سے معزز و
ممتاز ہوئے۔ اور ہماری عزت کا مدار بھی اسی پر ہونا چاہئے۔ والسلام علی من اتبع الهدی

نامی

حضرت شیخ ابوالحسن کا سلسلہ مار و حانی

حضرت شیخ پیر ابوالحسن ہیکاری خلیفہ تھے۔ شیخ ابوالفتح طوسی کے یہ شیخ عبدالواحد بن عبدالعزیز
ہاشمی کے۔ یہ شیخ ابو بکر شبلی کے پیر سید الطائفہ حضرت شیخ بنید بغدادی کے۔ یہ خواجہ سری نقلی کے
یہ شیخ معروف ساکنی کے۔ یہ شیخ واوڈ طائی کے۔ یہ شیخ حبیب عجمی کے۔ یہ خواجہ حسن بصری کے رحمتہ
اللہ علیہم اجمعین کے پیر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے اور یہ حضرت خاتم النبیین سرور عالم احمد مجتبیٰ محمد
صلی اللہ علیہ وسلم کے۔ اب حضرت ہیکاری موصوف کا فیض اگلے صفحہ پر ملاحظہ ہو۔

حضرت ابوالحسن ہرکاری

شیخ ابوسعید غزنی (مرید)

شیخ ابوطاہر (نیچے تک فیض یافتہ)

شیخ موسیٰ (سلسلہ اولاد)

شیخ ابوعلی

سلطان رشید الدین

سلطان قطب الدین

سلطان بہار الدین

سلطان اتناکین حمید الدین تامل

شیخ نور الدین

شیخ شہاب الدین

شیخ عبد العزیز

شیخ ابو الفتح اول

شیخ العارف شیخ حامد

قطب العالم حضرت ابو العباس

بندگی آراہن ہرکاری

شیخ ابو الفتح تاملی (کپڑا) شیخ جمال الدین ابو کر

دربار در مع و گیر برادران خلیفہ

۳ شیخ ابو الفتح سے ان کی اولاد کو فیض پہنچتا پہنچتا حضرت قلندر شاہ اور ان کے بھائیوں کو پہنچا۔

جیسا کہ اذکار قلندری میں سلسلہ وار مذکور ہے۔

حضرت سید عبدالقادر جیلانی (مرید)

جن سے سلسلہ قادری شروع ہوا

اور ایک عالم میں پھیلا

پیر ہی بخش فرماتے ہیں

جب جبل پر گئے ابوالحسن جی برس چالیس کا چلے گئے

عرش اور فرش کی ہو گئی محرمی می ستر اشفا کا بھید لیتا

جلوہ ذات پر آنکھ جب کھل گئی تب نور سے ہوا نور سید

تدوں پیر کو پاک جناب شاد و تاب نے جی حسن محبوب نظر آدینا

پیراں پت پیر دستگیر گل پر تمی سلطان المہدین محبوب حضرت باری ہیں

نس چودس کے چند شیخ خود جس کے نذر غزنی ابوسعید سے سیکے ہرکاری ہیں

تاریخوں میں طہیں شجرہ قادری غور کریں یہ سناں شبہ ہرکاری میں

عبد المطلب کی النس غوث الامام عظیم کے دادا پیر

حضرت پیر ابوالحسن قریشی الماشمی ہرکاری ہیں

زوال حکومت کیچکران کے بعد بزرگ اور گان وزک کا حال

مولوی عبداللہ صاحب قاضی کیچکران کا خط گلزار ص ۴۰ میں درج ہے جس میں لکھا ہے کہ جب خاندان کی حکومت کیچکران ختم ہو گئی۔ تو افراد خاندان جواز ضرر ہے۔ وہ وزک کی طرف چلے گئے۔ اور ایرانی گوران پر قبضہ کر لیا۔ اب وہ لقب بزرگ زادہ مشہور اور بادشاہ ایران کے ماتحت علاقہ وزک پر قابض ہیں۔ جناب میر غلام جہاں آسکانی مقیم تہران جو مجھے کئی سال ہوئے پہلے بھی ملے تھے۔ ۲۰ جنوری ۱۹۵۰ء کو پتہ تشریف لائے اور بیان کیا کہ ان کی ملاقات میر نادر شاہ فرزند میر محمد شاہ ولد میر غلام رسول نے تہران میں کی تھی۔ وہ علاج کے لئے آئے ہوئے تھے۔ بعد صحت اور تہران سے زانداں تک ہجرت ہے۔ اور مندرجہ ذیل سچرہ لکھوایا۔ میر زانداں میں سردار میر محراب خاں فرزند میر نادر خاں (جن کا ذکر بھی اسی مکتوب میں ہے) ملایا ہوئے اور فرمایا کہ پورا سچرہ گھر کے بچے کو دیں گا۔ حکومت کیچکران کے متعلق ملاحظہ فرمائیے۔ تا سہ ماہ تاریخ جلیا اور گلزار ص ۴۰ تا ۴۱۔

سچرہ

میر مراد	ملک وینار
میر محمد شاہ	شاہ نعمت اللہ
میر غلام رسول	میر شاہ اصفی
میر محمود خاں	میر علم خاں
میر محمد شاہ	میر داد خاں
میر ابوالفتح نطل سلطان اورنگ زیب ملک اور میر یاسین	میر عبداللہ خاں
میر چوہا خاں	میر شہاب خاں
میر غلام محمد	میر عظیم خاں
	میر حقیق خاں

اسکا کافی صاحب نے یہ بھی بتایا کہ میر محمد و خاں ولد میر محمد شاہ کی بیٹی سردار محراب خاں کچکی
 رعم نواب بانی خاں ا کے گھر میں تھی۔ جس کا بیٹا سردار محمود خاں کچکی اب تربت کیمکران میں کسی سرکاری
 عہدہ پر مامور ہے۔ پہلے ریاست قلات میں خان قلات کا وزیر معارف تھا۔ نواب بانی خاں کی
 ریاست مکران پاکستان بننے کے بعد آزاد ہو گئی ہے۔ اور اب خان قلات کے ماتحت نہیں
 رہتے۔ آج کل وہ کراچی میں رہتے ہیں۔ ٹیلی فون نمبر ۳۲۴۷۷ مکران ہاؤس۔ نیو ٹاؤن جمشید روڈ۔ کراچی
 انعام سردار محراب خاں کا پتہ :- وادی پناہ۔ سرداران۔ منطقہ بلوچستان۔ ایران۔ طریق زاهدان
 ریل گاڑی کوئٹہ سے زاهدان تک۔ پھر وہاں سے سرداران لاری ہفتے میں دو تین بار جاتی
 ہے۔ اور دوسرے دن براستہ خاش پہنچ جاتی ہے۔
 اسکا کافی صاحب نے مگر آریخ جلید مؤرخین سردار دوست محمد خاں ساکن شستان
 علاقہ سرداران کو دے دی تھی۔

ہکاری خاندان سے تعلق رکھنے والے جدید مدعی

جسے زبیر فرح بخش نے از کھار قلندری کی ایک فہرست میں ان لوگوں کا کچا پٹما لکھا ہے جو خاندان حاکی
 سے تعلق رکھنے کے مدعی ہیں۔ مجھے بھی جن لوگوں سے سالقہ پڑا ہے۔ ان کا ذکر کرنا بھی بے جا
 نہ ہو گا۔

۱۔ ۲۰۔ مئی ۱۹۵۲ء کو میان سلطان احمد اول میان تاج محمود ساکن بوآں۔ برتھ میں میلے
 ۹ میل سے) ڈاک نمبر کرم پورہ ضلع ملتان اپنے چچا میں محمد یار ولد میان نیاز محمد ساکن
 جیلد میں آئے۔ اور بیان کیا کہ ہم حضرت چوہدری شاہ بندلی کی اولاد ہیں۔ ان کا بیان
 ۲۔ ۲۳۔ مئی ۱۹۵۲ء کو ر۔ سا میں موبنا نے زبانی اور فرمودہ سے کاغذ پر نام لکھا جو حدیقہ الاولاد
 سے بنایا گیا معلوم ہوتا تھا دکھا کر بیان کیا۔ کہ موضع ہرنوالہ میں جو میان پورہ اولاد سلو پورہ ہے اسے
 پاک میں) سے مغرب کی طرف ۹ میل سے ایسے ہی موضع نورانی قرار کیا جوتے ہیں۔ فرزند
 حضرت قلندر شاہ۔ جب لکھنؤ سے وطن واپس آئے ہوئے اس وقت میں ڈاک پڑا۔ تو یہ

والدہ سمیت بچے گئے۔ اور پھرتے پھرتے ٹی کالو والی میں جو نزاروالہ سے پانچ کوس جنوب
 ہے پہنچے۔ سو برس ہوئے کہ وہ فوت ہو گئے۔ مزار نزاروالہ میں ہے۔ ان کے فرزند سخی نور محمد
 ہوئے۔ جو ۱۹۰۶ء میں بھرتہ ۵ برس پہلے سے۔ (ان کی تصویر بھی سامنے سوہانے دکھائی ہے)
 چھ بیٹیاں (چار شادی شدہ) اور ایک لڑکا غلام جیلانی عمر ۱۱ برس اور دو بیوہ موجود ہیں۔ گزارہ
 پیری مزیدی پر ہے۔ آپ اولاد پر دست شفقت رکھیں۔ ہم آپ کو بڑی عزت و اکرام کے ساتھ
 نزاروالہ لے چلیں گے۔ سیر کا اچھا موقع تھا۔ مگر مجھ سے عزت گزریں صعبیت سفر کیوں برداشت
 کرتا۔ جبکہ معلوم تھا۔ کہ ان کے تاریخ نویس بھالی نے کہیں اس واقعہ کا ذکر نہیں کیا۔ بہر حال
 کسی خود غرض نے کہانی دلچسپ گھڑی ہے۔

۳۔ ۲۷ ستمبر ہی کو محمد سعید ملازم نرور پچالیہ تحصیل اپنے والد میاں محمد شریف ساکن موضع ٹالیا نوارہ تحصیل جہلم کا
 خط لایا۔ کہ ہم سلطان بہاء الدین کراچی متوفی نواح میں کی اولاد سے ہیں۔ نامی صاحب ہمارے خاندانی
 بزرگ ہیں۔ ان سے مواہلت و مطابقت میں امداد لیں۔ میں نے محمد سعید سے کہا۔ کہ شجرہ مزگائیں تو
 حقیقت معلوم ہوگی۔ تا حال کوئی شجرہ موصول نہیں ہوا۔

۴۔ ۲ جنوری ۱۹۵۵ء کو غلام محمد الدین بن احمد شاہ ساکن موضع کوٹ گوبر واقع جانب دکن قصور بفاصلہ
 آٹھ کوس اور غلام علی ولد احمد شاہ ساکن موضع کوٹ منال منگ تحصیل اوکاڑہ متصل سٹیج کاشن ملز نے
 بیان کیا۔ کہ ہم حارث بن عبد المطلب کی اولاد سے ہیں۔ اول الذکر کے نانا مخدوم جعفر حسن شاہ اور
 موخر الذکر کے ماموں موضع بھیلہ ہتھارہ (قصور سے پاک پٹن لائن کا پہلا سٹیشن) میں رہتے اور کام بنانا
 کا کرتے ہیں۔ ان کے پاس مفصل حالات ہیں (جو مجھے نہیں ملے)۔

۵۔ ایک صاحب عطاء الرحمن ماجرنے اعلیٰ موتی سے حال ہی میں لکھا کہ ہمارا نام اپنے شجرہ میں داخل کر لو کیونکہ
 ہم شیخ مونگر ولد حضرت شیخ موسیٰ بن محمد شاہ از اولاد شیخ تاج الدین بن سلطان حاکم کی اولاد سے ہیں۔ میں
 نے ان کا رقم کردہ شجرہ شیخ موسیٰ کی اولاد کے ذی علم بھالی حیدر علی شاہ ولد و اعظم شاہ کے پاس برائے تصدیق
 بھیجا۔ جواب آیا ہے۔ کہ ان کا شیخ مونگر یا شیخ موسیٰ کی اولاد سے ہونا ثابت نہیں۔ کسی اور شاخ سے
 قریشی ہوں گے۔

۶۔ غلامہ انیس انہوں نے ضلع منٹگری کے قصبہ قہور کے قریشیوں کے متعلق لکھا۔ کہ وہ ہمارے حضرت

موسیٰ کی اولاد بنتے ہیں۔ مگر چونکہ شیخ موصوفت کے والد کا نام علی شاہ بتاتے ہیں۔ اس لئے ہو سکتا ہے۔ کہ وہ غوث بہار الدین زکریا ملتانی کے بھائی علی شاہ کے بیٹے شیخ موسیٰ سروردی الملقب بہ ذاب اولیا مد فون ملتان کی اولاد سے ہوں۔ ہمارے شیخ موسیٰ بن محمد شاہ کی اولاد تسلیم نہیں کئے جاسکتے۔ نامی کے پاس اسے نسب دان اور شجرہ نویس بھی کر گئی شخص آپکے ہیں۔ کہ ہم غلام بزرگ کی اولاد ہیں۔ مگر شجرہ گم ہو گیا ہے منکمل کر دیں۔ تو جو نذر کہیں دینے کو تیار ہیں۔ مگر میں جواب دیتا ہوں کہ میں یہ جعل سازی نہیں کر سکتا۔ پھر وہ گڑھاھی شاہو کے ایک بٹھرہ ساز کے پاس جاتے ہیں۔ اور چند روپے لے کر کام کرا لاتے ہیں۔ یہ کام لوگوں کو رشتہ حاصل کرنے کے لئے کرانا پڑتا ہے۔

فہرست مضامین اور کار قلندری

نمبر صفحہ	مضمون	مضمون	نمبر صفحہ
۷۰	آں جناب کے فرزند میاں کریم الدین کی بیعت اور	حمد باری تعالیٰ	۵۲
۷۳	حزرت قلندر کی تقسیم اوقات شب و روز	نعت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم	۵۳
	بعض شرائط سلوک کی توضیح	مدح چہار خلفاء راشدین	۵۴
۹۱	حاجت بن عبد الملک اور ان کی اولاد۔ شیخ	سبب تالیف کتاب	۵۵
۹۵	شریف عبد الوہاب کا ذکر۔ حضرت شیخ محمد	تفصیح پنج باب کتاب اور	۵۶
	شیخ الشیخ ابو یوسف علی بن یحییٰ	حضرت قلندر شاہ کا جدی شجرہ	
۱۰۱	سلطان قلمب الدین کے فرزند کے	ولادت اور صغر سنی میں بیعت کا حال،	
	یہ احمد توفیق علی صاحبزادی سے تالیف	ہندوستان تشریف لے جانا،	
۱۰۲	سلطان باب الدین کا حال	مولوی بدر الدین چشتی قادری کے بیعت،	
	سلطان شہاب الدین ابوالقاسم اور ان کے فرزند	مولوی صاحب موصوفت سے خرقہ فقرا	
۱۰۶	ہا حال	حصول اہمیریہ کی اجازت،	
۱۰۸	سلطان حمید الدین حاکم کی تخت نشینی اور ترک سلطنت	مولوی صاحب کی بیماری اور رحلت اور	۴۵

اس کتاب کا سادہ سادہ مضمون ہے۔ اس کی جگہ سادہ سادہ مضمون ہے۔ ان میں سے بہت سے مضمون ہیں جو کہ بہت ہی سادہ اور آسان ہیں۔

۱۱۱- امیر ابوالفتح دیالبعہ کو حکومت سپرد کر کے حضرت توختہ کی خدمت میں حاضر ہونا اور ان کی محکمہ چلبہ بیجاں میں تدفین کے بعد بغداد تشریف لے جانا۔ اور شیخ رکن الدین سے بیعت کے لئے ان کی ولادت کا انتظار

۱۱۲- قلعہ نمومبارک میں جوگی کو مشرف باسلام کرنا کیچھکران کی حکومت سلطان ابوالفتح کے ہاتھ سے نکل جانا اور شہادت پانا۔ رسول پور یا رسول کوٹ، ساٹھ آباد کردہ ملک سرور میں مزار ملک سرور (سوک سرور یا سوق سرور) اور متامنی رفیع الدین عباسی کی جاگیر کا حال

۱۱۸- حضرت بہار الدین زکریا ملتانی سے خطہ کتابت اور رشتہ کا ذکر

۱۲۲- راجہ جام غمت دہر کی بیٹی سے شادی اور شیخ تاج الدین کی ولادت

شیخ نور الدین نواسہ شیخ بہار الدین زکریا ملتانی کی ولادت

۱۲۵- حضرت عبد الجلیل چوہدر شاہ بندگی قطب العالم کی نمومبارک سے لاہور کی طرف روانگی۔ راہ میں قتان اور پاک پٹن سے حصول فیضان

۱۲۸- حضرت قطب العالم کا سہریہ قوم کے گورو کو مشرف باسلام کرنا۔ قوم سہریہ کا مسلمان ہونا اور

شیخ امام بخش ناسخ کی ارادت کے حال سے میں نے روزنامہ روز مورخہ ۲۳ جون ۱۹۵۵ء میں پبلک

سلطان بہلول لودھی کا اپنی دختر آپ کو نکاح میں دینا

شیخ جمال الدین ابوبکر اپنے بھائی کو آگرہ کی جانب بھیجا۔ اور دوسرے بھائیوں کا ذکر

اولاد و اصناف قلب العالم کا ذکر از شیخ ابوالفتح - ۱۳۵

شیخ پور د کوٹلی پیراں کے آباد کار شیخ برخور وار شیخ ابوالحسن ثانی اور ان کی اولاد کا ذکر

قطب العالم کے فرزند ثانی شیخ بہار الدین اور - ۱۴۱ ان کی علاقہ بار میں اولاد کا ذکر

دودمان حاکمی سے جھوٹا تعلق بنانے والوں کا حال - ۱۴۲

حضرت قطب العالم کے بعض خلفا کا حال - ۱۴۵

حضرت قلندر شاہ کی بیماری اور وفات - ۱۴۷

وفات کی تاریخیں اور شجرے منقولہ حضرت مراد - ۱۴۰ و قلندر شاہ

ذکر خلفا قلندری از سادات و قریش اسید فضل شاہ - گرم شاہ ساکن ساکن ساکن و غیرہ اور اپنی

براہری کے افراد) - ۱۹۰ ذکر علماء غیرہ مریدین حضرت قلندر شیخ

امام بخش ناسخ و غیرہ شیخ حضرت قلندر کی کرامات کا ذکر

خاتمہ کتاب حضرت قلندر شاہ تفسیر جنات

ادقاف اشرف

دوسری برادرہوں سے مزید روشنی داریاں

۲۲۸

اَذْكَارِ قَلْبِنَا رَوِي

پیر فرح بخش فرحت

رَبِّ سَيِّرُوا لَا تَعْصِرُوا

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَتَسْمِعُ بِالْخَيْدِ

الف الآت حمد و ثنا احدے را کہ کف یلدا و کف یولد و کف یکن لہ کفواً احد و صفت ذات اوست
 کو ہزاراں ہزار پاس دستائش و احدے را کہ جمیع موجودات کو فی منظر تجلی صفات اوست۔ رمرت نامان آیتما
 تو کوا فتمہ و جہا اللہ گفتہ اند۔ کجا غیر و کو غیر و کو نقش غیر سوی اللہ مافی الوجود۔ شاہدے کہ از در بچہ ہر ذرہ
 در چشم مشتاقان ازل جلوہ حسن خود را بیرون انداختہ می دہد۔ و معشوقے کہ از نقاب کائنات عاشقان جمال
 خویش را چشمک می زند۔ بیت

اے صفات ذات تو پیدا بہر عیال در ہر نہاں عیا نے و در ہر عیال نہاں
 آثار ذات پاک تو از خار و گل پدید خالی نہ بیج جان تو با و صفت لامرکاں

آمرخ ادراک را پر وہاں کو۔ کہ براعلیٰ این مقام علیا تو اند پرید و خنگ و ہم را مجال کو۔ کہ اندرین میدان بے پایاں تو اند
 و دید۔ چہ یار اسے خرد را تا رسد و کہ ذات او۔ نمی گنجد بفہم این و آن و صفت صفات او۔ چونکہ جمال احدیت آن
 ذوالجلال خواست۔ کہ جلوہ جمال خود را بر ملا نگہ از زانی داشتہ عاشق دیدار خود سازد۔ جلوہ گرد رخس دید۔
 ملک عشق نہ داشت عین آتش شد۔ ازین غیرت بر آدم زد۔ پس حکمت کاملہ خویش برتی آدم را از دوا
 کائنات انتخاب نمودہ بہ تشریف شریف لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي أَحْسَن تَقْوِيمٍ اخصاص
 داد۔ کہ گشت گذرا محفیا عبارت ازاں است۔ و در سینہ اش گنجینہ اسرار عشق و محبت خویش نهاد
 زبے خداوندی کہ چنین سعادت ابدی و دولت سرمدی مخصوص این مثلت خاک کردہ۔ سرمست باوہ
 شوق گردانید۔ کہ زبان کہ ادا سے شکر آن قادر لایزال نماید۔ و کدام جان کہ سزاوار نثار آن ایزد متعال آید
 مگر تا کہ زبان را در دہان طرز کلام و رسم تبیین کہ زبیب بخش و زبیت و زمرہ حیوان ناطق است۔
 استو کام دارد۔ باید کہ علی الدوام یک ہر لحظہ و ہر آن بشکر او پردازد۔

حمدیکہ در د فسر مہندس حیرال حمدیکہ بے فضاے دو عالم
 حمدیکہ ز تقریر بود افزوں تر حمدیکہ ز تقریر نیاید آماں
 حمدیکہ بسنجد بتر از دے دو عالم حمدیکہ بود بیشتر از قطرہ باران

حمدیکہ درو جن و ملائک عاجزہ
 حمدیکہ مضا عجب بود از کثرت ذرّات
 حمدیکہ دریاں عجز بر و خلقت انساں
 حمدیکہ چو دریائے کرم بجد و پایاں
 حمدیکہ بزویں تر بود از فرحت کونین
 حمدیکہ بر پے نہ دریاں فکر سخن داں
 حمدیکہ ز اطلّاش قلم در ماند
 حمدیکہ دریاں دست محرر لزاں

پس از خوردن جو بیٹہ جام توحید و تمجید آں قادر ذوالجلال کہ جام بے پایاں این خم خانہ سیر نگشتہ
 وَلَا أَحْصِي شَاءَ عَلَيْكَ . گفته معترف ققدر خویش از دنیا رفتہ اند پس من ، سبحان را چه یارا کہ از
 حمد این بیان بیرون تو اتم آمد۔ باید کہ ا شہب قلم را در میدان لغت آں خیر الوری علیہ الصلوٰۃ والسلام
 بقدر جوصلہ خویش یونکہ وہم شاید کہ ، چچ آں پیروزاں خریدار یوسف علیہ السلام۔ من ہم از زمرة لغت
 گویاں در شمار آتم۔ شعر

اگر این دولت بیدار دید دست مرا
 من ہم از اہل جہاں مخز و مباحات برم

در لغت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم

درویکہ در ادہام جانیان نگنجد و صلوٰۃ کہ در میزان کونین نسجد۔ بر اورنگ آرا سے کشور دنی
 فَتَدَلِّي فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰی۔ کہ وجود سعود آں صاحب جود۔ موجب ایجاد ملکات
 و صدائے کو آں شہسوار عزم رسالت اِنَّمَا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا۔ سامع افروز ساکنان شش
 جہات تشریف لولاد۔ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاقَ بَرَقَتْ فِيْهِمْ كَرَامَةٌ اَوْ زِيَا غِبَارُ سَمِّ اَشْتَبِ
 نَبُوْتِش كَمَلِ الْعِيْنِ اہل ارض و سما گلہ ستہ و لَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ۔ آراش طاق الوان اوست
 رَسُوْلًا لِّيَدْعُوْا اِلَى عَسَى اَنْ يَّبْعَثَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا و رشان اوست۔ عنان رسالتش
 نبوت مزین۔ نبی کہ فرقان مید۔ و قرآن مجید بر زبان نبوتش مبتن ای و بدیدہ اقبال نولہ ان اللہ اوان
 کسری در افتاد و از زبیت نادل قدم از عدم بوجود آں ذوالجود حرارت آتشکہ فارسی رو بہ بود
 نہاد۔ نظم

ز سے شان و شوکت ز سے عز و جا
 پناہ جہان و جہاں را پناہ
 شے ذوالکرم مالک دوسرا
 نگہبان امت بروز جزا

جلیل خدا سید کائنات
 خدمت گزاریش روح الامیں
 زیادہ چہ باشد بریں احترام
 شدہ فخر آدم صغی زیں سبب
 وگرنہ چہ نسبت کہ قدویاں
 ز پیشانییش آنچه جلوہ نمود
 شفاعت کن روزگار نجات
 برو فخر بر اہل چرخ بریں
 عذائے فرستاد برے سلام
 کہ فرزند کشش آمد رسول عرب
 بسجدہ در آئیند پیشش خیال
 ہمیں نور بود و ہمیں نور بود

زیبے فرزندے کہ چہستان عزت را آب و ہر دمنے و لبندے کہ ابروئے ابرو را خضاب مند۔ فرد
 مرغ فخر بود لبشراز شوکت فرزندش

اشبہ ظلم را چہ یار اگر عرصہ قرطاس لغت آں خیر الوری طے نماید و طوطی زباں را طاقت کجا کہ از عہدہ شکر
 ریزی آیں بیال بیرون آید۔ رباعی

از تو کے آید صفات احمدی کردن بیال
 مرغ اور اک تو بر این اوج نتواند پید
 ہست اندر وصف او کونین راقا صریبا
 تا رسیدن بر نہایت از تصور خویش دل

صلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین۔ بعد تحمید ایزد ادار و لغت سید ابرا
 علیہ الصلوٰۃ والسلام در مدح چہار یار کبار کہ رکن اعظم دین متین سید المرسلین اند با بدیرواخت۔ کہ
 مداحی آیں چار ارکان خلافت سعادت اہل اسلام است۔ مونس غمگسار ثانی اتین اذہما فی الفار
 یار موافق پیغمبر امیر المؤمنین صدیق اکبر

صدیق بقر تصدیق خویش کامل بود
 یک یاز بغیر او بیرون زد
 بقول نبی ز جان و دل عامل بود
 زال لطف نبی بحال او شامل بود

برہم زن ہنگامہ گمز و قلام اظہار نمائے طریقہ دین و اسلام برائے ہائے او باو جی ساوی ہر کاب امیر
 المؤمنین عمر ابن الخطاب

اسلام عمر شمع ہدایت افروخت
 بوجہل فرو ماند ز دین داری او
 جان و دل دشمنان دین را سوخت
 وز عدل چہ زاد راہ بعقبی اندوخت
 رباعی

ہر سپر جود و الاحسان امیر المؤمنین عثمان ابن عفان

عثمان خلیفہ رسول اکرمؐ در علم و حیا رشیع و اعظم
 زال کرد مزین اور ابدو نور
 کال بود زجان و دل ندیم محرم
 اعلم علم نبی محرم اسرار خفی و جلی اسد اللہ الغالب
 شاہ علیؑ آں ابن عم پیغمبر
 خوش گفت بشان اور رسول اطہر
 ماہیم مدینہ علوم یزدان ہستی
 در آں تو اسے علیؑ صفدر
 رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

در بیان سبب تصنیف این کتبہ و باعث تحریر این نسخہ

روزے این افسردہ خاطر شکستہ دل سوگوارانہ در مایم ترہ راہ رو باد شریعت و طریقت سالک مسالک
 حقیقت و معرفت افضل زمان و اکل دوران قلب بلا اشتباہ و خویم بجائے قبلہ گاہ پیرد مرشد حضرت
 قلندر شاہ قدس سرہ سرور گریبان لشکر فرو بردہ مجنوں و اربے قرار نشسته بودم کہ ملہم غیبی در گوش جان
 این ناتواں فرو خواند - "از علم و الم کوئی الحال سو سے ندارد - رنج بر دل و صرف اوقات بیہودہ کردن انسب و
 اولیٰ است کہ تحریر احوال آل ستودہ خصال اشتغال و رزی" ابیات

بیان بزرگان صفائی و بد دل تیرہ را روشنائی و بد

کند زندہ از سر دل مردہ را ریاید رنم خاطر افسردہ را

چونکہ جان محزون را ازین اشارت فیض بشارت قدرے تسلی حاصل شد و تسکین خاطر روداد - از ہماں
 روز خوشیتم را فراہم ساختہ و بعیر و تکیہائی پر داغہ باستمداد توفیق الہی بہت خود را برال کمال
 احوال فیض اشتمال پرورشید خویش بدایت انقباء جناب حضرت قلندر شاہ قدس سرہ از ولادت
 تا زمان وفات و بعضی شراکط قریب الفہم از سلوک و آنچه اخبار سماعت اشار بزرگان این دو دو مان کبریٰ از
 کتب اسے معتبر و مورخان صاحب خبر و دروید شنید آید بقید قلم آورده کتابے مشتمل پر پنج باب
 و ہر باب را ہفت فصل مقرر کرده از کار قلندر کی نام نہادہ آید کہ از مطالعہ آل ارادت مندان این
 خاندان را ابواب فیض و ہدایت مضبوط ماند و باعث ازوار سوغ عقیدت گردد بفضلہ و کرہم

باب اول در احوال شیخ زمانہ حضرت قلندر شاہ قدس سرہ - از ولادت تا زمان وفات و بیان بعضی شرائط سلوک - باب دوم در بیان طبقہ اولی از بزرگان آں جناب - باب سوم در احوال طبقہ ثانیہ بزرگان آں ذات شریف باب چہارم در بیان احوال طبقہ ثالثہ از مشائخان این دو دمان باب پنجم در بیان احوال بیماری و وفات شریف جناب پیر و مرشد ام - و در روز آں روز - در تحریر تاریخ کلمات و شجرہائے شریف کہ جناب پیر و مرشدیم و بزرگان آں جناب بدیشاں تعلق دارند و بیان خلفائے آں جناب کہ بخرقہ فقر مجازہ و ماذول شدہ اند و اظہار بعضی کرامات کہ از آں جناب بے اختیار شدہ اند

باب اول - مشتمل بر ہفت فصل - فصل اول در شجرہ جدیدہ و ولادت آں جناب و ادائے بیعت بخدمت جد امجد خویش در صغیر سن - فصل دوم در تقاضائے طلب حذا و سبب تشریف بردن آں جناب بہندوستان - فصل سوم در حصول ملازمت شیخ ابو حامد المشہور بمولوی بدر الدین چشتی القادری - فصل چہارم در بیان یافتن تبرک خرقہ فقر و اجازت مرید کردن از خدمت مولوی صاحب جیو و فصل پنجم در بیان بیماری مولوی قطب الاقطاب در حلت فرمودن آں جناب بدار جاودانی و طلب داشتن اجازت صاحبزادہ صاحب ہمت آمادہ میاں کریم الدین صاحب خلف مولوی صاحب جیو علیہ الرحمہ نعمت خاندان خویش مجدد ازیں جناب - فصل ششم در بیان اوقات شب و روزہ آں جناب از ایام شباب تا ایام وفات فصل ہفتم در بیان بعضی شرائط سلوک -

فصل اول - مخبر اخبار قدیم چین خبر می دید کہ جناب اشرف اعلی عارف باللہ قطب بلا اشتباہ حضرت قلندر شاہ کی الاصل و ہاشمی نسب اند نسبت آں مہر سپہ شرافت بدین طریق بعم سرور پیغمبر علیہ السلام حارث بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد المنان می رسد کہ آں جناب ابن حضرت کرم شاہ الملقب بسیتا شاہ بن حضرت ابو الفتح المشہور بشاہ جیو بن شیخ ابو الحسن ثانی بن حضرت شیخ فخر الدین حضرت ابو الفتح بن حضرت عبد الجلیل بن حضرت ابو الفتح قطب الاقطاب فرد الاقطاب گم گشتگان بادین عشق را دلیل شیخ المشائخ حضرت شیخ عبد الجلیل المشہور معروف بہ بندگی شیخ چوہر قطب عالم قریشی الهاشمی الحارثی السکاری قدس سرہ العزیز بن حضرت شیخ ابو الفتح بن حضرت عبد الخریز بن حضرت شیخ شہاب الدین بن زبدۃ اللہ صلیبن حضرت شیخ نور الدین ابن خدیو اقلیم ولایت - مشربار شہرستان ہدایت سراج العارفین سلطان التارکین حمید الملک والدین مخدوم حضرت شیخ ابو العیث قدس سرہ

بن سلطان بہار الدین بن سلطان قطب الدین بن سلطان رشید الدین بن سلطان ابو علی بن شیخ محمد موسیٰ بن شیخ
 ابو طاہر ابن صدر الکرام حاجی بدعت و ظلام عاشق و اصل عارف کامل محبوب اللہ باری شیخ الشیوخ ابو سعید
 ابو الحسن علی الماشمی السکاری رضی اللہ عنہ بن حضرت شیخ محمد بن حضرت شیخ یوسف بن شیخ شریف محمد
 بن شیخ شریف عبد الوہاب بن حضرت زید (زیاد) ابن علم و برادر ضاعی و اصحاب خاص سرور عالم معلم
 امیر المؤمنین ابو سفیان الملقب بزید ابن الحارثہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد المنان - رباعی

چونکہ این خاندان عالی شان دارد از فضل او در دست
 سخن از فقر تا بہر خدا لایم پشت تا پشت تا این آوان

از آنجا کہ دریں دو دمان کبری اکثر مردان خدا و اہل صفائے آئینہ چنانچہ اندرین زمانہ ذات قدسی صفا
 جناب پیر مرشد حضرت قلندر شاہ آن چہاں مردے صاحب حال از عالم عدم در ساحت وجود قدم نہاد
 کہ اندرین جزو زمان مثل آن ذات احدے نبود - ولادت آن جناب در آخر ۱۱۸۵ھ مکیزار و یک صد
 و ہشتاد و پنج در عین طلوع صبح صادق کہ وقت برکت است بظہور پیوست - در ہنگام روفا و کثرت
 اگر کسی را نظر بر بشرہ مبارکش می افتاد - می گفت کہ البتہ نیز این خجستہ اختر بروقت خویش از افق
 غمت محبت الہی طلوع خواهد نمود - فرود

ناظرے راز نہاں چشم حقیقت بین است ہر کہ منکر شود او دیدہ اشعی دارد

چونکہ خالق در رب تخمین آن سلالہ کرام بآب ادب دیا تجزیہ یافتہ ہو از زمان طفولیت تا
 یوم شعور کہ وقت نادانی است بیچ کرام امرے از امور کہ تلاوت مرتبی والدین باشند - از آن جناب
 بظہور نہ پیوست - چنانچہ شہ ازین این ہست کہ پیش ازین شہ سال سیدہ باشند - چنانچہ
 والدہ شریفہ فرمودند - اسے قلندر شاہ پروردگار فلان کار کرد ہمیں اسے چنانچہ چنانچہ
 کنایت پس پاکہ لبتاب آمدن است - و سب نسبت سیدہ پیر چنانچہ چنانچہ چنانچہ
 خانہ دادہ پس پارہ ال شدند - ہویدا است کہ قطع راہ بایں طریق بہ آسان است - در باز رسیدن دیر
 بوقوع آمدہ حضرت والدہ صاحبہ استفسار آن فرمودند کہ اس قدر مدت کجا ماندی - عرض کردند - بفرمود
 آن حضرت بہ پس پا آمدن و پیشہ - بجز و وصول این جواب ابیر چشم بوسہ دادہ - دماغے خیر فرمودند
 کہ بفضل الہی ولی زمانہ خواہی شد - از آن جا کہ دماغے والدین اثر کے تعلیم دارد او سبجانہ تقانی

فی الحقیقت آن ذات شریف را بدرجہ ولایت رسانند۔ سبحان اللہ نیک سرشتان ازل ہم چنین باشند کہ از حد بلوغت تا زمان وصال بے کم و کیف و قال تا حال برابر در ع و پرہیز و تقوی و طہارت، شب خیزی و عبادت کہ طریقہ صدیقان است و تصدیان ایزد پرست می باشند بیک طور گزارند کہ گاہے تصور اندراں راہ نیافت۔ چونکہ او اسنے شرط بر ہر مسلم و مسلمہ واجب است۔ آن جناب را در خدمت جد امجد خویش نیز برج بدایت گوہر درج ولایت صدر آرائے محفل عرفان نور افزائے ویدہ ایقان شیخ المشائخ حضرت شاہ خدائش قدس سرہ کہ پیر مجتہد علم حقیقی حضرت والد ماجد بودند در ایام طفولیت ادائے این شرط دست داد۔ ہر چند این امر موقوف بر ارادت خاطر مرید است۔ اما بر حسب عقیدت پدر پیرا اگر در ایام بے شہری دست دہد۔ نزدیک مشائخان طریقت بالاتفاق جائز است۔ بطوریکہ ایجاب و قبول عالم طفولیت بر مرضی والدین علماء شریعت مقبول دانستہ اند۔ ہونید است کہ در عمد جہالت لوح ضمیر از خوف طلب سعرامی باشند۔ شاہد این مقصود بنا بر خورد سالی در پردہ تعویق متواری ماند کہ گفتہ اند مصرعہ

ہر سخن وقت ہر نکتہ مکانے وارو

ہر گاہ وقت آن در رسید کہ آفتاب قلب آن جناب از شفق ہندوستان سر بر کشد و طلوع گردد سببش ہوا گشت کہ حضرت والد شریف را ہولائے ملاقات امارت مرتبت شیخ نور الحسین خاں عقلمانی الماشمی کہ نانائے حضرت جو بودند در وقت ویرانی پنجاب و لاہور کہ در خروج سنگھماں بظہر پیوست۔ وطن مولونے را گذارستہ اقامت بلدہ لکھنؤ اختیار داشتہ و در سال ۱۹۶۱ میلادی و نور شمس سن شہادت نبوی غایب است۔ مع اہل و عیال خانم بلدہ مسطورہ گردیدند۔ بعد قطع منازل و مراحل بالبحیر و عافیت بملاقات یلہ گرد و رات ہجر دیر نیز را باب و عمان شہت شودادہ عرصہ یک نیم سال کم و زیادہ بخوشی و خوبی گذارند کہ بیک و حلہ جوش دریائے وطن موج زون گرفت۔ و محبت خویشاں بے قرار ساخت۔ ناچار از شیخ نور الحسین خاں رخصت وطن خود در خواستند۔ شیخ صاحب موصوف و دیگر اہل خانہ باین سعرت مراجعت کردن ایشان قبول ندانستہ گفتند کہ عرصہ یک سال دیگر ضرور باید ماند۔ ہنوز از دیدن دیدار شامیر نشدہ ایم۔ ہر چند اندرین باب سعی بسیار کردند قبول حضرت والا شریف نگشت۔ ناچار تن بر ضدادادہ رخصت ساختند۔ چوں در مشیت ایزدی چنین قرار یافتہ بود۔ در منزل شاہ جہانپور کہ شریعت قدیم مابین بریلی و بلدہ لکھنؤ باقفا

قزاقان طرح جنگ رو داد۔ ناگاہ گلولہ تفتنگ اجل آہنگ بايشان در رسيد۔ چونکہ جام عمر شريف لبر زيادہ اجل شدہ بود۔ از ہماں زخم شربت شہادت چشيدہ داخل زمرہ شہيدان اکبر گشتند۔ تاریخ

درينا کرم شاہ برفت از جہاں
 بيان غمش چوں خورد تمام
 دران غم زلفت چو کرم سوال
 کہ تاریخ آن غازی نیک نام
 کہ شاہ سیدتالقب داشت آن
 فزون گشت ماتم بہر خاص و عام
 بگو شرم چنين گفت بے قیل و قال
 بجز از کرم شاہ حنیت مقام

کہنايد در سال وصف کمالش
 شہادت يافتہ شد تاریخ سالش

تاریخ دیگر من تصنیف انخوی بنی بخش جیو
 وحید العصر آل شاہ کرم شاہ
 شہادت يافتہ چوں از حکم پیداش
 از مفتی غلام سرور لاہوری۔ منقول از نانی

شہ مسعود رضی اللہ عنہ
 دیگر مسعود رضی اللہ عنہ

مکرم شیخ دین حضرت کرم شاہ
 ز خورشید عطا دل حبت وصلش

از حاضران وقت عدائے انا لله وانا اليه راجعون برآمد۔ بعد بزعم فزع بسیار ناچار بصر شکیبانی پرداختہ در دازہ فقیر کہ بیرون شہر بلب دریا واقع است آن رگہائے وادی قاس را فون ساختند۔ از انجا کہ چیدہ در باسی بریلی رسیدند حضرت غلام رکن الدین المشہور بشاہ مراد بخش کہ برادر کلاں جناب اند کہ اتہال بزرگی آل سلا کرام در باب چهارم ایراد شاہ يافتہ بحسب آب خورد و نوکری را بہ مورت سنگ دیوان نواب مرزا امافی لکھنؤ اختیار کردہ اما مت شہر بریلی کہ در نکتہ راجہ مسلم رود افتادہ اشکند۔ چونکہ روزگار با عزت و وقار بدست آمد۔ نرصد پنج شمش سال ماند۔ بود شہر مذکور کہ در آن وقت چیدہ عیش و طرب میاورد۔ اما خاطر شریف حضرت شاہ مراد پرستہ راجہ بریلی را بالی کہ فقر است ماند و اکثر صحبت اہل اللہ را غنیت می داشتند کہ گفتند اند۔

کنم از کنم برہ ما جو ز جو

فصل دوم :- بر عاشقان عدالت پوشیدہ غیبت کہ رسام رسوم عشق ہر کرا پسند بارگاہ
 دیش می بیند سرہنگ اشتیاق برومی گمارد و مسلطانی سازد۔ تا بسلاسل شوق کشان کشان بجانب آدمی

خطاب آصف الدولہ این شجاع الدولہ ابن صفیر جنگ جو نواب سعادت خان بکمان الملک مہ داراودھ داماد بھانجے اور

آرد۔ ہنوز جناب پیر و مرشد ایم قدم اول بر بساط شہور نہادہ بودند۔ کہ قادر حقیقی دل ایشان بسوئے خویش کشید
 و لعشق و محبت خود مبتدا ساخت۔ ہر گاہ سلطان عشق بر اقلیم دل آل جناب استحکام یافت در محنت
 تصرف خویش آورد۔ در دہل و کاوش جاں ہر لحظہ و ہر آن در تزلزل بود و جوش شوق ساعت بساعت
 می افزود تا بحدی کہ نازہ آتش اشتیاق بر اوج اعلیٰ کشید و پختہ تا شکیبائی گریبان تحمل و تامل از ہم درید
 نہ طبعی کہ علاج این بیماری کند و نہ یارے کہ در مسافرت باشد چونکہ مدت مزید بریں گذشت۔ و صورت مدعا
 نقش نہ بست۔ تا چارہ در تائش شیخ کامل و مرشد مکمل کہ ساقی وصال محبوب و رہنمائے راہ مطلوب باشد
 بچوں ماہی کے آب سے تاب بودند۔ آتش فراق زبانہ می زد۔ می گوید۔ ہجر چنداں کہ بیشتر قدم شوق پیشتر
 اکثر در کثرت شوق رباعی طبع ازاد خویش بیاد می آوروند۔ رباعی

یارب نہ فراق بعد درم گرداں مستغرق حضرت حضورم گرداں
 بینائی بہ بصر کن روزی چشم وز دیدان غیر دیدہ کورم گرداں
 و گاہ گاہ اندرین احوال باین غزل اشتغال می فرمودند غزل

اے جلوہ جمال ترا جا بچشم من جانم فدائے آمدت آبچشم من
 آہے تکلفاز و ہنشین بجز و ناز یا بر فراز کہ می و یا پابچشم من
 امروز پردہ از رخ خود بر کشاؤ آ تا چند آہ و عدہ فردا بچشم من
 خوابم چگونہ آیدم اسے جاں کہ می کند مردم نہ شوق روئے تو غوغا بچشم من
 ہر روزہ خشک بہر نثار آورم برش آن مر کند چو منزل و ماوی بچشم من
 ہر کشتہ تو زندہ نظر آیدم مدام تیغ تراست لای دم عین بچشم من

در وادی مقدس وحدت قلندرا
 ہر شے شدہ است شجرہ موسیٰ بچشم من

چونکہ آل طالب راہ حق و محب محبوب مطلق در وادی تلاش قدم آرزو از حد قدرت نیادہ تر
 فرسودہ کنند طلب بہ تہا و زلا مکالم راند۔ بقول آنکہ جویندہ یا بندہ و ہر کہ حبت یافت۔ چونکہ خاطر
 شریف مان مال در انتظار گردید و دست بدامن مدعا نہ سید۔ روز سے پیش مرزا صاحب کہ بیخے از
 دروندان روزگار بودند۔ ہم مجلس خویش دیدہ و بعد رو خود ہمیدہ احوال حیرت اشتغال خود را بر طبق اظہار

چینیں آوردند کہ عادتے مست کہ این گم گشته دادی حرماں طیبے می جوید کہ دوائے درد دل و دوائے بیماری جان
لسل داشته باشند اگر چیزے داری در بیخ مکن کہ الم آں در مبدم جان از تن می رہ باید و ابواب حزن و اندوه
بر روی دل این بیدل می کشاید

درد و نہان تو ز دل می برد از دست و جان
طاقت من طاق گشت قوت صبر نماید
یار کہ در وقت کار یاری یارے کند
جان لب آمد مرا شربت و مسلم بریز
بہر خد اشو طیب یا بطیبے رساں
ہمچو کباب کے بسج سال من خستہ داں
در نہ عدیل عدد است برد و ستاں
چونکہ بروں شد ز تن باز چہ سوئے از اں
در من و مطلوب من گر تو میا بجی شوی

فرحت تازه رسد با تو مکافات آں

آں خدا پرست کہ انگہ میں آتشکہ ہوسوز فراق بود لب بیاسج سوال کشادہ چین گفت کہ سے
عاشق سمرت بہر چند با عاشقان حرف مبر و شکیبائی در میان آوردن آتش تازه افزوختن است۔ اما
لب برد باری می باید کہ گفتہ اند معرہ

مرغ زیرک چوں بدام افتد تحمل بایدش

ترتیب یاس کہ کم مہمتی طالب در اں متصور می شود بگذرک امید پاک باید سترو یقین باید کرد کہ جہاں از مروان
خدا خالی نیست۔ بیچوں کان از جواہر و صدف از در۔ مگر این اتقرا آورد و جا چشم آئین روشن می شود۔ سیکے
در جناب عاشق رحمانی حضرت شد غلام جیلانی مہواتی و دیگر بذات بابرکات افضل زمان اکمل و در اں
حضرت مولوی صاحب بدرالدین رہنگی کہ از عرصہ چند مدت رونق بخش ایں شہ بریلی شدہ اند و حضرت
ہر وہ بزرگماں ہر جا کہ دل شہ آگاہی دید و رجوع آورد ہماں جا ذات گرامی را مشرف زیارت کہ
بجود آشنا شدن گوش با سم مبارک آں عزیز معزول یعنی جناب حضرت مولوی صاحب ایجا آسا
دامن شکیبائی و ریدہ چین گفتہ کہ اسے وسیلہ جیلانی ایں بتدائے درد فراق خدا از خود ترا از بلائے زندان
انتظار دانی وہ۔ یعنی ایں سحاب دوری کہ مبدع نامعلوم است زود تراز میاں بردار۔ آں یگانہ اتحاد لب
بیاسج آں جناب برکشو کہ فردا انشا اللہ تعالی شب فراق آں مشتاق را مبع امید چہرہ افزو مراد خواهد شد
عاشقان راوندہ نزد ابلایے ہاں بود

ہیکے آہ جانگاہ از سینہ سبے کینہ بیزل زوہ باسد بے قرار می چنیں فرمودند۔ فرد
 ساقیا عشرت امروز بفرود آهنگن یاز دیوان قضا خطہ امانے من آہ
 میرزائے صاحب موصوف بہراز گوز تلی دادہ وعدہ ملاقات فرود را بسوگند استوار اقرار داوند۔
 جو یا است شبے کہ بروصال فرد اور میان آمد۔ البتہ درازی آں برشتاق بمنزلہ سال روحی نماید۔ در انتظار
 رسیدن صبح بے خواب و بے آرام باین ابیات غزل خود کاوش جاں را عیاں می کردند۔ ابیات
 بس بے قرار مست دل بے قرار من کو صبر کو شکیب بجان نزار من
 رفتم ز خویش دور کہ اسے ہمیشہ مرا باید کشید آہ بس انتظار من
 مختار کار و بار خودم ظاہر او سے در اختیار من نبود اختیار من
 خما تمام آہ بیک دم کنم تھی امروز کہ بیکدہ افتد گزار من
 ہم بریں پنج شب اشتیاق را تا سپیدہ صبح بسر بردند۔

و صبح سوم۔ چونکہ صباح آں روز پنجوں عید مسرت اندوز انظار صوم بھر بھوراں و سرود
 افزائے خاطر بھوراں بود۔ ہر گاہ روز روشن گشت۔ جناب پیر مرثیہ معہ میرزائے صاحب برائے
 دولت پابوسی بھر مواج دریائے وجدان۔ شیر بلشہ ولایت۔ ننگ عمان ہدایت۔ حامی دین متین
 شاہ اوحد المشہور مولوی شیخ بدر الدین چشتی القادری احرام ارادت بستہ عازم طوائف آں سراپا
 او صاف شدند۔ چونکہ بدروازہ شمع شبستان ولایت رسیدند۔ ولولہ شوق و ذوق جناب پیر مرثیہ
 را آں چنان بگوش آمد۔ کہ سر بہ بیوشی کشید۔ انا اشتیاق قد مبوسمی کہ دامن گیر دل بود۔ بہر طریق خود را فرہم
 ساختہ بنجام خدمت در بانی گفتند۔ کہ عرض حاضر می ما بحضور برساں۔ عرض خادم مقرون اجابت افتاد۔ فرمودند
 آں شائق فقیر آمدن دہ چونکہ بار یافتند۔ سرچشمہ پائے مبارک آں قبلہ ارباب سودہ بچورد وصول مشاہدہ دیدار
 فیض آثار قمری دار طوق یقیں آں سر و جو بنبار ارشاد در گردن جاں انداختہ محو تماشائے جمال انور گردیدند۔
 و ممنون احسان میرزا صاحب شدہ فرمودند کہ بر آئندہ حاجات جمع مرادات آں ستودہ صفات حسب
 دل خواہ بر آرد و خود بہ نفس نفیس خدمت گزار می و فرمانبرداری و لیز آں خلاصہ او یار از لیلہ سعادت آرن
 خویش تصور کردہ در خدمت آب کشتی و کلوخ استنجا و غیرہ کہ طریقیہ خادمان عقیدت سرشت می باشد
 میا و آمارہ بودند۔ و شب تا کہ جناب مولوی صاحب استراحت نمی فرمودند۔ بیرون دروازہ حاضر نمی ماندند

بایں ترس کہ شاید حاجت کد ام کارے افتد و من حاضر بناشم - بیت
 یک چشم زدن غافل از اں ماہ بناشم ترسم کہ نگاہے کند آگاہ بناشم
 بایں سلب مورد عتاب آل جناب شوم - روزگار فراوان بایں و تیرہ سپرے گشت - باز جو در این جنس
 رسوخ عقیدت اداے خدمت ہنوز روز اول بود گاہے پیر سید مذ کہ قلندر شاہ کد ام حاجت پیش
 فقیر آمدہ و چہ سوال داری - ہر چند اندریں باب حیران کار خویش متفکر و مضطر مے بودند گاہے لب لبرش
 احوال نکشوند - سبحان اللہ زہے بخت عالی کہ اندریں مدت باوصف ناکشود کار ہرگز سستی و پالغزرا
 پیرامون دل و گرد جان خویش راہ ندادہ در اداے خدمت تاکہ تو استد فقور نور زید مذ می گفتہ تاکہ این
 جان ناتوان را بچار دیوار عنصری لغین است - از در این در گاہ سرخو اہم بچپ - گاہے این غزل از در دنا
 و سوز جاں می خوانند - غزل

جان من - جان من فدائے تو باد	تن من خاک خاک پاسے تو باد
چوں بھر تو دزہ دزہ شوم	رقص ہر ذرہ در ہولے تو باد
روزی دیدہ دل و جانم	روز و شب دیدن لقائے تو باد
ہر چیز آید بقول و فعل از ما	آں بود کاندراں بناسے تو باد
فصل من از ریا و صمم بری	خالصا محض از برائے تو باد
اسے شفا بخش ہر مریض و ملیل	داروے درہ من از سے تو باد

در د و عالم مستندرت شاہ

بر در کویے تو کہ اسے تو باد

فی الحقیقت رسوخ عقیدت جنس می باید کہ آداب خدمات شیخ را اں چنان رساند کہ ہمگی
 خود را اندراں عیست و نابہ و گرداند - ما فقط علامت اہم خوش گفتہ - و ذو

بشبتان و اوقی ایں کسے رسا ہوا ہر چند سال جاں نہ سنے سبب اند

جناب پیر مرشدیم در خدمت شریف شیخ ریاضات و عبادت سنیے می آورده با استقبال تمام نزل
 ملوک واسطے نمودند - آں گاہ پر توہ جہاں کمال شیخ و رذات ایشان متصرف شد و لوز باطن آں قلوب
 اوقلاب از جبین مہین ایں جناب ہچوں آفتاب در شیدان گرفت و حسن ظن ہر کس را قرار آرفت - کہ

ہرچہ نعمتِ این خاندان اشرف بود - ہمہ در نصیبِ این بزرگوار معنی جناب پیرو مرشدیم گشت - چنانچہ
 این غزل شاید حالِ این مقال است : غزل

غنا بدولتِ فقر است از خدا حاصل
 فراغت است ز ہر دو جہاں مرا حاصل
 کجا بخاطرم آید سر پرچم کہ مرا است
 ہزار شوکتِ شاہی ز بوریا حاصل
 پچشم سر ہمہ ستر تہاں عیاں گردید
 ز خاک کسے تو کردم چو تو تیا حاصل
 فتادگانِ درت سرفرازِ دارین اند
 ز آستانِ تو شاہی بہر گدا حاصل
 قلندرانہ بگوئے تو چوں گذر کردم
 شیدا است دولتِ دارین زان بہا حاصل

سبحان اللہ باوجود حصول مراد و رسیدن بمنزل مقصود ہنوز نہ نازہ عشقِ آتش آں جناب لفظ
 بہ لحظہ در اشتعال بود و مبدم زبانہ و گری می زدو چرا کہ صیقلِ عشقِ صنیر صافی پذیر مائک را چنداں
 کہ جلا دہد - و مصفا سازد - ہماں قدر شاہد لاریب بر بجلوہ تازہ متجلی می شود - این دور مسلسل نہ بہ
 نہایت می انجامد - و نہ انتہا می پذیرد - صاحب شرح لمعات می نویسند - بیت
 ہرچہ از دسے دلت مہفتار
 زو تجلی تر و تمہیاتر

فصل چہارم :- بر طالبانِ صادق الیقین روشن و ہویدا است کہ شیخ کمال دانائے احوال
 جزو کل طالب می باشد - ہر امرے را کہ وقت آں در نرسد - بر طالب اظہارِ عظمتے آں مئے سازد
 قال علیہ الصلوٰۃ والسلام کل اہر مہون باد قاتہا باوصف مہربانی اے کمال ذات اشرف
 حضرت مولوی صاحب بر جناب پیرو مرشدیم ہنوز غنچہ مراد دسے بہ شگفتگی نیاوردہ بود
 و بہ تشریف خرقہ خلافت مستحزنہ شدہ بودند - اکثر اوقات در سوسے این خیال در خاطر آں جناب
 می گذشت کہ باوجود جوش و ریائے شفقت و مرحمت آں ذات ملکی عفت کہ حمپستان دل
 این نالائق محض را د مبدم میراب می سازد - و نسیم الطاف آں عالی درجات گل ہائے ایدر جاوید
 تازہ می شگفاند - آنچہ اندریں باب تساہل می فرمایند - شاید قوت برداشتن این باروں باطن این بیکار
 نمی یابند - گماہے ازین وساوس استغفار خواندہ با صدندامت با خود می گفتند کہ اے تازہ خانے در
 مشرب فقراد آئین اہل صفا خواست خود را در پہلوئے نافرمانی نشاندہ اند - فیتر لازم کہ در ہر امرے منتظر

لطیفہ غیبی ماندہ درخند شیکہ مامور است مسرور باشد کہ برودہ وانہ ارباب کریم حاجت سوا ان نیت۔ قطع
 عطا خلیفہ انوار از کریم اسے شیار تو رہے بد رنگش آواز شہم برہم وار
 ہر آنچه شکستہ تو بہت خود بخود بدید ترا بخواستن ایجا و دست ناید کار
 ہم چنین خاطر محزون برابرین قرار دادند کہ ہر گاہ باد بہاری ارشاد آں قبلہ مراد بر غنچہ مدعا خواہد وزید۔ خود
 بخود گل این امید خواہد شگفت۔ بعد گزشتن ایامے چند روزے آں مرج نشیں چار بالش تملکین مولانا و
 مرشدنا حضرت شیخ مولیٰ بدالدین بادل شاد و خاطر آزاد شمتہ بودند کہ ہم در ان وقتہ فرخندہ جناب پیر
 و مرشدیم را شرف پادشہ دست داد۔ چونکہ ہر نام خوش بود۔ در بیائے جوہ آں احسن الجود بخش آمد۔ فرمودند
 کہ اسے غالب صدقہ واسے یار موافق خوش آمدی بروقت آمدی کہ اندرین زمانہ جلوہ فیضان الہی
 رونما است۔ نظم

ذرہ بودم ز فیض آں جناب روشن و تاباں شدم چون آفتاب
 زیر احسان تو بر جان نزارہ شد نمایاں صد بہار اندر بہار
 صد گلستاں زار صد بوستاں در نقسائے دل شگفت اندر نماں
 سبزہ ہائے تازہ و گلہائے تر می فراید ہر زمانہ نظر
 گرز سر ہو مو زباں گو یا شود کے ادائے شکر انساات کند

انہی کا ام عجز الہیام بسا غلطہ تا مسرور شدہ فرمودند فی الحقیقہ تیرا تیرا غلبہ بہر تہ بقین
 غالب است۔ چند آنکہ حسن عقیدت بیشتر قدم حصول طلب نیز
 فصل پنجم۔ چونکہ عادت چرخ دوار از زہد نازل بریں قرار دارو در مردان صاحب دین
 خدا پرستان ان اہل حق را اندرین دین نایابدار کہ ترقی گزارو۔ چنانچہ صاحب آفتاب
 در نسا زد صحبت آئینہ روز نشی ہم آسمان یلگوں با جانہ خوشی و حسن نیت
 ہر گاہ در تقدیر ایڑہ کی بیانیہ عمر آں ذات گرانہ تریب طبر ترقی رسید۔ وہ وہ ابتداء سے ماہ رمضان
 بیماری سبب۔ ان کی زبان غمہ لطیف روید تا نامت ان در وقتہ عارضہ شب و اسمال در وقت
 و حزن ان بساط خورد و خواب را از ابالی و موالی در نوشت صباح عید قدر کے سحت و راحت
 ہزار شریف رونما گردید۔ چنانچہ از خرمی آں برائے بیمار داراں اہل خانہ دعا ماں عقیدت نشان

اجتماع بحصول انجامید - فرد

دیدم بسے بچشم که این و هر دو سنج
براحت قلیل سپارد کثیر سنج

هرگاه وقت خلع کسوت ظلمانی و ممتاز شدن بخلعت نورانی آمل جناب قریب رسیده بود
بعد از نماز عید قریب زوال بیماری فالج عائد حال آمل صاحب کمال شد هر چند بد او آمل پیدا نهند
سودمند نیفتاد - بلکه همچون خیالی مجنون روز افزون بود - و مورا خوانان آمل برگزیده دوران را گاه دست یاس سلی زن
رخساره امید می بود و گاه نقاسے رجا بر آتش یاس آمل می نمود - مذنب الاحوال روز تا شب شب تا روز
بستر غم و اطم بسرمی بردند - بیمار سنج بست و ششم ششمال ^{عنه علیه الصلوٰة و السلام} اول وقت ظهر از من
جهان گذران سوجه دارا بقای شده نور بخش دید که منتظران اهل بهشت گشتند - غم و اطم و در جدائی آمل رگزانی
و او کی قدس برائے پس ماندگان گذشت آنچه گذشت اگر بشرح آمل پروازم در دفتر امکاں گنجائش ندارد
و در دل و سوز فراق که در جدائی مطلوب بر طالع می گذرد - این ابیات حضرت پیر و شایسته علم ظاهری نمود -

روز من تیره شد ز دو دو فغان
مه بر آمد بزیر آبر سیاہ
سخت خویش و در بقا پیوست
لا شد و یافت خلعت الا
من بماندم ز وصل او همچو
هر دم و هر زمان من افکار
در جدائی و بحر بحر و ششم
بنود حاجت بنفخه صور
که دهم اندراں بیک دم مجال
خویش را نثار او تا زام
تا بکے مانم ای چنیں مجبور
شد ز دستم عمان سبر و قرار

هست فرقت چو آتش سوزان
بر رخ افکند چون نقاب آں شاه
یعنی از منزل فنا بر بست
گشت واصل بذات پاک خدا
گشت خود محرم سرانے سرور
حالیه در فراق آمل و در راه
همچو دریائے درد بر جو ششم
بر ششم ناله و نامل شوره
با پینان سر و هم بسینه فغان
بغم و درد جان خود بازم
یعنی از وصل او شوم سرور
در غم بحر آں نکو کردار

چونکه ناب در جدائی نداشتند دیوانه وار بهر در دیوانه سر خود می زدند و می گفتند
بیت

ازیں آتش دل و جانم کہا بہ است
وہیں ہم زندگی رشکِ حجاب است

آخر کار بعد جزع و فزع بسیار چارہ چارہ بجز شکر کبھی پوری نہ ہوا
لائیو فون چونکہ مرگ دونوں خدایاب حجاب سے باشد نیچا میں اسباب پس ازیں ذات شریف ہمیشہ ہر سہ ماہ قائم
اندہ بدیں طویرتلی غمزدہ کلاں سانحہ بکار تجہیز و تکفین برداختند شہابی رزم نگہ کہ محرابیت از محلات بلایہ لکھنؤ با غیبت و
اندراں باغ مسجدیت پس رشت آن مسجد میں سے بود وسیع و خوشنما کہ بخدمت گاہ آل باغ مقبول الہ افتخاریافت بہر حال
سال پر و مرثیہ مقبرہ مسقف و منقش تعمیر فرمودہ ہر صد سال کمال بود بق جان دیشیں دل بجا روبر کشتی مرزا فائز الاذہ
آل قطب ابراہیم سہرہ سے بودند ہر چند و حال معنوی حاصل بود انا در اعراق منہ صوتی اول پروردیں فرود میخوانند فرد
چشم دل را گر قماشے رخ تو حاصل است
چشم سہرا در آئینہ سے نما ثابت ہونہ

پچیس شب دہرہ چوں حیرت زدگان وادی فراق و وحشت زدگان غمناک شتیاق با دیدہ گریاں زمینہ بریاں سے
مانند اگرچہ پند بزرگان سلف در باب استصواب صبر شکیبائی بیاد سے آوردند چوں فرود ہنایہ گرم صبح سوونے کرد آنرا
در ۱۲۰۶ھ بجزالد و وحدوش ہجری بادل بقیار مقابل مرقد منور سر بگرمیاں لنگر بردہ سے رفع وحشت کہ در ہجر آل ذات
شریف دست دادہ بود در خصت سیر و سفر التماس کووند چونکہ در عالم حیات عرض ایشان را اکثر دہنے فرمودند و جہاں
را قبہ شریف جا زت سفر مشرف گشتن بہر گاہ سر از مراقبہ برداشتند خود را از او جہاں پنا داشتند ہمان روز طواف مرقد
شریف ہود و شب باش در محکمہ بلوچ پورہ نشاندہ وہاں شب بشارت رفت کہ اگر عزم سفر منعم داری بطرف رودلی شریف
حضرت الہ آباد کہ بقیہ نجیب تو در آنجا بوشنا اند باید رفت ہجرت و گاہ سفر او کرد و بانسواب جواب بطریق مردان
آزادیش ہر جا کہ دل قرار گرفت منقیم داز جائیکہ خاطر بر نماست رحیل حضرت دو ملی مرثیہ سببہ
پنجاہ و دو از وہ روز بر مرزا قطب الہ ابراہیم حضرت شہسوار شہسوار علی علیہ السلام اللہ عزیز و ذکر و فکر
قیام در زیدہ از روح پر فتوح آل خلاصہ اولیہ ہنما ان ظاہری و باطنی حاصل ہووند پناہ مستغنیان
احوال نال است

ہر جا بسلوہ ظہور حق است
حق بگو حق بدان و حق بسگر
بد سے پختہ گردوت خاے
شوق دیدار و خواہش گفتار
ہر جہاں است اندامہ ر نور حق است
گر ترا بلذت حضور حق است
سببت عاشقان تنور حق است
موسیقی عشق را بطیر حق است

غزلِ خوش بلبلِ داؤدی
میرسد زود تو بمقتد دل
در زوئی برتد مخدوم
مطر با آیت زبوری حق است
هر که او شاگرد و صبور حق است
اے قلندر چه زور شور حق است

د از خدمت صاحب بجاوہ آل فرید الاحباب حضرت فقیر احمد صاحب با جاہزت منتخب الاعمال دو عاے
جمیدی نیز بہر دور شدہ انقضاے مدت سطوریشے بر مرزا فیض آثار حضرت بندگ محمد شیخ احمد عبدالحق قدسی الب
سزا العزیزہ مراقب شدہ از روح پر فتوح آل مصباح طریقت مرثت ز حیض یافتہ متوجہ بہست حضرت البابو
شدہ کشش اشتیاق کہ در حصول موصوای مطلوب بر طالب مے باشد ہر اہل مست شراب شوق یعنی جناب
پیر و مرشدیم روز نما گوید کہ ستانہ دار بی اختیار بعد مروریام انقطاع منازل و مراحل نمودہ فازر منزل مقصود شدہ
بر مرزا قطبین کا طین کشیچ المشایخ حضرت شاہ محمد افضل الداؤدی و بدالہدایت رکن الولاہت حضرت شیخ محمد تکی
المشہور بشاہ خوب اللہ الہ آبادی بنیان تمام طواف نمودہ بشرف لازمست متوکل حدیقہ مراد فدا فرمائے حد قدرت در صاحب
کارم اخلاق بر حلقہ زمرہ مشتاق عارف کامل حضرت شاہ محمد اہل بجاوہ کشین دو دہاں انضیہ بجاوہ مشرف گشتند
حضرت موصوف و در حلقہ اول بر جناب پیر و مرشدیم آل چناں مہربانی ما فرمودند و احترام نمودند کہ گل ارادت
این جناب را باغ باغ شکستہ ساختند۔ و چندا کہ حسن عقیدت و نور ارادت از چہرہ مبارک پیر و مرشدیم لا محدود
در خشاں می گشت۔ یہاں قدر لطافت و تفضلات آل خلاصہ و دوران کبرا پیش از پیش بود و کچھ بچھنے
معدہ مہرشتہ سلوک باقی در مشیت ازلی تقولین بآں ذات شریف بودند تا سخن ایسا زوا فرمودہ منیر صافی
پذیر جناب پیر و مرشدیم را اخلدے تازہ می بخت بیدند۔ چنانچہ روزے حضرت جیوا زو لولہ شوق لقمین بیت
حافظ شیراز بطریق عرفند است بچھنور حضرت موصوف گذارش نمودند

بر منمیر تو ہمہ حال دو عالم روشن
ہست اے مست نمائے ہمہ زندان کمن
لیک گستاخ شدہ عرفی کم کت سخن
ساقیا عشرت امروز بفرودا معنگن

یا ز دیوان قضا خط امانے بن آر

حضرت ممدوح بعد مطالعہ فی البدیہ بر عرضند اشت دستخط فرمودند

عشرت امروز و فردا پیش من یکساں بود
ہم ز دیوان قضا خط امانے حاصل است
ز آنکہ پیش سالہاں راہو جیات و ہم مات
ہست یکساں گردنائے دو جانے حاصل است

ای قدر جلای چرا سے عاشق و معشوق من ہر حیرتی خواہی عیدان و ہم نہانے حاصل است
 بعد انقصائے مدت معلوم با جازت سلاسل نحمدہ و اذکار عشرہ و تعلیم طریق تلقین و کتب عملیات جو اہر نفسیہ و
 منتخب الاعمال و خلاصۃ الاعمال و اسرار سالاری و ارشاد الطالبین و جو اہر زہد اہر و تبرک خرقہ خلافت و غیرہ
 مجدد و معزز و مہمتر شدہ سر نیاز بر پائے آل اہل راز یعنی حضرت صاحب اجل نہادہ شخصت خویش خواہ مشہور
 عرض کروند کہ این احقر العباد و می خواہد کہ چندے سیر محمد آباد بنارس و نواح آل کردہ باز شرف اندوز بخارہ
 کنی مزار فائز الانوار حضرت مولوی صاحب قدر س سرہ متوجہ حضرت بلدہ لکھنؤ گردو۔ اگر خاطر دریا مقابل
 بن ذات شریف بر آن مائل بود کہ چندے دیگر بماند۔ لیکن بنا بر عرض آل جناب التماس ایشان را رو
 لغز مودہ دعائے خیر نمودہ فرمودند کہ اسے محب گلزیگ ہر جا کہ باشی بیاد حق باش و نیتہ را نیز فرا موشش
 سازی۔ آل صاحب تسلیم سر القیاد بر پائے شریف نہادہ گفتند۔ مضرعہ

جمال از اجل و از بدردیں لوند قلندر راست حاصل چشم بندہ و

چشم تر عازم سفر گذشتہ عرصہ یک سال و شش ماہ از محمد آباد بنارس و نواح آل ہر جا کہ امینان دست می
 داد گذارده در ۱۲۱۰ھ یک ہزار و دویست و دہ ہجری ہست بلدہ لکھنؤ مودت نمودند بر مرقد منور و محفل
 پیرو مرشد خویش حضرت شیخ اودھ المشہور مولوی بدرالدین ہشتی القادری مہرہ اندوز نیوفسات روحی قویب
 یک سال ماندند۔ بر ارباب قلب روش و ہویا است کہ صاحب استفقار اگر آب و بشابو۔ یا امولنا
 دست آورد۔ رفع تشنگی او صبرست می بندند ہم چنان تشنگان دادن قلب باوجہ پاست دست و بد
 قدم ترود پیش می نمود می ایستند چنانچہ در ان ایام فرخندہ فرہام ہما۔ سبب است۔ بند طالب مطاب
 در جہند میان کریم الدین صاحب زاد شوق کو فرزند خرد نور افزا کے دیدہ دل یقین شاہ اوس
 بدرالدین قدس اللہ سرہ العزیز بودند۔ صاحبزادہ مولووت را بر جناب پیرو مرشد علم حاصل نمودند
 حسن ظن بلا ریب و ردل جنین قرار یافت۔ کو ان حیرت لہے کا ہری و باطنی از انست فیض موزیت
 بولانا مرشد اسیدنا حضرت مولوی صاحب شاہ محمد و ارت و انتہا بر ما تاملابین سلوہ شمال یعنی جناب
 پیرو مرشد پیرو مجید و انڈیا کرہ و تعلیم تلقین حاصل باید نمود تا برین انکار کرامی آل عاشق رحمانی
 آنچه کلام عقدہ طریقت باقی است کشف شود و انیہ ضمیر جلد تازہ کیو۔ روزے در حین کمال انکسار
 در فیما بین خود ادا شد۔ اظہار مدعاے خویش جنین در میان آوردند این تقریر باذاتہ سامی چندان

حقوق می دارد۔ اول حقوق برادری دینی کہ سر نیاز و عقیدت بر پائے مبارک مرشد نمادہ الیم و حق دوستی و اتحاد کہ ما بین این احقر و شما است و نیز این دعا گوئے فرزند پیر و مرشد آل ذات گرامی است پس این احقر می خواهد کہ پاس همه حقوقات را نگه داشته آنچه نعمت پائے ظاہر و باطنی از توجہات حضرت این خاندان کبریا بان زبدہ اہل صفار سیدہ بہ تعلیم و تلقین آن جلال بخش ائینہ ضمیر این فقیر شود کہ در یک محفل بسبب دو چراغ تاریکی را جلے نمی ماند و ہم از علیات اجازت یافتہ خویش نیز محو زو و ما ذون فرماید کہ موجب تجدید امداد شود۔ بجزو حصول این سوال عرق انفعال از جبین آل صاحب حال قطره افشانی آغاز نماید ساعتی سرد گریبان تفکر فرو برده در پاسخ آن مقبول دارین لب ارب و اندوہ بر نیاز تمام عرض کردند کہ این نالائق محض خود ریزہ چین سفرہ نعمت خانہ و درمان والا است۔ بیت

ذره کجا و مرتبه مهر انوری لاف و کزاف بہت بر آل بتری

کیم و کسیرم کہ خود را لایح این مرتبه بندارم بیت
بندگال را بندگی باشد سزا خواجگان را خواہگی آمد بدام

و آنچه حسن ظن آن ذات شریف در حق این احقر است محض باعث و فور اشتقاق و تہربانی است کہ در بارہ این خاکسار و در گاہ خویش می فرماید اما ابائے امر آل صاحب راہ را و بال احوال خویش تصویب قول الا صرفوق الادب و سید ترک ادب خود ساختہ فرمودہ سامی قبول داشتیم کہ گفتہ اند۔ آنچه در بنداد گرد سر خلیفہ۔ پس می باید کہ چندے با ہم خلوت گزینیم تا کشف اسرار و انوار الہی گردد بعد انقضائے مدت خلوت و حصول مراد بترقیم اجازت نامہ پرداختند۔ نقل دستخط خاص بسم اللہ الرحمن الرحیم بعد حمد قادر بیچوں کہ کارخانہ کومین در قبضہ اختیار اوست و تحفہ صلوة و سلام بر نبی اکرام و رسول محترم کہ گنجینہ توحید و ربمیت اوست صلعم می نویسد خاکپائے درویشان و صلہ خوار خواہی در و کیشاں فقیر قلند شاہ عتارہ عنہ کہ آنچه از اجازت آن جناب سراج الاولیا بر مان الا صغیا قبلہ اہل کمال کعبہ اصحاب حال بولانا شاہ ابو المشہور حضرت مولوی شیخ بدیع الدین چشتی القادری قدس اسرار ہم و آل جناب را از پیر و مرشد خویش افضل الاولیا کرام حضرت شاہ خوب اللہ الہ آبادی و از خدمت دور در پائے ولایت حضرت میراں فتح محمد کھتلوی قدس اسرار ہم و اجازت نمادہ اصول و فروع کہ از حضرت شاہ نور قادری کبھرت مولوی صاحب رسیدہ و از خدمت حضرت شاہ محمد اہل و شاہ محمد وارث دامت برکاتہما معہ شرائط بہت گانہ کہ از حضرت اہل زمان

واجازت نامہ فقر ثبت فرمودہ اند بھاسب زادہ بہت آمادہ - نظم

قرۃ العین بدر ملت و دین بود کو مرشد من عنگیں

شاہ اوحد کہ من غلام ولیم خوردہ یک جرعہ ز جام و لم

میاں کریم الدین جو زاد تم شوقہ و ادم - و فاتحہ اجازت خواندم حق تعالیٰ برکات آں نصیب ایشان و اس خاکپائے
در ویشاں کناد بجز منہ انہسی و اول الامجاد امید است کہ فقیر را وقت خوش بدعا یاد دارند - و پس از چندے بمو جب
اشارت فیض بشارت روح پر فوج خلاصہ الاولیاء حضرت مولنا برائے ہدایت گم گشتگان وادی ملک پنجاب کرد و طس با فوج
حضرت جیو بود از لکھنؤ کوچیدہ در ۱۲۱۱ھ ہر یک ہزار روپے و ہندو یارزدہ ہجرت دار السلطنت لاہور عازم گردیدند - شرف

اند و در خدمت والد شریفہ و برادر کلان حضرت شاہ مراد بخش کردہ سال قبل از تشریف آوری حضرت جیو دلی بخش لاہور بودند فائز شدند

فصل ششم - بر آداب سنجان میزان طریقت و رموزات نہمان حقیقت و معرفت روشن و ہویدا است

کہ اللہ تعالیٰ بغایت ازلی ہر کار را غایت نظر قابل دادہ بفرست خاص کشا و عشق خویش راہ می نماید و درے فیض برے کشیدہ خود

گرچہ از جانب محشوق نباشد کششے کوشش عاشق بے چارہ بجائے رسد - حافظ

فی الحقیقت این مرحلہ محال بجز تامل و متامل و بتوشہ تقویٰ و طہارت و زہد و عبادت طے نمی توان نمود - سجان آیت

جناب سیر و مرشدیم در از تکاب این امر آن چنان کمر سعی بستہ بودند کہ در امکان مشتری گنج اوقات شب

در روز خویش بریں طریق صرف می نمودند و شوکہ نہیں حسین مژمونین است برکہ میں حسن پناہ کردہ بپس بر دست تسلط نمی شود در امیج حال

از و شو خالی نمی ماندند و شاز و تحمیل و مسواک عادت است شریف بود از ابتدائے نماز صبح تاوائے نوافل چاشت باور

معمول خویش مشغول می بودند - و عین اشتغال و تامل حالت خنوع و خشوع لازم احوال آن صاحب سال نمی نماید ہم انداز

وقت بیچ تنفسی اتفاقات رازہ نمی دادند ہر نماز نیز ام فایغ نمی آشتند - و نماز نماز الہیہ ادا نمودہ و رفتار

آورد و بخلق تمام کہ در تخلیق آفت بود پیش آمدہ حتی اما مکان و خورسوال ہر کدام تسلیم فرمودہ - غایت انتظام

سند از نارسالی فہم چند انگہ در کلام رو قطع می کردہ کرار می آورد ملال - اجمال خویش را فدای ہر چند

اورامی غمگفانید کہ گفتہ اند - فرد یک چشم پیمار بر از صد قدح شراب - یک پیر و سلفیہ بہ از صد تہن ال است

و بر عادت زندہ داران شب اکثر لطف النہار و ماں چشم را بخواب استراحت می آند - است نمازتہ کہ عادت ال سعادت است

در خور مکان خویش دراز داشتہ از نقد و منس خویش جائزہ و طعام از ساکن - بلغ نمی آشتند بعد از نماز ظہر از خودتہ آرا

فراغت یافتہ تا رسیدن وقت نماز عصر از قال اللہ قال الرسول و بالکم اے لبدی باب تیل و قال برہ نے اہل مجلس

باز دشتہ تعلق بخش خاطر ہر احد سے نبی بودند و از نماز مسطور تا او اسے تمام لب مبارک بکلام دنیا و الہی فرمودند
 نوافل و اوراد بعد نماز تمام فارغ شد ہر کہ از ظاہر بان حق حاضر می بود بکلمات فیض سمات ہدایت تلقین بہر اندوز ساختہ بوقت
 تعلیم رنگ نفاق از روح سلیمہ اش بیرون آمد بعد از نماز عشا از ما حضرت کے چہرے تہا دل فرمودہ استراحت می در دیدند
 حکم تھا اللیل الا قلیلاً نصفہ اذ القص من قلیلاً کہ بر اہل مفاہ و دستان خدا از کتاب آں لازم است بر غایت نوافل شب
 و اداسے تجر باقی اوقات در ذکر و فکر کہ طریقہ مشائخان کبار و عمدہ اہل رستان روز نماز است بسری بردن تا کہ سفیدی نور افشاں عالم
 عالمیان می گوید سبحان اللہ اندرین زبان جہالت و ضلالت این چنین شیخہ عدیم المثال کمتر بوجود آمدہ باشند۔ فرد
 دست تمام را کجاست طاقت تحریر آں
 ہر چند تحریر یہ فقیدہ و بدیع آنجا سبب بشارت پایے بلخ پیش سلیمان آوردن است اما آمدن ارادے نیست۔ قد
 منظر فیض الہی مصدق و صفا
 مسند آریائے شریعت شمع بزم اہل آں
 و در ریائے حقیقت بحر عمان کمال
 سینہ بے کینہ اش روشن بنور حق مدام
 کرد و بود آں آسمان فیض اندر نفس خویش
 زان لب آں در قفہ حق ہیچ کہ خالی نبود
 در جہاد نفس در مستم پیش او مانند زال
 مرد میدان ریاضت شمشیر و دشت جود
 در مٹی فرمود گاھے ہر کہ می کرد سے سوال
 سان دنیا و دین زد و ہر کہ بیدار گشتہ
 در دنیا جونی و لہا خاطر خرد و معرفت داشت
 گئے حسن خلق در میدان دلہا برودہ بود
 شمع بحرین بودہ زارستہ آں صاحب کمال
 قبیلہ ارباب حاجت کہہ دلہا کے صاف
 یعنی آں حضرت قلندر شاہ ملک معنوی
 بخشش کس کہ قبول خاطر خاطر خداشت

فصل سہم در باب بیان بعضی شرائط سلوک مشتمل بر ہفت سلک

سلک اول در فضیلت عشق الہی - سلک دوم در فضیلت ارادت شیخ کمال سلک سوم در فضیلت
 آداب شیخ در حق مرید بر پیر - سلک چهارم در فضیلت طریق تصوف - سلک پنجم در فضیلت اخلاق و مذمت
 عجب - سلک ششم در فضیلت بیان و حمد و گلبانی دل و آدم و شکر آنکہ اسطیغ سہم در فضیلت توحید
 و مذمت ہر دو این نامہم - سلک ہفتم در فضیلت ہمت طالب و احتراز از صحبت بد۔

سلک اول - در باب طلب پوشیدہ نماید کہ در مشرب اہل سلوک انسان آن را گویند کہ خموش
 از شراب عشق و محبت محبوب مطلق مملو باشد - و ہر دلیکہ از نشہ رحیق عشق محروم است بہ ہائیم نسبت
 دارد - و فرق مابین جوان و انسان ہیں عشق است و بس - و الا نہ تناسب اربع عناصر یک وجود اند۔
 آفریدگار حق نیز آدم را محض بقا صائے عشق آفرید - بیت -

از ملک چوں عشق نامد در وجود داد آدم را ازاں تشریف بود

اما این ہر دو را انسانی را انسان تصوریدن نزدیک روشن ضمیران اہل دل درست نیامد تاکہ در درنگ
 عشق پریشان شود - نتیجہ اندکہ کمال انسان در جنب پر تو الوار عشق نہادہ اند - پس طالب مقصود را باید
 کہ اول شاہد شود بر کونست و طہارت بدست آوردہ مرغان غمناک است - انرا کہ کنایت از ہوا و ہوس
 کیمی نہوات لذات است شکار کند تا مہر شجر دل طالب از تطاول اہمان امان یابد چونکہ آید بود را
 بوسے قفل نامد - آنگاہ مالک دل بتصرف سلطان عشق در آید و اجرائے احکام پذیرد - نظم

گوش کن اے طالب راہ خدا	نیست رہ بغیر عشق این راہ را
عشق ہر کم گشتہ را آمد و بس	عشق خضر وقت دل در این سبیل
عشق از جبریل در پرواز ہا	می کند بزخوشتن صد ناز ہا
زانکہ از جبریل عشق پائیمیز	می پروا از اول در صد پائیمیز
عشق احمد را بنزد حق نشاند	در مقام مستحق جبریل ماند
از جمال ذوالجلال آن احد	کیست جز عثمان کمال آب آمد
عشق دادہ صد کمال اند کمال	دولت عشق است دائم با زوال

شد چو بپر عشق آدم منتجب گشت مسجود تا ملک ایسب

عزیزا هرگاه عشق عاشق بکمال آید از خودی خود بیخبر و در آستانه تسلیم مجرب و فانی گردد - آنگاه راحت حیات و اطمینان از احوال او قطع شود - حافظ علیه الرحمه

هرگز نبرد آنکه دلش زده شد بعشق نیت است بر جریده عالم دوام ما اما دعوائے عشق بر عاشق آن وقت با اثبات گیرد که در آغوش جانب مشوق را فراموش نکند - در این حال از یاد او فارغ نباشد و زبان که مصدر کلام است از ذکر او خالی بود - قال علیه السلام مَنْ أَحَبَّ شَيْئًا فَكَثُرَ ذِكْرُهُ - عاشق آن باشد که نگاه او هر چه که گذر کند و متصرف شود از زده تا آفتاب صبح در چشم ظاهر و باطن او نیاید مگر مملو با جمال محبوب - نظم

دوستی بیل را چشم قفس اگر	نگری جز او بتو نامد نظر
گر نه محزون ز لب لبم مزن	بچشم که در عشق از دل بمن
چشم محزون جز بلیلا و انشد	هر طرقت میدید جز بلیلا نه بد
دیدم که یکبیس طلب اندر طلب	تا چو دو بنیاں نگر دی مضطرب
همچو چشم احوال از یکد میس	احوالی بگذارد چون عین ای یقین
گر شود عین ایقین حاصل ترا	میکند در لحظه واصل ترا
تا نگرود پیرده تنگ از تو عشق	که بی بینی جلوه انوار حق

عزیزا طالب را در راه حق و تائید قدمی باید بود که خطور بچکدام خطر و دسوس پیرامون دل او نگرود و نور عشق دهد او را همچو آنگاه تابنده چنان گردد باشد که اگر معشوق از تیغ ناز عضد آتش را

از در دار از هم متلاشی سازد از هر ذره آتش بپوشید نیاید و جلوه ندید مگر بهای نور - رباعی

بجاشق جلوه گر گردد بهماں نور که در آغوش نشان دادند بر طور

اگر چشم حقیقت پس نباشد بود محسوسم همچون دیدہ کور

سوال - چونکه آفرینش بنی آدم محض براسے ظهور عشق گردید پس چینی سے با بیسته که خم دل

بسیک بشر از جوش نثر این عشق خالی بود سے و خاطر هر بنی آدم از درد محبت الهی نیاموده فی الحقیقت

خداوند بهایان در خلعت جامد آتش پنهان داشتند از هر شنگی که خواهی البته جلوه آن بکشش

بظہور سے انجامد و سناپ چھماق کہ در جنب آن روز ازل آتشے بنیادہ اند پس تیز و شہر انگیز تر بانگ
حرکت نعلہ آن بر طوق اطہار جلوہ گر میگردد و چہیں بر چہ دل انساں منظر عشق و مصدر محبت الہی است۔
اما بقدر نقصان و کمال حوصلہ ہر کہ اندرین ناقص آمد عشق او تیز و نقصان ماند ہر کہ در آفرینش کمال
آمد۔ البتہ عشق او کمال انجامد و فی الواقعہ ہر چہ است بر ارادت الہیست ہر چہ است محبتی گوید۔ لفظ

پندہ غفلت ز گوشش دل برآرد
خوش عدیتے گوشتش زان یاد دار
چشم دل بکشاؤہیں اسے اہل دید
خلعتہ نیک و بد از سے شدید
خاتق فرعون و موسے ہر دو اوست
رحمت از دوسے مست رحمت ہم از دست
خلقتش بوجہل آمد ہم رسول
نہیست جز تقدیر او رود و قبول
ہر کہ خواهد بدارد در زوال

اللہ اللہ عقل محال اندیش را چون دریں بادیہ حیرت انگیز حوصلہ تنگ و کلون فکر را دریں
مرحلہ پالنگ۔ اگر بچشم انصاف بگری کہ نقصان از کجاست و کمال را کہ بیار است او جانے
دم زدن نیست۔ مہم عمہ

نکتہ اسرار را گوش کن و دم مزین

مگر ذات آن علام الغیوب و نامازین باین نقصان و کمال تفاوت ندانستے۔ پس کمال را کمال گفتے و
نقصان را نقصان دانستے۔ ہیبت

نباشد عقل را چارہ دریں کار
تفکر تو کہستہ ز ہمار ہمدار

سلک دوم۔

بر ارادت کزیاں اولا لیسار او شن و نوید با و ظاہرے کہ فہم
بروسے واجب کہ بصدق دل و کلون ہر بہتہ۔ ان کمال کہ ساکنہ روزہ
اہل صفا باشد بدست آرد اندرین یاسب عاقدہ منہ بد علیہ الرحمہ

بگوئے عشق منہ بے دلیل راہ قدر
رہم نش آند دریں ہر ہمہ
وکل گلستان راز و طبل بوستان شیراز حضرت شیخ سعدی باسد اتیاز و این بندہ از سلیند فرد
در میر و وزیر و سلطان را
بے و ہیبت کرد پیر امن

چاکہ بران دریافت رسوخ اہل دنیا وسیلہ در کار باشد و سول بارگاہ کہ یہ ہے کہ ہمتا بحر وسیلہ

کہ کنایت از شیخ است چه طور حاصل توان نمود۔ اللہ تعالیٰ اہل تناء نیز درین باب خبر
 سے وہد۔ قل اللہ تعالیٰ اوت الذین یتبایعونک انما یتبایعون اللہ ید اللہ فوق
 ایدہم فمن نکث فانما ینکث علی نفسہ ومن اوفی بعاہد علیہ اللہ فیو تیل جراً عظیماً۔
 قال اللہ تعالیٰ: کونوا مع الصادقین۔ قال الرقی ثم الطریق الشیخ فی قومی کالنبی بین الامت من لا
 شیخ لکن ذلک دین لمن لا شیخ لہا نشیخ لشیطان العلم امتی کالانبیاء بنی اسرائیل۔

یہاں علماء میں مشائخاں اند کہ کمال شریعت و حکمیل طریقت حاصل ایثانست۔ پس بر
 طالب راہ حق و عاشق محبوب مطلق واجب بلکہ لازم کہ شیخ را رہنمائے خویش داند و نیز وہی
 آنرا ہچوں عصا در دست کور کشناسد کہ طالب نیز اندرین راہ کمتر از اعلیٰ نیست کہ بجز رہنمائی
 بجائے رسد ہچوں نابینائے کہ بے وسیلہ عصائے قدم در راہ نمد ضرر در منھا کے دیا در چاہے
 خواہد افتاد و یا جاہد مستقیم را گم کرد و سرگشتہ دشت حرم خواہد شد۔ چنانچہ بندگے میفرماید

دہبرے جو کہ دریں باویہ ہر سوراہت
 غرض آنکہ بجز راہ بر قدم وہ راہ نہادن خود را آوارہ دشت ادبار گردن است۔

الا اسے طالب حق باش آگاہ	میں بے رہنما یا اندرین راہ
فرازد پستی راہ جوں ندانی	جو نابینا ہفتی ناگمانی
یگوش جان شتواے مرد ہتیار	دریں منزل بود تشویش بسیار
کہ اس دادی است کاں کیرہ نداد	ہزاراں شعبہ ہر سوائے برآد
بہر شعبہ بود غوسے ستادہ	پئے گم کردنت بازو کشادہ
تو گوید ببنامت راہ	کتم رنج سفر را بر تو کوتاہ
اگر برگفتہ آہاہ نوردی	بزدوی صاحب مقصود گردی
چو این آوازہ در گوش سے آید	بیک ساعت ز جائے خود باید
نصہ این صدا یا ہیکل در پ	کہ اس آوازہ آواز نیست از غیب
زند در سر جنون محجب صد جوش	ز راہ راستی گردد فراموش
خود نمازاں کہ بر منزل رسیدم	ہر آنچہ بود دیدن جسد دیدم

ہمیں جا فرما کر دند تفریق
 بہنقاد و دولت رو نمایند
 کے در و در طہ ایجاد شد غرق
 یکے را آتش تشبیہ پر سوخت
 بسا ز بیساں ز اہل مدعا دور
 درے واکر وہ بر نمود از جہالت
 ہر آنکہ لذت سے رانداند
 اگر خسار زو آگہ سازد
 دلیل راہ باید واقف راہ
 بیاید اندرین راہ سپر کامل
 براند ہر دے غول از طرقتش

پزیرد آب صفائی رنگ ابرق
 بروئے خود در ذلت کشایند
 کے گم در حلوی از پائے تافرق
 یکے را رشتہ تعطیل پر دخت
 بوم خوشتر مغرور و مسرور
 بگوید انیسٹ فکر و انیسٹ حالت
 بدو وہ صاف آن در خوش ماند
 بدرد درد آن بر خوش نازد
 وگرنہ ہر دوسے اٹھند در چاہ
 شدہ تا لطف او بر لخط شامل
 براہ راستی گردد ز فیقتش

طالب را باید کہ دست در جہل المتین ارادت
 کہ ذات اشرف آن ہادی و رہنما است۔ ہر کہ با فرمان رہبر باشد خود را کم کند و چ کہ راہ گم
 کردہ بسیر منزل ز سیر بل آوارہ دشت حیرانی و پریشانی گردید۔ جناب پیر و مرشدیم
 میفرمودند در طریق طریقت اطاعت فرمان فتح از سجدہ عبادت بلکہ ہر سہ عبادتہا مینویسند۔
 پس طالب آنست کہ ہموں تصویر حقہ باز سر خود را بفرمان شیخ دید ہر چہ اشارت کند بہارت
 فہم۔ حضرت حافظ علیہ الرحمۃ گوید۔ فرو

بے سجادہ رنگیں کن گرت پیر سناں گوید
 کہ سالک کے خیر نمودن بہر دورہ و زمانہ
 منزل ادل برائے طالب عشق و محبت شیخ است۔ باید کہ عشق اور زبان بگویند سنانہ کہ
 در تمام عالم جز جمال اہل شیخ زیر چشم او نیکی نیاید و احسن نماید۔ پندار دے کہ در سعادت آباد عشق
 جہات مثل این خورشید سیما از دامن صبح امید دیگرے سرزودہ و پچہ میں زیر عقلم انہی
 ارشاد طالع نگشتہ نظم

عشق پیر آمد کلید فتح باب
 برورے و ان عشق از رویش حجاب

عشق او مفتاح اشکالش بود چاره فرایے ہر حالتش بود
 چونکہ از طالب نماند هیچ بود گردد او چون قیس دلیلا کی بود
 برگ لیل چو نشتر زد تطیب خون مجنوں گشت جاری عجب
 عشق چون کمان شود ز نیساں کند عاشق و معشوق را یکجاں کند
 بوالہوس را قال باشد حال نیست آھاوقان ماجر چنین احوال نیست

د اداب صحبت شیخ را نیکو نگہ دارد و در حضور پیر رشتن غمیر دل خود را آہنچاں استہ کام دید و حکم سازد کہ هیچ خطرہ غیر در و منظور نکند کہ موجب فتور گردد و گوش کہ در یکہ ہوش است۔ بجانب شیخ چنان متوجہ دارد کہ در اقبال صدور ارشاد دیر و درنگ را راہ نماند و زبان کہ مصدر کلام و منظر طوالت بیان است، چنان ساکت و ساکن دارد گوی گنگ است۔ مبادا سختی بر آید کہ نا قبول خاطر اشرف شیخ آید و ہمن باعت و بال احوال طالب گردد۔ غرض سررشتہ آداب را از دست نہ بد تا از سعادت ابدی بے برہ نماند۔ قال علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ وَمَنْ وَصَلَ وَصَلَ بِالْأَدَبِ۔ وَمَنْ قَطَعَ قَطَعَ بِتَرْكِ الْأَدَبِ۔ وحقوق مرید بے شیخے کہ مامور یا مرید ہدایت ارشد باشد نیز واجب الاداب ہر گاہ برائے طالبان خدا علم ہدایت برافرازد بر ذمت ہمت اس لازم کہ با استدراک کمال مطیع احوال ظاہر و باطن مرید بود۔ بیغنیہ قابلیت اورا بتوجہ باطن و نگاہ چشم حال بائیں سنگ پشت کہ خود بدربائے ماند و بیغنیہا را بہمت نگاہ بر ساحل مے پرورد پرورش دید و ذیر رگی محافظت مسطور داشتہ از آفات نفس و مخافات شیطان مامون و معسوم دارد و سفینہ طلب طالب را از تہلکہ ظلالہ امواج این بحر نا پیدا کنار ہجوں نا خدا محافظ و خردار بودہ بجزل و قوت الہی بکنارہ رساند و بمصقلہ تعلیم ریاضت و طاعت آئینہ غمیر طالب را آہنچاں مصفا و مجلا سازد کہ سزاوار مشاہدہ شاہد حقیقی آید و ابواب ہدایت را ہجوں دروازہ کرم کرم برود۔ مے مفتوح دارد کہ طالب راہ خدا از دولت فیض او محروم د بے برہ نماند۔ چرا کہ انبیا شیخ کرم طبع مے باید دازد و یکہ سائل محروم رود صاحب خزانہ را جامہ کرم راست نیاید و یا تو فیقی الا باللہ۔

سلک سوم بر معنی شناسان روزگار مبرین و ہویدا است کہ باہل سلوک نگہبانی دل را

کہ درود گاہ تجلیاتِ رحمانی و گنجینہٴ اسرارِ سبحانی است ازاں ہم مدارج طلب می‌شناسند۔ اما حراست
 آن بجز پاسِ انفاس صورت کے بند و پس طالبِ خدا و سالکِ راہِ ہدایا نقش پذیر لوح
 ضمیر باد کہ نفسے از انفاسِ خویش بجز ذکر او سبحانہ تعالیٰ خالی ندارد و بیچ دے سوائے او
 بیرون نیارد و آنے ازاں غافل نماند۔ لسان کہ منظر اتم پروردگار است ہر نفسے از
 انفاس گوہر سیت بے بہا و جوہر سیت بے ہمتا از خزینہٴ اسرار حق جل و علی کہ از اندازہ
 آن فرزندانت نخواہد شد۔ اللہ تعالیٰ در فرقان مجید خبر میدہد **حَاسِبُوا انْفُسَكُمْ قَبْلَ اَنْ
 يَّحَاسِبُوْا** و بریں دست یاب نے تواند شد۔ مگر ہشیاری و بیداری دل کہ کما سیت از پاس
 وقت است۔ حضرت عبد اللہ صاحب سہل تستری مے فرماید ہر کہ یک طرفہ العین
 چشم از حق نخواہد تمام عمر راہ نیابد و سرگردان دشتِ حیرت و حسرت، انا من یراک لیرسا
 فنکل اوقاتہ فوات عیاذاً باللہ، ہر کرا وقت از دست رفت باز نیامد۔ چرا کہ در اوقات
 مہمدے ادا مے قضا ممکن و در ادا مے قضا دیگر لازم مے آمد۔ پس طالب
 خدا در بیچ گاہ از پاس وقت نوافل نگرود و از اہل نماند۔ ہر گاہ در پاس وقت خود را فراموش کرد
 و اندراں اطمینان حاصل کند۔ شاہد حقیقی بجلوہ ذاتی خود ہر آئینہ طالبِ متجلی گردد و در شاہد
 حسن جہاں خویش کوسہ زد یعنی از خودی خود بے خبر گرداند۔ بلکہ از خبر ہم خبرش نماند آ پنجاں
 اید در درطہ تجرید فرو میدہد کہ اگر زکریا دار آہ اش بر سر کشند از عبا بجنبند و اگر ایوب آسائش
 را بقوت کرماں دہند دم نزنند۔ چنانچہ زمانِ مہری در مشاہدہٴ جمال حضرت یوسف عرم
 آ پنجاں کور بے خبر کشند کہ ذوق در بریدن ترنج دو ستہا معلوم ایٹاں نماند و نور آن جمال
 شہد بود از انوارِ جمال آن ذوالجلال و یافیت عین الیقین در مہیں مشاہدہ است **و ان
 دست ندید۔** مگر بیدہ سرد این سزاوار مشاہدہ نیاید تا دیدہ سرور و محفل و نابود نشود یعنی دیدہ
 ظاہر مطیع و منقاد دیدہ باطن گردد۔ چرا کہ بصارت ظاہری بدیع تجلیات است تا خیال
 باقی است یقین قیام نے پذیرد۔ ہر گاہ خیال دامن طالب را از فرا چنگ خویش رہا کند
 و عمارتِ اطمینان ساخت دل از رفت و رعب دید از ماں سلطان یقین برادرنگ
 دل تکیہ زند و احکام آن استحکام پذیرد۔ پس نماند در میان ناظر و منظور چیزے حائل

بقول سعدی علیہ الرحمۃ

بزدل یقین پر وہاں سے خیالی نماند سرا پرده آلا جلال

حضرت ابوالقاسم جنید علیہ الرحمۃ میگوید یقین آنست کہ رنگ شک از مرآة ضمیر طالب بر خیزد و زردده گردد۔ حضرت ذوالنون مہری قدم سرہ میفرماید۔ آنچه چشم سر بیند غیب بود علم و آنچه دل آرزو بداند یقین و دیگر سے ہمیں میگوید یقین عبارت از دیدہ دل است۔ غرض یقین آنست کہ امین عالم و معلوم استعمال پیدا آید و متفرقات و غیرہ منفصل گردد و از میان بر خیزد پس طالب را باید کہ تصدیق و صفا را از دست نهد تا مرتبہ عین یقین حاصل آید۔ نظم

الاکے طلبگار صدق و صفا	منہ دل بجز ذات پاک خدا
ز دنیا و عقبی فرو شوی دست	بیر دار خاطر ازاں ہرچہ هست
نگہدار دل را ز وسواس غیر	بہر است کعبہ میں است در
چو در جہل گردی علم خانہ است	علیل ارشوی جائے جانانہ است
مشوہ طرقت ہرزہ حیران خویش	بکن سیر اندر گریبان خویش
دستہ سر فرو کردہ در خویش میں	شود بر تو مفتوح عین یقین
ز اندر حق جسد آگاہ باش	بخو اسی ہر آنچه بخود کن تلاش
فنائے دل تو فراخ آچیناں است	کہ در جنب او اندکے میں جہاں
ز ہرزہ گرمی روتے خود را تباب	بغیر از دل تست ہر سو سراپ
بکن فرق در ہر دو خود اے کیا	سراپ از کجا آب دریا کجا
بشق خدا طبع کن سزگار	خطورہ دگر خطرہ در دل مبار
منہ دل ہر گل جو مرغ چمن	چو پروانہ بر شمع دہ جان دین
کہ عشق است بر بار کشتن نثار	نماندن طلبگار روز بہار
نور جلاش بساز و بسوز	چو ذرہ پیر ہر زمان سوسے روز
غلط گفتہ ام ذرہ را در وجود	بود ظاہر از اسم رسم نمود

تو از اسم و از رسم بزار باش
 ز اغیار شود و ریا یار باش
 جبین ارادت سوئے حق بنه
 بر راه خدا از خوشی جان بده
 بدریا جو گرداب گردد فرو
 نگیرد دگر بار کس نام او
 تو هم گم چنان شو بذات خدا
 نیاید کس از یاز جوید ترا

سکک چهارم - بر صوف پوشان روزگار و هونیان ذو الاقدار ظاہر و باہر کہ شرائط طریق
 تصوف چندان هستند کہ بقید قلم ہمچوں من در آیند - اما روزی جناب پیر و مرشد با خاطر شکفته
 نشسته بودند کہ بعضی طالبان حق برائے استفادہ فیض در خدمت شریف حاضر گشتند و این داعی
 را نیز دولت پاپوس و حصول شرف عجت آنجناب بود - عزیز سے ازال میاں سوال مشرک
 صوف پوشیدن و هونی گو یا بندن عرض کرد - فرمودند اگر چه شرائط تصوف بسیار است - اما اقل
 درجه صاحب این طریق آنکس بود کہ با این صفت ثلاثہ مشغول باشد - صفت اول آنکہ نفس
 کہ مبدع شقاوت متعفن است چنان مقهور و مغلوب هونی شود کہ دروے ز شہوت ماندہ چشم اما از اصل او زائل شود
 و دور گردد کہ پارسائی عنی در شرب مردان مقبول نماند پس زبردست هونی باشند تا طاقت تصرف در احوال
 نیابند و سر بنا فرمانی نکشند بلکہ با طاعت شرع مطیع و منقاد هونی باشند بطوریکہ صاحب زور سے
 اقلیمی را فتح کند و اہل آنرا از کشتن و اسپر کردن فرو گذارد - و آنہا از مکریم ذوقی در اطاعت و قرباندری
 در ایند و ہمچنان اقلیم سینہ هونی بتصرف سلطان شرع نماند - و اندک ہا ہند کہ احکام دیگر را چنان
 ماند چرا کہ شرائط تصوف در ارتکاب امور شرعیہ داشتند اند کہ هونی را بہر حال از فرمان شریعت
 گزیر نیست - میباید کہ خود را بلباس شریعت و طریقت آراستہ دارد و شرطی از شرائط ذوق نمان
 کہ گفته اند اِذَا فَاتِ الشَّرْطُ فَاتِ الْمَشْرُوطُ - **صفت ثانی** - محبت و ہمدردی
 سینہ هونی سر اسر بر خاستہ باشد - یعنی از عالم حسن و خیال در گذرد کہ اندر آن بہائم نیز مشترک اند
 و ہم نصیب چشم و گوش و فرج است و بہشت ہم از عالم خیال بیرون نیست - غرض آنکہ ہر چه
 حمت پذیر است - خیال را بویے کار بود و ہر چه در خیال آند نسبت است و نصیہ اہل
 چنانچہ ضرب المثل در حق اہل گویند - اهل الجنة اہلہا - صاحبان طریقت و رمز شناسان
 اہل حقیقت معنی آنرا با حسن ترین وجہ ظاہر میکنند ہر کہ طرف خداوند تبارک القد تالی را کہ سزاوار

ترین طریق محبت است گذاشتہ طالب بہشت و محبت نعیم آن باشد از دایمہ ترکہ خواهد بود بندہ را باید کہ محض خدا را محبت خدا پرستش نماید نہ ہنرمندان اہل ماں برائے حصول دنیا و عقبی نظم

طالب حق مرد باشد اسے عزیز
ہر کہ غیرے دوست طالب بہت ہمیز
گل اگر خواہی بسارغ آئے نگار
از درد دیوار کے خیز دہسار
عاشق گل باشش یوں بلبل مدام
فارغ البال از ہمہ اسے نیکنام

صفت ثالث آنکہ جلال جمال القادر ذوالجلال صوفی را آئیناں در گرفتہ باشد کہ جہت و مکان
حسن و خیال را باو سے و جسمے من الوجوہ کارے نماید و غلمے کہ از بہتا بہ خیزد از ازلے خبر بود
ہر کہ باین صفات تصفیت گردد البتہ از اہل تصوفت باشد و اورا صوفی مینوای گفت و
از جناب حضرت شیخ ششیل رحمت اللہ علیہ سوال کردند کہ صوفی را بچہ صوفی نام نہادہ اند
فرمودند ہر آنکہ بقیہ از رسم و صفت یا نفوس ایشان باقی بود۔ اگر اثر رسم و صفت در نفوس
ایشان باقی نبود نہ رسم بدیشان تعلق گرفتہ نہ و صفت لیکن حق جل علیہ ایشان را در رسوم فرود
آوردہ اما حقیقت را من حیث الحقیقت نہ رسم بود نہ و صفت با نفوس حضرت ابوالقاسم
جنید علیہ الرحمۃ گوید کہ تصوف پیوستن سر است بجن سبحانہ تعالیٰ و این معنی جز فناء نفس
از اسباب و سالیط و قوت روح و قیام بجن دست نہ بد چوں سخن برین کلام انقطاع پذیرفت
شخصے دیگر عرض کرد کہ ما بین شریعت و طریقت چه تفاوت است۔ فرمودند کہ پیغمبر مارا
علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم ظاہر است و ہم باطن طریقت بیاطن تعلق دارد کہ علم نبوت است
و شریعت بنظائر تعلق دارد کہ علم رسالت است۔ پس اجرائے احکام شرعیہ چہ از عبادت
چہ از معاملات کہ مرتکب آن بلا شک و ریب صاحب عقل و اہل بہشت است۔ تا ثبوت
ظاہری بجز تقویت سلطان مسلمان و قوت اہل اسلام بحسب وقت سستی پذیرد و طریقت کہ
معانی و حقائق و اخلاق است و بعلم نبوت تعلق دارد از آئید غیر او سبحانہ تعالیٰ مبرا است کہ امداد
در باب امورات ظاہر البتہ بکارے آمد میں شرع رسالت فقہا اند برائے حصول عقبی و نعیم
جنت اقبال شریعت ظاہر کافی است و صاحب آن بشرع باطن کہ علم طریقت است
بہج احتیاج ندارد کہ لفظ بہ شناخت معنی محوئے شود و معانی بے شخص لفظ عبودت نے بندہ

پس صاحب طریقت را احتیاج بعلم شریعت لایق است۔ فی الحقیقت کہ سوائے شریعت
 طریقت بر مرکز دعا قرار نمی گیرد و بے معرفت آن انحراف می پذیرد اہل طریقت از کتاب
 این امر محض برائے اداے شرائط عبودیت بجائے آنکہ بہر دریافت عقیقتی و تقسیم خلد کہ
 در مشرب این فریق دنیا و عقیقتی برابر دانہ خردل قدرے وزن نمی ندادند۔ نظم

اہل مولانا یا بہنہا کجا نیست
 تاجر دنیا و عجبی اسے عزیز
 ہر کہ گندم کاشتت او گندم درود
 لذت گندم ز جو بستن خیال
 سود این سودا دریں بازار نیست
 کیے سوداے خدا و ابد تمیز
 ہر کیے جو کاشتت زان زمین نمود
 بس مجال است و مجال بہت و مجال

پس طالب حق تاکہ ساخت دل را بجای رعب زہد و تقوی و طہارت کثرت رعب نہ ہد
 و خس و خاشاک تعلقات با سوا اللہ را دور سازد ہرگز ہرگز دامن طریقت از دست او
 نیاید و این مرتبہ وصول طالب نمی شود۔ مگر بآداب و رہنمائی شیخ کامل و مرشد اکمل نظم

بے پیر معانی راہ بہ بیخمانہ نیاید
 لغو است ز غریبین این لایق عشق
 سیر و سفر داری بخون جگر ریش
 حیرت زوہ دیدہ عشاق غم اندیش
 جویندہ حق رہ سیر منزل مقصود
 فرحت طلب امداد خود از بہت مرشد
 بز دیدہ دل دیدن جانانہ نیاید
 کایں مرتبہ را جز پر پروانہ نیاید
 پیدا است کہ ہر عاقل فرزانہ نیاید
 ز نامہ بخود خواہی زافسانہ نیاید
 بے بدرقہ بہت مرادانہ نیاید
 بے دست کشا و زر میں دانہ نیاید

سلاک پیغم۔ بر طالبان حق و مجبان محبوب مطلق محتجب نہاند کہ طریقت را بسبب مجاہدہ
 و ریاضت قدسی صفا حاصل شود و چیزے کشف و کرامت انوار بہر سہ باید کہ
 بران دل خوش نکند و خود را باہل حال و زمرہ صاحب کمال نسبت نہد و از آن میان نہ
 انگار و میاوا دریاے خودی و خود نمائی بکوشش آید و حجاب و ارباد نخوت و پندار در
 سر طالب پیچید کہ التنگ طرفان بے ہناعت را دریں مقام کہ پایہ اول نردبان ادب
 طریقت است پائے لغز دست میدہد و ابلیس پرتلبیس بر ذرعت یافتہ بانگ شولہ

آتش عجیب و استکبار انداختہ ماضی بیکدم میسوزد۔ نعوذ باللہ منها شرر این انگہ آتش چندین خانہاں سوخته کہ اثرے از انہا یافتہ نمی شود۔ پس طالب حق را باید کہ پیوستہ در جناب غفور مطلق اظہار انکسار خود سازد و کردہ تا کردہ پندارد کہ پندار را در اینجا پندار نیست۔ چنانچہ حضرت ابوالقاسم جنید رحمۃ در احوال خود می نویسد کہ مدت سی سال بر آستانہ فیض نشانہ جناب حضرت سری سقطی قدس امرار ہم بیاسبانی دل گذاردم و از زنگار خطرات ماسوا اللہ مرآة ضمیر و مصفاة مجلہ داشتم و عروس خواب شب را بچوں زن مطلقہ بر خود حرام پنداشتم و از وفور عشا نماز صبح را ادائے میکردم۔ روزی در خاطر گذشتت کہ من ہم بمقامے رسیدم۔ بجزرد صعود دود این خیال کہ در حال آتش عالم سوز بود ندائے تنبیہ از ہاتھ غیب در گوش این سراپا عیب در رسید۔ اے جنید می خواہی کہ بلباس فقر طیس سازم و یاد در جرگہ مخطیباں اندازم۔ ہر گاہ این ندا بچوں نشتر بر رگ۔ جانم خزیدہ از بٹ نیازی آن قادر تر رسیدم و بچوں بیدار زیدم۔ مجرم وارہ جبین انکسار بر زمین ادب سودم عرش کردم الا ہلک بجلال احدیت خویش از جریمہ من آگاہی وہ۔ بجواب این جناب در رسید کہ اے نادان با وجود مشہور ادعا کردی کہ شاید بمقام رسیدم تو بہ کن و استغفار نما تا کہ از جمیع صفات بشری فانی نشوی و خود را تمام و کمال کم نگردانی بمقام زسی نظم

ہر گاہ چندین بواب بشنید	زنگ رخ اد شکستہ گردید
شد غرق عرق ز شرمساری	تائب شدہ در جناب یاری
گفت بنیاز کا سے الہی	میسند مرا بدیں تہا ہی
تو بر صفت رحیمی خویش	کن رحم بحال این جگریش
گری زمین این گناہ سرزد	تو باز مدہ جزا سے بد بد
آمد من از گناہ اکبر	عفو ت ز گناہ من فزون تر

پس طالب آن است کہ مدام اندرین احوال بماند۔ دل حزین و جان اندر گیس دیدہ تر و خاطر متحیر زنگب زخمش زرد و سینہ پراز درد آہ الم ناگ و گمبانی تامل بچاک دامن از لقا چیرہ دفتر شکیبانی دیدہ۔ دیدار ز و مسدود و زبان بچہ خدا بود و کبر حرم و ہواست

حلقہ ارادت درگوش و غاشیہ عبودیتش بردوش سے باید بود۔ و سر لفظ در جناب گریاں شدہ
 عرض باید نمود کہ الہا ملکا از رہنایت تو جاہلم و در وفائے خود کابل غیر از بخشش تو جائے نیست
 بندہ ام بندہ را اختیارے کہ اگر بخوانی و برانی بندگی منست و خواہگی تست۔ بندہ را از
 خواندن و راندن گزیرنے بار ابرین کمار مرا با من مسپار کہ نفس سرکش در کین ماست۔
 و دیوبین در کین۔ نظم

بجمال و جلال خویش مرا ازید این و آن خلاص نما
 جز در تو دگر پناہے نیست بدر غیر دوستے را ہے نیست
 گرو و صد بار رد کنی ز درم راہ خود بر در دگر نہ برم
 ہچو سنگ کوچہ تو نگذارم سر ز در گاہ تو نہ یر دارم
 بندہ خویش را حمایت کن شہر ہر دو زمین کفایت کن

سلک ششم۔ بر چایک سواران طریق طریقت ہویدا است کہ نزد ارباب
 سلوک سستی سم قائل و زہر لائل است۔ پس سالک این سلک را لازم کہ سستی نوزد
 و کابل نباشد و در ہر حال کمر خود را آنچنان استوار بر بندد کہ اگر در سید راہ اد کوہ البرز
 آید عزم کند یدن دارد و گز در یائے ہاموں رو نماید کمتر از جوئے شمارد کہ انقطاع این راہ
 مشکل نما بجز ہمت عالی دست نہ پد۔ باید کہ قدم عزم در سعی راہ چست نہد و چالاک
 بردارد بقول حافظ علیہ الرحمۃ۔ فرد

در مذہب طریقت سستی نشان کفر است آرے طریق دولت چالاک است جستی

پس طالب آن باشد کہ ہمگی خود را در طلب خدا مہر و ف سازد و باز ماند جز یاد خدا۔ مردان
 خدا پا اندرین راہ مے نند اسپ باز آمدن را روز اول پے میکنند حضرت سعدی علیہ الرحمۃ فرمایہ
 جو خواہی کہ آن راہ را طے کنی نخست اسپ باز آمدن پے کنی

در مذہب اہل عرفا ہر کہ قدم اندرین راہ نہادہ باز پس گردیدہ ابد الابد محروم دارین
 ماند۔ نظم

طالب آن باشد کہ در راہ خدا در نماں جز خدا در بیج جا

ہر کہ کامل شد برو باید گریست
 غند یا غند کے ہم یکجا شوند
 شد بمنزل ہر کہ مرکب چیست راند
 ہر چه غیر از حق بود زان سست باش
 نزد اہل حق بود میں بے کمیز
 سیر نمود گر خود دریا تمام
 بمقار و ہمیر شوائے حق نشاس
 لیک در راہ طلب ہرزہ گریست
 سیری از خم بسو و جام کو
 آب دریا زد نبرد اورد طلال
 اندرین راہ جز بمنزل آب نیست
 تا دہانت ترکند آب عدال
 چہیست ہمت دست در خود زین
 آنزماں از وصل حق یا بی نشان
 عقل دانش را در اں دربار نیست
 ہر کہ درت دور گردانی ز خویش
 رخ نماید آنزماں اں پردہ دار
 جلوہ گر گردد بتو ہر آئینہ
 ہچمنان از تو ترا خواہد بود
 این عدال است این عدال است
 محو در محو است حال عارفان

اندرین راہ کاہلی بے حالی است
 طالبی و کاہلی غند خود اند
 ہر کہ کامل شد درین راہ بار ماند
 چیت شو چستی تا چیت باش
 طالب حق گر بود سست کے عزیز
 طالب اں باشد کہ چوستقی مدام
 در طلب ہمیر است جرم بد اسال
 ہمیر گوچہ پیشہ پیغمبری است
 طالبیاں را ہمیر کو آرام کو
 ہر کہ باشد تشنہ آب وصال
 تشنگان دھس را ہاں تاب نیست
 ہمت اے طالب فرخندہ حال
 چہیست ہمت خوشتر دامن کم شدن
 چون شوی از خوشتر کم اے فلاں
 نفس در حرکت را در آنجا کار نیست
 چون غبار غیر افتقانی ز خویش
 پس ہما حاصل شود اے مرد کار
 ہچو تاب ہر اندر آئینہ
 چون نامد ایچ در آئینہ بود
 محو گر داند جمال ذوالجوال
 طالبیاں اے طالبیاں اے طالبیاں

و این مقام اں ہنگام و حصول طالب سے شود کہ صفائے تمام حاصل کند یعنی جمع کدورات
 بشری را بدو وصل نماید پس حق سبحانہ تعالیٰ بصفت نورانی در طالب متصرف شود۔

وگفت و شتودا دمہ بحق باشد و مستغرق بجر الوہیت گردد۔ نظم
 چون صفائے دل عارف پدید
 نور باقی ماند اسکے مرد سعید
 نور را با نور یک رنگی بود
 فرق بین رومی و رنگی بود
 چون مکر میشود یاد اسکے عزیز
 میشود از اصل خود در سے تمیز
 آن زمان کز سے فروریزد عیار
 وصل او با وصل میگردد قرار
 همچنان از حال عارف اسکے اخ
 میشود خاک بیشک آن حرت دنی

پس بردل آگاہ و دیدہ بینی روشن است این مرتبہ کہ کنایت از وصل دوام است بحکیم
 را بر یک حال نمے ماند مگر صاحب عرفان را کہ عارف پیوستہ بدیدہ یقین و چشم حقیقت
 ہیں در بیچ حال از عالم وصال عالی نیست دے ماند مگر صاحب عرفان ہر گاہ از مشاہدہ
 تجلی ذات کہ مقام محویت است بعالم محوے آید مبتاہدہ تجلی صدیقی کہ از ذرہ تا آفتاب
 از جلوہ ظہور عالی نیست حاضر و ناظرے باشد چنانچہ بزرگے میہر باید۔ بیت
 عارفان در سے و وعید کنند
 غنکبوتان کس قدید کنند

سلک مہتمم۔ بر موجدان توحید اساس و در بیان رب شناس واضح و یاری آنکہ
 اندرین جزو زمان کہ کوشش بل اسلام بحسب وقت فصحت پذیر است کہ اکثر فرہ ماند
 کہ توحید فاش را پیشہ خود ساختہ و خویشین را از راه تشریح دور انداختہ صاحب طریقت
 تصورے کنند و دم ہمہ اوست زدہ موجد میگویند غافل از آنکہ تا کہ قدم بر بارہ تشریح
 چست نہنہ منزل طریقت نر مند دل و جان و زبان یکساں و یک رنگ نسازد توحید از
 موجد درست نباید و آن وقتے یافتہ شود کہ ذرہ از ذرات وجود موجد بہا دون حق
 ندارد و آنچه غیر حق عدم پذیر است۔ آنرا کا عدم شمارد۔ ہر گاہ برین نشن را با اثبات
 و بستم یقین بداند کہ از تحت التزنی تا اوج اعلیٰ ایچ نیست فکر ذات او آن وقت ہمہ
 اوست گفتن را شاید و با وجود کہ ورات مستی کہ موجب عبار دیدہ یقین است دم ہمہ
 اوست زدن از شرط ادب و انصاف دور است و بعید۔ و لے ادب پیوستہ
 محروم داین سے باشد و آن میں موجد است کہ ممکن الوجود را با ذات پاک تقدس و تقالی

تشبیہ دیدہ بگ کہ خود ادست - نعوذ باللہ منها - نظم

نسبت حق بگاؤ خر کردن
 زین موجد گر بختن شاید
 زین موجد ہمیشہ دوری بہ
 بشنو از من کہ گبریہ زین است
 اسب فکر ت بچسل میراند
 عار نے اندریں چه خوش گشتہ
 لانہنگیست کائنات آسام
 نفی کونین را چہ لاند سر
 چوں ز محنت قدم زنی بقدم
 درہ ہزار با ستنس زان توحیدہ

ہست ایماں ز خود بدر کردن
 زین موجد پناہ حق باید
 با سنگ و گرگ زین حضور بہ
 زان موجد کہ رہ زین دین است
 سر تو جسدر راستے داند
 در معنی نگر کہ چون سفتہ
 بردہ از عرش تا بفرش یکام
 پس بہ ہیں غیر حق چه ماند گر
 ہمہ دوست آنزای زان دم
 آنکہ نفس را ز در بروت پدید

بداں د آگاہ باش موجد آن فریق اند کہ پیوستہ در دریائے غریق اند ہر گاہ چوں نہنگ
 از دریا سراژ گریباں تہ کر برے آوند جمع موجودات کوئی را نیست و نابود ہے شمارند
 و بہ نفی الہ با اہل قدم میگزارند و لبھرب بالائے پائے اللہ زرد دل را مسکوک مینماید
 تا در یازاد توحید لائق شرا گردد - این ہر سہ قطعہ غزل جناب پیر و مرشدیم در عروج
 نفی اثبات اند - غزل

بگو بصوت و صلا لا الہ الا اللہ
 رقم نمودید قدرتش ز روز ازل
 ہمیں عدالت زہر یک جرم بیا بشنو
 عجیب رہرویں طرف رہمائے است
 میان ارض و سما لا الہ الا اللہ
 اگر بدیدہ تحقیق سنگری بینی!
 در پد پیرین خوشترن چو گفت سحر
 بگو بصدق و صفا لا الہ الا اللہ
 بکار وان فت لا الہ الا اللہ
 بسوئے ملک بقا لا الہ الا اللہ
 بگو شش غنچہ صبا لا الہ الا اللہ
 خوش است برگ و نوالا الہ الا اللہ
 بیاخ اول و آخر قلند را مارا

غزل دیگر

بگو پرو زمان لا اله الا الله
 مراد پرو خرابات هست ای باران
 بیایا که به بخانه ہم تو ان خواندن
 یہ میں بدیدہ مہتر و بختہم نہ پیشک
 ز لوح جان و دم حک نمود پیشک زیا
 ز شاہ ملک قدیم مہر و رسول امم
 بدست ماست قلندر ترس از دوزخ

بدان پرو وہاں لا اله الا الله
 سندر پیر معان لا اله الا الله
 ز خط و خال بتان لا اله الا الله
 بہ آشکار و نہان لا اله الا الله
 حروف و نام و گمان لا اله الا الله
 رسید خطیہ امان لا اله الا الله
 کلید باغ جنان لا اله الا الله

غزل دیگر

بگو نہ ہر سہر مولا لا اله الا الله
 گواہی و شہادت نہ ہر طرف مارا
 در آ بودت عالم بہ میں بختہم یقین
 بسرو قد تو ہاں قمریاں باغ ترا
 درون مہکدہ آمد بگوئی مستانت
 بجز سرائے عدم ہاں بکار گاہ وجود
 بہر دو کون قلندر چو غیر نیست ز شوق

بہ میں ہر ہمہ سولا لا اله الا الله
 دید بو عدت او لا اله الا الله
 یکے است زشت و کولانا لا اله الا الله
 شد است طوق گکولانا لا اله الا الله
 ز جام و تم و سہولانا لا اله الا الله
 وجود غیر تو کو لا اله الا الله
 در آ بودت و بگولانا لا اله الا الله

سلاک مشتمل بر خیموت گزیان پیریا و محفل نشینان اہل صفا پوشیدہ نیست کہ تا نہ سہکدہ
 چیز ہماچوں صحبت شی آدم بائیں پاکہ گر موثر تر نیست کہ تبدل احوال انسان ازین روئے ہماچوں
 مبتدی را باید با غیر نفس خود افس نگردد و اخلاط نپذیرد۔ ہر الجہیں سیرت کہ بصورتہ سالہا سہ
 آدمیت آراستہ و عینش باشد۔ از کید ہائے او بسلاہت ماند۔ مثل کل کہ دشمن بصورت آشنا
 ہماچوں اخلر ز پر خاکسترو آب زیر گاہ مہ باشد۔ حافظ میفرماید۔ فرد
 نخست موفقت پیر صحبت این حرف است کہ از صاحب نام جنس احتر از کنسید
 پس عافیت طالب دین است کہ از مردمان دیو سیرت بہ صورت گریزان باشد و دوری گزیند کہ

نزد ارباب سلوک در آتش سوزاں افتادن ہزار مرتبہ بہتر است از مصاحبیت اینہا کہ اندرین خوف
جان است و در اں ہم ایمان میثاں بخان روزگار و پیران نامدار گوشہ خلوت و کنج عزلت را اختیار
داشته اند و طالبانرا گوشہ نشینی مینمایند۔ اندر اں ہمیں ہر است کہ غیر جنس را در خلوت بارنے
باشد۔ تا ہزن احوال طالب گردد ہمے گوئمت کہائے سعادت ز ہم صحبت بد جدائی۔ اما خلوتے
کہ بحضور دل و اطمینان خاطر نیاشد از دست سبب و ساوس و تخیلات و پراگندگیست۔ پس اگر
خلوت بے تردد و سوسہ و حضور قلب دست دید آنسب و اولاست والا نہ ازاں صحبت یاراں
یک رنگ سودمند و مفید می باشد کہ ہم جنس عدکس حکم واحد دارد و غیر جنس یکے دون پیدا مے کند۔
غرض آنکہ بہر طریق از صحبت بد محترز و بیزار میباید بود۔ **نظم**

ہم جلسیں بد بود مار سیاہ	جز گزیدان نیست کار مار آہ
دوستی با مار با خود دشمنی است	دور تر بودن ازاں حد زہنی است
گر تو میخواہی کہ مانی در اماں	پر حذر باش سے اسی زین و تہاں
دوستی با دوستان حق رواست	غیر ایشان دوستی بر خود جفاست
ہر کہ دانستہ با آتش در فستد	تللم است آن ظلم بر خود میکند
ظلم را از دست خود ماید بہشت	در حق ظالم خدا لعنت نوشت

پس اگر آپ را محفل نشینی و مجلس آرائی بمشاہد ہم تامل است تاکہ بر تہ دل با یار دوست تر پیدا
در و اں اطمینان حاصل نکند ضرور ضرور بخلوت گوشہ و اگر ناچار ہواست صحبت در سر انستد کہ
صحبت شیخ و یاراں او اختیار کنند۔ **غزل**

دولت ہر دو جہاں صحبت اہل عفاست	ہستل مرآت جان بہت اہل عفاست
ہر چہ طلب مے کنی یافتہ گردد از و	راحت روح و روان صحبت اہل عفاست
مرض بدن را دوا علت جان را شفا	ہیں تو نہاں و عیاں صحبت اہل عفاست
بمخو دم عیسوی در حق پڑ مردہ دل	بیشک و دم فلکاں صحبت اہل عفاست
قوت ہر خستہ جہاں ذہنت ہر خستہ دل	نزد ہمہ مقبلاں صحبت اہل عفاست

البتہ صحبت اہل خدا از خلوت کردہ روئے نماید اولاست اما طالب ہشیار و بیدار باید۔ یاد آگہ

پراگندگی خاطر بادمزوری دوچار شود - و بار بار شود باید تا که او خویش و بیگانه را شناسد و از همه کس براسد - فرد

هر دشمنی که برصفت آشنا بود باید از او رسید که او بد بلا بود
و فی الحقیقت گرم صحبت بودن انگسیر است و که تصفیه ظاهر و باطنی نصیبه حاصل خود دارد و
برهنائی و هدایت بندگان خدا که طالب مول باشد از امر حقیقی مأمور باشد و در مشرب اهل درد
از همه بوی فروماندن و تنها نشستن بهتر و خوشتر از در آمدن در محافل و مجالس و انس گرفتن بجز
حق - چنانچه بزرگ میفرماید - بیت

دیده ام از اهل محبت های رنگین عهد کرده ام یک مشعره تنها نشینی انتخاب

باب دوم (۲) در احوال طبقه اولی

از بزرگان بنام پیر و مرشدیم قطب بلا شیبه حضرت قلندر شاه قدس الله ارحمهم از
حارث ابن عبدالملک تا احوال قطب مطلق حمید الملک و الدین حضرت مخدوم شیخ حاکم سلطان ابن ابی
هاشمی البخاری الشکاری قدس الله سره العزیز ششم برصفت فصل
فصل اول در بعضی احوال حارث و فرزندانش - فصل دوم در تذکره بیان شیخ شریف
عبدالوهاب تا حضرت شیخ محمد - فصل سوم در احوال شیخ اشیرون ابوالحسن حارثی - فصل چهارم
احوال حضرت شیخ ابوالعلی - فصل پنجم در احوال سلطان قطب الدین و درود حضرت سید السادات
حضرت سید احمد نونته زمزمی از کج بکران و در بیان تزویج نیما بین بنت سید السادات موسوی
و موصوف شاهراده بهاد الدین - فصل ششم در احوال سلطان بهاد الدین - فصل هفتم در احوال
سلطان شهاب الدین ابوالبتا و فرزندانش -
فصل اول - مخبر اخبار قدیم چنین خبر میدهد که حارث فسونند کلان عبدالملک بن هشتم

است و در حفر چاه زمزم در موافقت پدر بزرگوار کوشش بلوغ بکار برده عبیدہ و زید الملقب
 با یوسفیان و مغیرہ و نوفل از فرزندان عارت اند۔ عبیدہ از ہر سہ برادر کلاں تر بود۔ احوال اولیہ
 روایت شدہ چنین ہے نویسد کہ حرب اول حضرت رسالت پناہ بالشکر مشرکان قریش غزوہ
 بدر است و اول از اہل بیت آنحضرت کہ اندران غزوہ شربت شہادت چشیدہ سپر علم وے
 عبیدہ بن عارت بن عبدالمطلب بروایت صحیح با ثبات رسیدہ و بسبب کہ سانی اور اہل
 مدینہ شیخ المہاجرین میگفتند و علم اول کہ سرور کائنات علیہ الصلوٰات و السلام برائے وے
 بدست خویش درست کردہ بود و صورت یافتن شہادت او چنان بود کہ اشکر کفار نہمد پناہ
 نفرع مقتصد شتر سواری بہ راہ بد آمدند و ازین سو لشکر اسلام سیصد دو لشکر مختار
 شتر سواری و دو اسب و شش زره و مہنت قبضہ شمشیر در رکاب فلک فرسای سید المرسلین علیہ
 الصلوٰة نیز رسیدند اعداد تصنیف صفوہ حرب از جانب لشکر مشرکین عقبہ بن ربیعہ
 و شبیبہ بن ولید و ولید بن عقبہ بمیدان در آمدہ مبارز خواستند۔ ازین جانب سہ جوان مردان
 میدان از انصار برابر ایشان رفتند۔ چونکہ دیدند پرسیدند شما چه کسایند۔ گفتند اے
 بدانند ایشان دین و اسلام ما انصاری ایم۔ مشرکان قریش جواب دادند کہ با شما کارے نداریم۔
 ما اینائے اعظام خود ہا اے کلیم۔ اذان میاں یکے ندا کرد اے محمد مبارز از کفو ما باید فرست
 پیغمبر علیہ الصلوٰة و السلام فرمود اے عبیدہ و حمزہ و علی شما بمیدان ایشان روید بجز و ہول
 ارشاد آنجناب عبیدہ کہ مردے پیر بود ہمسال خود دیدہ برابر عقبہ رفت و حمزہ عقبہ را ہمہر خود
 یافتہ کہ کابل بود بر سر او آمد و علی و ابیہ را ہم سن ہمیدہ کہ جوان تو خاستہ بود با و دو چار شد۔
 مرفقی و حمزہ مدعیان خویش را یافتہ بقتل رسانیدند و عبیدہ و عقبہ یک دگر را مجروح ساختند و عقبہ
 بر ساق عبیدہ زخمی زد کہ استخوانش بشکافت و مغز بیرون آمد و از یاد افتاد حمزہ و علی چون
 چنان دیدند رو عقبہ آوردہ از تیغ بگذرانیدند و عبیدہ را کہ زخمی سخت خوردہ از ہوش رفتہ بود
 برداشتہ در جناب سرورے آوردند۔ چنانچہ مغزے از ساق وے جاری بود۔ بعد چندے چشم
 بر خواجہ عالم باز کردہ با دیدہ پر آب متاسف شدہ عرض کرد۔ یا رسول اللہ! یہ نسبت شہدا
 آیامن نہیں نیستیم۔ حضرت رسالت پناہ فرمودند۔ شاد باش کہ تو از خنداے سر دفتر شدائی و در

حق او دعائے خیر فرمودند۔ عبیدہ کہ شہید و از اہل بیت نبویست علیہ الصلوٰۃ وقت مراجعت
از بدر با فتح و ظفر در منزل روحا انتقال یافت۔ چنانچہ مسیحا پیغمبر نامہ بریں غلط شہادت آن در
پیرایہ نظم آورده۔ نظم

بنقض و عداوت پر خاشاک پیش
جو انان انصار پر خاشاک پیش
فضولان از زندگانی ملول
نداریم با جنگ انصار کار
کہ تا با عدیباں نایم جنگ
نبی چوب دستی ز اصحاب خواست
ازاں پس بگردان دین حکم کرد
سہ تن از ہاجرہ بروں شد جنگ
وگر شد عبیدہ بصد عز و نام
ازاں سو سہ تن نیز بشتافتند
امیہ دگر عقبہ و پس و لبید
بر امیہ شد تیغ زن مرتضی
بدو خواند عمار مرتضیہ را
عبیدہ ہماں ابن عم رسول
بیم متفق حشرہ و مرتضی
بمیدان کین خستہ نکذاشتند
بلشکر کہ خویش بردند باز
شدہ خستہ از زندگانی ملول
دریغاکہ من از شہیدان نیم
نبی گفت کاسے ابن عم سعید

مبارز طلب کرد جمع قریش
ز بہر جمعیت چو رفتند پیش
بگفتند عمداً برتے رسول
مبارز ہاجرہ فرست آشکار
دریں پہن بیداں بناموس و تنگ
برابر صف خویش میکرد راست
کہ زین جمع بیدیں بر آرد گرد
علی و دگر حمزہ با نام و تنگ
بگفت نیزہ مانند عمر دراز
کہ در نیمرہ مرگ را یافتند
رسیدند ہر یک بدوزخ رسید
ہم از پائشہ گشت پائش جدا
بدوزخ فرستاد امیہ را
شدہ زخمی از عقبہ بوالنضول
سرد شمشیر کرد از تن جدا
گرفتند بر دوش برداشتند
تسلیمش دادہ رسول حجاز
در آنجہ کے پرسید باز از رسول
کہ گشتہ فتادہ بمیداں نیم
بنزدیک یزداں سعید شہید

پس از فتح آن خستہ جہاں داد جہاں شدہ روح پاکش بارغ جہاں

حمزہ بن عبد المطلب شہید دوم از اہل بیت است در جنگ احد مرتبہ شہادت یافت و جعفر طیار
بن ابی طالب کہ شہید سوم است از اہل بیت در ولایت شام بمقام موتہ در جنگ کفار شہادت
شہادت چشید و شہید آخر از خاندان اہل بیت حسین بن علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ و زید
الملقب باوسفیان بن عبد المطلب بن ہاشم کہ ابن عم و برادر رضاعی و اصحاب نماز سید
المسلمین چہار فرزند داشتند - عبد الواحد بن زید کہ خلیفہ دوم خواجہ حسن بصری است رضی اللہ
تعالی عنہ و شیخ عبد الوہاب کہ محبوب اللہ الباری شیخ الشیوخ علی ہمدانی النکاری سید پیر و مرشدیم
از اولاد اوست قدس سرہ و جعفر و ربیع نیز از فرزندان او اند - در بدو احوال کہ فرزندش
خور ایمان و ایقان مور نشدہ بود بلباس شرک و نفاق طیس بوجہ قواعد دشمنی اہل را استحکام
دادہ زبان کفر ترجمان در ہجو سرور کائنات صلعم و اصحاب کبار پیوستہ دراز میداشتند روزیکہ
اہل اسلام حسان بن ثابت را کہ مداح رسول بود التماس کردند کہ تو اورا نیز بجو کن - حسان از اقبال
این سوال سر پیچیدہ گفت بے اجازت خواجہ عالم نے تو ائم کرد - بعضے مسلمانان بعرض شرف
رسانیدہ دستوری خواستند - در جواب آن چنین صدور یافت - کیف اذ نک فی اخی و ابن عمی
سجان اللہ زبے آن ذات شریف کہ با وجود این چنین احوال عداوت یاس اخوت و حق
یک نکتہ فرو گذاشت نفرمودند - ہر گاہ روز بروز گار اسلام رونق پذیر گشت - ابوسفیان از
مرحہ و بعض تاب نیارودہ از مکہ شریفہ مع اہل و عیال فرار اختیار کردہ بر دم رفت - ہر گاہ
در دربار قیصر دوم بار یافت مستفسر احوال او شدند کہ کیستی و از کجائی و چہ نام داری - گفت
از مکہ مے آیم و نام ابوسفیان است بن حارث بن عبد المطلب - قیصر در پاسخ او گفت - اگر
اندرین گفتار ہمدانی پس معلوم شد کہ سیر عم محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلبی - متاسف شدہ با خود
گفت عجیب دارم کہ از بندگی باغبن کبار اسلام مکہ را گذار شستہ بر دم رسیدم مرا بچکیس نے
شناسد - مگر بہ نسبت محمد - از یہاں روز دوستی اسلام در دل ابوسفیان جا گرفت - در جوع
بظرف اسلام کردہ در ایام فتح مکہ باہل و عیال از روم آمدہ بلشکر سرور عالم ملحق گشتہ چند بار خود
را بر رسول عرفہ داد و پیچ دین بد و بلطف نگشتند و اعراض کردند - دیگر مسلمانان ازین وقوف

یافتہ از و نیز اجتناب و رزند و اکثر در پئے ایذائے او کمر بستند چنانچه وسعت عالم بر ابو سفیان تنگ گردید۔ بعد
چندے جناب سرور را بر تضرع و زاری اور حم آمدہ جریمہ گزارا شدہ او سعادت داشت بشریت قبولیت مستظہر و سرور از
فرمودہ بعضے گویند بشفاعت ام المؤمنین ام سلمہ بدین شرف مشرف شدہ بعد قبول اسلام تطلق جناب سروری
پوستہ شامل حال ابو سفیان بود و مدام در خدمت آن جناب حاضر ماندہ بہرہ اندوز از سعادت دارین مے بود۔ و در
جنگ حنین بالشکر کفار یسار دلاوری و مفاخرہ از دست ابو سفیان بن حارث بن عبد المطلب بظہور عوسہ۔ چنانچہ ہاں
روز در حق او سرور دو عالم فرمود ابو سفیان سید الفقیان الالحجتا ، از روئے روایات فصیحہ و حدیثیائے
نبویہ او یاد ابو سفیان بن حارث بن عبد المطلب از خمسہ آل پیغمبر است۔ در کثر العباد می آرد۔ قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ایہ من جہت النسب آل علی و جعفر و عقیل و عباس و حارث بن عبد المطلب و در شرح کیدانی
تا سعید نفیسی زانی مے آرد کہ آل رسول من جہت نسب آل علی و جعفر و عقیل و عباس و
حارث بن عبد المطلب۔ و در ثنائے قاضی عیاض بن فضل توقری مے نویسد۔ قال رسول
اللہ صلعم الی آل علی و آل جعفر و عقیل و عباس و حارث بن عبد المطلب و در بزرگی بنی ہاشم
بقول عبیدہ السلام یا بنی ہاشم حرم علیکم رسالت الناس و اوساختم و عوفتم بحمس الخمیس۔ قال
وہم آل علی و عباس و جعفر بن عبد المطلب سبحان اللہ زہے شرافت بنو ہاشم یعنی بنو ہاشم
کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ صدقہ خیرات زکوٰۃ بطوریکہ بر سرور عالم حرام داشتہ بمچین
بر قبیلہ بنی ہاشم و بر موالی این قوم نیز حرام کردہ۔ بیت

بیا کوش از کوش دل کن مدام	کہ شد صدقہ بر آل ہاشم حرام
شدن بر رسالت گرفتن زکوٰۃ	خدا منع فرمود در شش جہات
کہ مس تمیس آمد اندر قبول	بحکم خدا و بحکم رسول
ز سے شان این قوم والا نژاد	چو بر خلق آمد خدا سرداد

فصل دوم۔ حضرت شیخ عبد الوہاب ابن زید المدنی ابو سفیان بن حارث بن عبد المطلب
صحبت داشت بہ برادر خود عبد الوہاب بن زید مردے در قوم خویش شرافت و عزیز بود و بر احکام
شرعیات قائم و در ورغ و پر نیز ریگہ عصر و در عشق خدا و محبت مولا متمنائے روزگار۔ حضرت
شیخ عمہ صحبت داشت با پدر خود شیخ شرافت بن عبد الوہاب صاحب علم و علم بود در فقر و فنا

مرتبہ عالی داشت - بیت

ہر دم و ہر آن با خدا محو بود
از کدورات با عنقا می بود

سر توحید داشت در دل خویش

درد در سینہ داشت بیٹل از بیش

حضرت شیخ جعفر المشہور شیخ محمد صحبت داشت با پدر خود حضرت شیخ عمر مردے سلیم الطبع و رقیق القلب بود - نظم

پہر زمان رہ سوائے خدا میداشت
چشم حق الیقین و امید داشت

سینہ از عشق داشت مالا مال

دل پر از یاد ایزد متعال

یکدم از یاد حق نہ خالی بود

محرم ستر لایزال بود

حضرت شیخ یوسف صحبت داشت با پدر خود شیخ محمد مردے صاحب دردے پیوستہ با عشق عذرا در ساختہ و در محبت مولاد دل و جان خویش را در بافتہ بود - نظم

درد ریائے لالہ بانی بود
مظہر عشق لایزال بود

نکتہ دان علوم نفس و کمال

عامل جلوہ جمال و جلال

تو بہار حدیقہ اسرار

نوگل گلشن او و الایصار

جوش موج بحر عرفان بود

راز دار رموز سبحان بود

حب غیر از خدا بسینہ نہ داشت

خویش را در میان خود نگذاشت

تا کجا و عسف او کنم تحریر

ہست افزون ز حسیطہ تقریر

یوسف مہر شوقی مولا بود

زاں سبب گوئے سن و عشق بلود

حضرت مدوح یعنی حضرت شیخ یوسف بسبب بعضی ہرج مرج بنی امیہ کہ بابل بیت رسول صمد معصوم بوقوع آمد سکونت مدینہ منورہ را گذاشتہ اقامت جبل ہنکار کہ در حوالی قبتہ الاسلام بغداد شریف است اختیار داشتند - اکثرے اہل طلب را حسب تقسیمت در ہنکار فیض دو جہانی و دولت جاودانی حاصل شدہ بہرہ خود فائز گشتند - حضرت شیخ محمد صحبت داشت بہ پدر خود حضرت شیخ یوسف در زمان خویش او حد دہر و فرید عصر از عالم عدم بوجود آیدہ کہ شرح احوال ریاضت و مجاہدات شاقہ آن ولی اللہ کہ لازم سالک طریق طریقت است قلم دو زبان در تحریر آن

عاجز و قاصر - نظم
 کیت کک را قدرت کجا تا اندرین میدان
 کو خنگ و دم از پوید درین دست فروماند
 مگر بر حسب قدر خویش آید ضرور این جا
 ہمیشہ لازم احوال ذات آن ولی بودہ
 شمر دے ہر دے خود روز و شب با ہم ذات او
 گئے مستغرق وحدت گئے در کثرتش حیراں
 بہ احوال سازش با خدا اعراض از دنیا

بصد چالاکی و حیسی اگر خواہد کند جولاں
 چہ یارائے تفکر را دریں رہ اسب خود راند
 کہ در میدان و صف او جہالم اسب ہمت را
 کہ جز ذات خدا یکدم دریں عالم نیا سودہ
 گئے مشغول ذات او گئے نحو صفات او
 گئے ز سہاں ز قہر او گئے بر جہتیش نازاں
 رجوع خاطرش پیوستہ اندر حضرت مولا

یکے الطاف ایزدی بر حضرت شیخ محمد امین بود کہ فرزند گرامیش شیخ الشیوخ حضرت ابو الحسن ہندکای
 از صلب وے متولد شد کہ شرح مناقبات او در دفتر امرکای گنجائش ندارد۔

فصل سوم۔ در احوال مربع نشین چار باشر عروت و ایقان منظر جلوہ ہائے جمال مصدر
 تجلیات جلال علم اعلم ادب کاشفت اسرار رب رونق بازار ذوق و شوق محبوب اللہ الباری شیخ
 ابراہیم المشہور ابو الحسن علی ہاشمی در بدو احوال صحبت داشت با پیر خود حضرت شیخ محمد انجمن
 شیخ او العزم بوجود آمدہ کہ اکثرے طالبان حق و مہمان محبوب مطلق از فیضان خدمت آن عالی
 درجت بمنزل مقصود رسیدہ اند۔ چنانچہ آشنائے بکر توحید حضرت شیخ ابوسعید مبارک مخرمی کہ
 پیرمیت جناب فیض مآب حضرت محبوب سبحانی قطب ربانی غوث الصمدانی عمی الدین شیخ
 عبد القادر جیلانی اندر رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ در خدمت آنجناب یعنی حضرت شیخ ابو الحسن علی ہندکای
 مدت ہزودہ سال در خدمت گذاری و فرہان برداری قیام ورزیدہ محنت کشیدہ متکلیف شدہ اشفاقانہ

کو بود بہد خویش انفس
 دانتہ لفظ ہم معانی
 آگاہ ز رمز جاں گذاری
 زو یافتہ رونق کماہی
 در کشتن نفس تیغ را آب

آن شیخ شائخان اکمل
 سر پیشہ فیض جاودانی
 داناے رموز عشق بازی
 بازار محبت الہی
 رنگ گل بوستان طلب

سلطان سر پر درد منداں
 در عشق و محبت خداوند
 در ساختم با خدا همیشه
 بد صدر نشین محفل راز
 روشن کن شمع دود ماہنا
 شیدریز قلم کجا تواند
 توصیف صفات آن یگانہ
 بقول بود بنزد حق گرامی
 تا یید کن خدا پسنداں
 بر پیدہ ز خویش رسم پیوند
 از غیر خدا جدا ہمیشہ
 در عشق خدا بغیر انبیا
 عزت ده اہل خاندانہا
 یک گام بوصف پیش راند
 نماید ز کس اندرین زمانہ
 زان بوالحسن ہست نام نامی

حضرت شیخ ابوطاہر صحبت داشت با پدر خود حضرت شیخ ابوالحسن علی بنکاری غلامہ صاحبان
 صفا و زیدہ زمرہ اہل وفا بود عرفہ شریعت و طریقت را بقدم ہمت پیمود و از یاد الہی تاکہ بودہ
 یکدم نیا سودہ - نظم

چکنک و صفت آن ذات گرامی
 ظہور جلوہ انہار یزداں
 بہار گلشن راز کماہی
 سرد سر حلقہ خلوت گزیناں
 بجز ذکر الہی پیشہ او
 کہ بکتا بود اندر نیک نامی
 چراغ افروز طاق اہل ایقان
 دلش مہمور از شوق الہی
 منور ساز چشم دور بیناں
 نہ غیر از فکر در اندیشہ او

حضرت شیخ موسی صحبت داشت بہ پدر خود حضرت شیخ ابوطاہر یکے از مردان خدا بود -
 حب دنیا و عقبی را بمصقلہ ریاضت و مجاہدہ مرآت فہمیر خود را بجلی و مصفا ساختہ منزل سلوک
 را طے نمودہ بود - بعد چند مدت از انتقال پدر بزرگوار خود بکدام سببے بود و پاش جہل ہنکار را
 گذاشتہ مع اہالی و موالی رخت اقامت در خط سیدستان انداخت - اکثرے مردمان اندیا - از
 جناب آن عالی تبار بدولت وصول وصال شاید لاریب فائز گشتند - نظم

منظر فیض الہی بود آن مرد خدا
 یعنی خدا مہول ہر طالب فیض سردی
 زان سبب ہر یک شدہ اصل سبب مدعا
 حصہ از تا یید آن سر حلقہ اہل صفا

حضرت شیخ ابوعلی صحبت داشت با پدر خود حضرت شیخ موسیٰ مردی بود صاحب مہمت عالی و در کشف و کرامات شجرہ آفاق۔ اہل سیستان از وضع و شریف آستان بوسیٰ آنجناب را اختیار خود میدانستند۔ چونکہ خواست الہی تعالیٰ شانہ چنین بود است شش آب و دانہ کیچ کران دامن اختیار شیخ ابوعلی را بران آورد کہ خطہ سیستان را گذاشتہ مع اہل و عیال در جلدہ مسطور رسیدند۔ ہر گاہ اخبار فیض آثار و دردد آنجناب اندران دیار شہرت پذیر گشت اکثر مردان خدا و دولت کہ طلب راہ ہولائے داشتند در صحبت آن خلاصہ اولیاء و آوردند و در سائے آن ملک از تو نگرتا غریب شکوہ بے عدالی سلطان وقت کہ سخت ظالم و بے خبر بود حاضر شدہ بیان کردند و استدانائے دعا برائے انہام پیاد آن بد عمدہ عرض آوردند از آنجا کہ تنگی بندگان خدا پسند خاطر اہل اللہ نباشد رقعہ پند و نصائح در باب عدل و داد بآں بیداد سمت تحریر یافت۔ چونکہ رشتہ اہل آن بد عمل را زمان انقطاع نزدیک رسیدہ بود۔ لہذا بیاورد و در پردہ تقدیر جنس تحریر نمود کہ سر بر سلطنت ظاہری نیز در قبضہ اقدار حضرت شیخ ابوعلی دہد قائمہ حقیقی در دلش انداخت کہ کرمیت بستہ بخت دفع آن مفسد۔ مخلوق را جمع نمودہ لوائے جنگ افراختہ بچون معاون حقیقی ہزیمت دادہ بیخ و بنیاد را از جہاں بر انداخت و خود برائے رفاعت خلق اللہ بر سر پرچم کران نشستہ کوس ہمانداری در خواستہ کشت زار امید ساکنان آند یار را بآبشار عدل و بذل سبز و سیراب ساخت و جہتائے علم و الم ماہی دلتا رعایا بمرہم داد دہی و احوال پرسی اندمال کلی بخشیدہ در آبادی ملک پرداخت۔

چون ابوعلی ز فضل خداوند و جہاں سلطان اول است دریں کہنہ خاک اہل

از دودمان شیخ مشائخ ابو الحسن کز وے بہار تازہ رسب اللہ بباران

چون خلاصہ باطنی ابوعلی رفاعت خلق اللہ بود ہر گاہ خلف رشید شاہزادہ محمد رشید را شاہ بخت و اقبال از افق آمانی و امان رو بدرخشیدن آورد یعنی لائق شہریاری و ہمانداری گردید۔ سلطان بروز نیک ساعت سعید شاہ از موعوف را بدست خود تاج شاهی و افسر بادشاہی دادہ شہریار آند یار مقرر و مسلم فرمودہ بچوہ ترک سلطنت و ما فیہا نمودہ بحق شہول گشت و چندانکہ عمر باقی بود بریں گذشت۔ سلطان رشید الدین محمد صحبت داشت با پدر خود سلطان

ابوعلی چونکہ اس خاندان بطن بعد بطناً حالی از طریقہ فقر نیامده سلطان رشیدالدین در ابتدائے
عہد شباب البتہ طریق آسانی را مرعی داشتہ بحسبت ذکر و نقل راه سلوک حاصل کرده بود ہر گاہ
بحکم پند زینت بخش و زیب وہ تحت سلطنت بلکہ کچھ گران گردید آن نو بارہ نگہش ہماں بانی
نیز بر آئین پدر شریف خویش ظلم دادہ ہی ظالم و مظلوم و انصاف غریب و توغر و لشکر نوازی
و رعیت پروری بر افراخت و داد امور کامرانی را بدستور پادشاہان حق پرست و حق شناس
چنانچہ شاید دبا بداد -

سلطان رشید دین محمد	درواد دہی زوالد خویش
اندر حق مردمان آن ملک	در عدل نہاد و قدم پیش
جز عاشق خستہ دل نبوده	حیران و حزین بسینہ ریش
بد ظلم و خویش ہمہ رعیت	با خلق خلق آں وفا کیش

سلطان موصوف چندا کہ با خواست خدا بود در رعیت چونی خالق و خلق تاوک انداز بدت مراد
بودہ گنگون کامرانی را در عرصہ آسانی و آمان راند - آخر کار بر طریق پدر نامدار اندد داد دہی و رعیت
پروری در گوش شہزادہ محمد قطب الدین انداختہ خود ترک بادشاہی دادہ و حب دنیا را از گوشہ
خاطر بیرون کردہ در کنج انداختہ در یاد رب العباد مشغول گشت - زندگان باقی را
بدین و طیرہ بسر برد -

فصل پنجم - سلطان قطب الدین محمد صحبت داشت با پدر خود رشید الدین - با وجود
ہیابودن مواد سلطنت در عالم شباب و شہزادگی طریقہ آسانی را مرعی داشتہ و آنچه طریقہ
ریاضت و مجاہدہ لازم احوال اہل سلوک سے باشد بجا آوردہ بود - ہر گاہ سلطان رشید الدین
را در پاسے شوق الہی بخواست آمد بر رسم پدر شریف شہزادہ قطب الدین را طلب داشتہ تحت نگاہ
کچھ گران را حوالہ او کردہ جانشین خویش ساخت و خود ترک دنیا فرودہ گوشہ عزلت گزید -
آن در سہر شہزادہ یعنی قطب الدین محمد شاہ در حق رساند و فتح و شریف از اب و جد خویش
کچھ گان عدالت گوئے سبقت رلود و از آوازہ خلق آل تاجدار آبادی ملک از زمان سابق
چند از چند افزود -

چنان غم و الم از حال مردمان بر بود
 نه ہم دزد کسی را نه محنت شکنه
 چمن تخمین گل خاطر همه شکفته بود
 شه سلیم طبیعت یگانہ در اختیار
 بعقل و دانش و فرہنگ رجبہائی
 بوقت جنگ بمیدان بود شیرازیان
 بدل سرور و بجاں خور می میا بود
 بیچگونہ الم را دران میان راہ نہ
 زہمیم شاہ خزان الم نہفتہ بود
 بہ بدل وجود توان گفت ابر گو سراہ
 سزا ست گوئم اورا سکندر ثانی
 بکلمہ بر سر دشمن چو رستم و ستان

چونکہ مناجات آن بادشاہ عادل را دفتر دراز سے باید پس با حوال دیگر پرداختہ سے آید۔
 چونکہ بہر راں روز با اتفاق حسنہ سیدالسادات حضرت سید احمد توحید ترمذی از وطن ماہج
 یاشارہ انگلیسی متوجہ سفر سیدالسادات مستورہ پاکرامن دہر دو صاحب
 زاد یہ مسیحی بی بی خان و تاج وار دبلدہ کیچکراں گشتند۔ بہ گاہ خبر رونق پذیر شدن آنجناب
 در بلدہ مسطور سلطان قطب الدین محمد رسید۔ مشرف شدن خود باں خلافت اویس
 سعادت ابدی تصور بدہ بر طریق آداب فقرا و زمرہ اہل صفات شرف یاب زیارت شدہ
 دقیقہ از وفات تعلیم و تکریم فروداشت نفرمود۔ جناب سیدالسادات از این تافہ
 کہ سلطان قطب الدین بجا آورہ بسا محفوظ و مسرور گشتند۔ روز دوم شہزادہ بہاد الدین محمد
 کہ بزور صورت و مہنی آراستہ دپیراستہ بود و سعادت ابدی از نا صیہ اش پیدا و
 نمایاں نیز زیارت آن سراج الاولیا حاضر کردند۔ مجرد مشاہدہ بشرہ مبارک آن سعادت
 پیوند معلوم فرمودند کہ این نوکل گلزار ہاشمی آخر کار صد آراستے بزم عرفان خواہد شد۔ دہال
 مجلس سلطان متوجہ شدہ فرمودند کہ آن والا گو سر ہنگاری فرزند ترا بفرزند من خوش آید
 کردم۔ شہریار موصوف ازین مزودہ راحت افزا کہ بساں نیم بجزی فنجہ دانش را کلش شلقنا
 بساط خور می انگندہ کوس شادی در نواخت و در شکرانہ این نعمت کبرا تمام گوناگون تہیا
 ساختہ بمسافرن و متردین و درویش و مساکین ہلائے عامہ در داد کہ ہر کدام آمدہ ازین
 نواچہ فراخ برہ گیرد و سپہ شود۔ سعادت افراداں مستحقان انتشار فرمود و میگفت۔ شعر
 شکر این نعمت عظمی نتوان کرد نمایاں
 کہ شود ہر نہ موجو نہ باقم گویا

بخوشی تمام و انتظام مالا کلام اعیان دولت و ارکان سلطنت را طلب داشته مجلس شایانہ
 و جشن خسروانہ ترتیب داده در تزویج و عقد مناکحت فیما بین شاهزادہ بہاؤ الدین و را بے نام
 بی بی حاج پر داخت - بعد حصول انقراض لوازمات شادی جناب حضرت سید احمد توحہ
 رخصت خود خواستند - ہر چند سلطان عرض در میان آورد مقرون اجابت نشد - ناچار ترک
 انقیاد امر شریف را مناسب شرط ادب ندیدہ رضائے دادند - ازاں سعادت پناہی
 عفت و عصمت دست گامی سے نیر سعادت پیوند از عالم عدم بوجود آمدند - شہزادہ
 جمال الدین و شہزادہ ضیاء الدین و شہزادہ حمید الدین -

رباعی

جمال الدین جمالے داشت چوں بید
 ضیاء الدین ضیائے لیلۃ القدر
 حمید الدین با این خرد و سالی
 بہ بزم اہل خوبی صاحب صدر

رباعی

جمال الدین جمال جاہ و اجلال
 ضیاء الدین ضیائے چشم اقبال
 حمید الدین بچہ شد چہ گوئم
 سوائے خرد و گشت حسد لال

رباعی

ہر یکے در حسن خوبی بود کیتائے زماں
 یوسف کنعان گوئم یوسف مکران بود
 دو دمان سلطنت را ہر یکے روشن چراغ
 در وجود عقل و دانش ہر یکے چوں جاں بود
 اندک نجا تبدیل زمان مرگ بازندگانی در دفتر قضا و قدر مرقوم نساختہ اند - چنانچہ آیت کریمہ
 بریں نازل است اذا جاء اجلہم کا یستأخرون ساعتہ و لا یستقدون ، آں سیادت
 پناہی یعنی بی بی حاج شہزادہ حمید الدین را بھر سے سالی بر بستر ناکامی گذاشتہ و دعیت حیات
 مستعار را بقادر لایزال سیرد - ہر چند بشاہزادہ بہاؤ الدین غم و الم کہ در رحلت آن جناب
 خرامے دست داد قلم الم رقم در تحریر آں اشک سیاہ میریزد و قرطاس از احراق آں بیسود
 اما صاحب صفا ہمیشہ در رضائے خدا صابر و شاکرے باشند - شاہزادہ موصوف
 نیز بھیر و شکیبائی پر داختہ باشتغال امور مجموعہ مشغول گشت - و ستمہ از بیان حضرت سید احمد

توختہ در پنجہ زور - سالک طریق اسلم ناسک سبیل حکم عارف معارف الہی کاشف اسرار
 نامتناہی چشم سیادت را نور سینہ ولایت را سرور حضرت سید احمد توفتہ ترمذی حسینی نسباً
 والا حسب اند نسبت سیادت مرتبت باسد اللہ العالیب شاہ مرداں بدین طریق مے رسد
 کہ حضرت سید احمد توفتہ ترمذی بن سید علی ترمذی بن حسین ثانی بن سید محمد مدنی بن سید شاہ ناصر
 مدنی بن سید موسی بن سید علی بن امام علی اصغر بن امام زین العابدین بن امیر المومنین امام المظاہرین
 سید الشہداء شہید دشت کربلا امام حسین رضی اللہ عنہ بن امیر المومنین امام الاعجازین - اسد اللہ
 العالیب علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ - چونکہ سکون و حرکت بندگان خدا موقوف بر ارادۃ
 اللہ است - خداوند حقیقی حب وطن مایوف را از دل حضرت توختہ نحو ساخته عزم سفر
 ہندوستان در خاطر انداخت - بر حسب مشیت ایزدی توطن ترمذ را گذاشتہ اندراں
 سبیل گاہے متسیم و گاہے رحیل در بلدہ کچیکران رسیدہ از کار خیر عہمت پناہی بی نی حاج
 ذاعت نمودہ کہ تفصیل این بیان بالا ترقیم یافتہ متوجہ دار السلطنت لاہور گشتند - بعد انقطاع
 مراعل و منازل نور بخش دیدہ امید سکنہ لاہور گردیدہ در محلہ کہ از خلوت گزینی چلہ صبیہ ہائے

موصوف بجلہ بی بیان اشتہار یافت و تا حال محلہ مذکور بجلہ بی بیان مشہور و معروف است
 اقامت اختیار فرمودہ اند - چونکہ اندراں مثل انجمن اولیا در آل مکان دیگرے نبود
 اکثر مردمان خدا دوست از آل یگانہ عصر بہرہ اندوز دارین گشتند و بمراد خویش رسیدند - نظم

وصفت جناب سید سادات را قلم

کماں عارف زمانہ شہ ملک عشق بود

یعنی کمال حال چنان یافت از خدا

گاہے رجوع خاطر من اندر ہدایت بود

ہر آن و دم بغیر خدا زندگی نکرد

آن در زمان کہ با بطلب در نہادہ بود

طاقت کجا کہ یک زہراں کند رقم

زاں گوئے عشق حق ز مہ عاشقان بود

کز دے نبود بیخ گئے یک نفس جدا

کہ آن خدا شناس ہمہ محمودات بود

در این مقام ذات گرامیش بود فرد

در حکم شیخ خویش بیایستادہ بود

و آل حضرت را توختہ مے گوید کہ روزے شیخ ایشان را طلب فرمودہ - ہر گاہ حاضر شدند
 در حجرہ مسدود ساختہ یافتند - اطلاع رسیدن خود دادن مناسب شرط ندیدہ تمام شب

بروہیز در حجرہ ایتادہ ماندند کہ شاید جناب شیخ فرمایند۔ چونکہ صبح در حجرہ واگردند ایشانرا ایتادہ دیدند۔ فرمودند کہ سید احمد توحہ۔ از ہماں روز بہ سید احمد توحہ اشتهار یافتہ و بزبان ترکی توحہ استادہ را گویند۔ بعد چند سال برادر زادہ ایشان مسمی بشاہ زید آنچنان حال و استقلال را در تشریح بیان احوال آں سلالہ دو دمان کبر الکتابے مے باید۔ یکے از احوال حضرت شاہ زید انیسست کہ در جنگ سوانہ برہمن قریب سہ کہ وہ تن بے سر جنگ کردہ فتح یافتند۔ از وطن شریعت یعنی بلدہ ترمذ شریعت بلا ہور آوردہ در خدمت سید اسادات حضرت سید احمد توحہ حاضر شدند۔ حضرت موصوف بی بی تاج کہ دختر خرد آنجناب بود بنکاح حضرت شاہ زید آوردہ بطرف ہندوستان رخصت فرمودند۔ عنیم با شاہ زید در قصبہ سوانہ برہمن یا حضرت عداوت پیدا کردہ بسزائے خود رسید و یہ ثبوت پیوستہ کہ از اولاد حضرت شاہ زید در جوار ہندوستان پنجاہ و دو مکان آباد اند۔

فصل ششم۔ چونکہ خداوند حقیقی مے خواہد کہ کسے را بسوئے خود راہ نماید۔ در عشق در دل او پیدا مے کند۔ بعد انقضائے مدت چند سال از رحلت سیادت پناہی شہزادہ بہاؤ الدین محمد را در یائے ذوق و شوق بگوش آمد و یاد محبت الہی سفینہ دل آن بیدل را در تلاطم امواج بحر نا پیدا کنار انداختہ بے قرار ساخت۔ چونکہ بحر دستیاری صلاح و پائیزی نا خدا بسا حل رسیدن کشتی مشکل بلکہ نامکن۔ شاہزادہ موصوف را بملاح عداوق یعنی مرشد کمال و شیخ مکمل احتیاج افتاد از آنجا کہ عقیدت قلبی ایشان در جناب حضرت سید احمد توحہ در ملاقات اول قرار یافتہ بود۔ بلا تامل تعطل کمر ہمت بستہ بے تابیانہ در دار السلطنت لاہور رسید۔ حضرت سیادت مرتبت دلاسا و نسلی آن عاشق ہر مست کردہ در ظل عاظفت خویش جا دادند۔ آن بادشاہ شہزادہ محبت الہی ہچو مسر شدان و فاکیش و ارادت مندان عقیدت اندیش در جناب سید اسادات حاضر بودہ در فریاداری و خدمت گذاری ہگی خود را مہر و دست ساخت و بمہنتہ ذکر و فکر و مشاہدہ رنگ و ساوس و کدورات خیالات بشری

از مرآة ضمیر زدود و مصفا ساختہ راہ سلوک را بقدم ہمت پیورہ ہموارہ بذکر الہی مشغول
 مے بود۔ روزے آن کاشفِ اسرار نہانی فرمودند۔ اے بہاؤ الدین! درخواست الہی
 چنین معلوم مے شود کہ چندے امر سلطنت را در قسمت شہا قرار دادہ اند۔ عزم خطہ کچھکراں
 باید کرد کہ پدر شہارا بر عادتِ آبائی وقت ترکِ دنیا قریب رسیدہ این بار گراں یعنی سلطنت
 بر حسب مشیت ایزد منان مے باید برداشت و برینغ اندس خیر امور کلہا عمل نمودہ
 بداد ہی و حق رسانی بندگانِ خدا کہ اہم مدارجِ جہان بینی است باید برداشت کہ در محکمہ جہتِ ازل والی
 ملک بجز عدل ہیچ نحو اہند پر سید۔ ہر چند شیخ بہاؤ الدین از تعلقاتِ دنیوی بہلوتی و اجتناب
 مے ورزید اما در مشرب اہل سلوک از ارشاد مرشد مستر بقدر اکتس سواں کہ پو وبال مرغ
 ایقان را مے سوزد و چراغِ ناکامی مے افروزد۔ تسلیم فرود کردہ عرض کردند۔ ہر چیہ ارشاد شود
 منجر و مہیات این خاک راست۔ چنانچہ سید السادات ازین گفتار مسرور شدہ رخصت
 ساختہ فرمودند حاضر جمعہ ارند فقیر بہر احوال خیر گیر شہا خواہ ماند۔ چنانچہ از آنجناب شرفِ تریخیں
 یافتہ منزل بمنزل سرت بلدہ کچھکراں مے رفتند۔ روزے در جائے مسی یافتہ
 اقامت گاہ قاضی رفیع الدین عباسی الباشی از امرایان سلطان شمس الدین اورنگ نشین
 دہلی بود۔ اتفاق زول افتاد قاضی موصوف از طرف بادشاہ تمام صوبہ بکر در تحت آہرت
 خود داشت چونکہ تہہ ورود شیخ بہاؤ الدین در مکان خود دریافت تنظیم تمام دولت ہرے
 خویش بوردہ آچہ تو افصح و تکریم در خور آن سلالہ دودان گیرے بود جسے بجاء آوردہ بدل خیال کرد کہ
 این چنین شخصے از دودان شاہی و از حسب و نسب بلند باز دست دید یا نہ بد بہت آہست
 کہ عاجزہ خود را در سلک از دواج آن والا گوہر خاندان ہاشمی مسلک سازد و عبارت
 از روئے شفقت چنین گفت کہ اے عہد جزادہ بلند اختر جسے خود کہ آن پیران خاندان
 مینکاری را بفرزند ہی خوش اختیار کنم۔ اگر بعد رحلت سیادت پہ ہی بنت حضرت
 سید احمد توفیہ شیخ بہاؤ الدین جامعہ تفرید و بکرید بر خود آراستہ و از اہل متنفذ و
 بزار بودہ اما صاحبِ علم و حیارا با ورزیدن و سرجمیدن از امر شخص خریف نیز شایان
 مروت نیست۔ ناچار مسئول قاضی رفیع الدین قبول فرمودہ آن برگزیدہ خاندان عباسی این

امرا از مواسب و کرامت ناستنای تصورید در ادائے طریق تزویج برسم منکحت مابین
 حضرت بهادالدین و عصمت پناهی پرداخت بعد ایجاب و قبول جهاز فراوان از حد و
 حلل و اسب و غلام و کنیز و خدام که در خور مراتب آن امیر الامرا بود داده و عریضه بنیاز
 در باب کم بقضاعتی خود خدمت سلطان قطب الدین محمد نوشته با جازت تمام رخصت فرمود
 چونکه از یاغله کوچیده بالخر و انما فیت مابین بارگاه سلطانی پاپوس پدر والا قدر حاصل نمود
 آن شهر یار نیکو شوار بر طریق بزرگان خویش دست رو بر مترد که مردان عدای یعنی دنیا زده قوس
 اصره شهر یاری نور حدقه جز نزاری شیخ بهادالدین راج شاہی و افسر بادشاہی بلده کچکران
 مقرر ساخته خود بنفس نفیس کچ عزت و گوشه خلوت اختیار کرده در دریافت اوقات ایام
 ماهی که در امورات سلطنت از دست رفته بود در ذکر و فکر نشست در انقضائے مدت
 چند سال بمنزل اعلیٰ شتافته و حال شاہد لاریب دریافت خوش آن کسی که جیاست مستعار
 در طلب خدا و محبت مولا پیری گردد و انجام پذیرد گویند هر که در عشق الهی رفت بو حال
 ابدی پیوست آنکه بے عشق او نیست بر احوال او با پدگریست - شعر

سلطان قطب دین محمد ازین جهان عزم سفر نمود سوسے ملک جاوداں

از عدل و داد زاد فراوان بخود ربود زین دار زو قدم پوید بر نیت جان

فصل مقرر - چونکه حکم الهی تخت بادشاہی بلده کچکران بسطان بهادالدین بر متر
 گشت آن نو بہار گلشن اقبال و تو بہال حدیثہ جاء و جلال بر و مایائے پدر شریف عمل نموده
 در حق رسائی خلق خدا و تو نگر و غربا و لشکر و آزی و دشمن گساری عرصہ ده سال کام و رائے
 شطہ مسطور ماندہ اشہب جانبانی را در ساخت اماں و اماں رائدہ روزے تاسہ اوقات
 گرامی کہ در اجرائے امور دنیوی گذشت بر خاطر شریفیت جاگت و مکانات ایام گذر شہر
 مشکون دل شدہ اندرین تشویش آتش شوق الهی در محرمینہ آن مشتاق زیر خاکستر تغافل
 مدفون بود باشتعال آمدہ از جوش باد شوق زبانه زدن گرفتہ آن آتشی کہ زیر تغافل ماندہ
 بود این قدیم کہ مرکز خاطر پیشینیاں بود مد نظر داشته حضرت شیخ شہاب الدین ابوالسقارا
 طلب فرمود کہ برادر حقیقی سلطان وقت بود والی مملکت ساخت و در انداز و اوقات جانبانی

و طریقہ رسوماتِ سلطانی درگوشِ جاننش انداختہ شہزادہ حمید الدین حکم نتیجہ سیادت پناہی و
شاہزادہ رکن الدین حاتم نواسہ قاضی رفیع الدین عباسی ہر دور احوالہ سلطان شہاب الدین ابوالقاسم
ساختہ ترکِ سلطنت فرمود و شہزادہ جمال الدین و ضیاء الدین را بر ناقصت خویش داسستہ
متوبہ کعبہ شریف گشتند۔ نظم

آنجناب دل عشق کعبہ گماشت
ہر قدم عاشقانہ بر میداشت
مچو مجنوں بشوقِ جانانہ
مے خرامید مچو مستانہ
چونکہ در منزل مراد رسید
روئے مطلوب خویش آنجا دید
ماند مچو منظارہ مدتها
در حرم از خودی خویش جدا

ہر گاہ مشتاق را از عالم استغراق حالتِ صحو عاید حال گشت عنان عزم بجانب وطن مالوت
معلوف ساخت۔ چونکہ در خطِ مین ہدایح رسید بہاری صعب عاید حال مزاج شریف
آن عصر لطیف گردید از آنجا کہ در مشیت ازلی چنین قرار یافتہ بود۔ ہماں جا مرزا روح را
از قید غنمیری باوج اعلا بقائے پرواز داد۔ چنانچہ مزار فیض آمار آں خلاصہ ادبیا دستودہ
بارگاہِ خدا در خطہ مسطور مشہور است۔ شہزادہ جمال الدین و ضیاء الدین مجاورت پدربزرگوار
را اختیار داشتہ خطہ مین را وطن خود گرفتند۔ چنانچہ اولاد امجاد آں ہر دو ہما جہادگان
در آں جا سکونت دارند۔ ہر گاہ سلطنت خطہ کچکراں بر سلطان شہاب الدین ابوالقاسم
استقرار یافت آن رحیم دل نیز بر تیزہ آبائی شبوہ عدل دراد از دست ندادہ در ہما جوئی
بندگانِ خدا و آسائش ہما کوشش بلع بکار برد۔ چرا کہ مے گویند۔

از شاہ بجز عدل نہ پسند مجتہد
بسیر خدا تقی مے عدل جہاورا

سلطان شہاب الدین مدتِ دو سال کامروالی تختگاہ کچکراں اندہ مورد آفرین فریدگار گردید

بعد انقضائے مدت مسطور بر عن کہ حامل پیام اجل بود صفت شد، مایوس گشت۔

رفتہ دایمہ او چوں دو بکوتاہی نہاد
دید طشتِ غم را از یام سلطانی خاد

نقد آمال و امانی مے بر دوست اجل
نکسے یار و نہ یار اندرین بست و کشاد

ہست بر تختہ شدن از تخت چوں کم بقیم
ہر کہ آمد در جہاں و ہر کہ آمد در بزا

ملہم غیبی ہمیشہ سے دید ہر سوندا
آن شہ عادل ذراواں زادِ راہِ اخروی

آنکہ غافل شد دنیا عاقبت برباد داد
کردہ اے فرحت فراہم بردہ با خود شاد شاد

چونکہ قدرے از حیات باقی ماند شہزادہ حمید الدین ابن سلطان بہاؤ الدین را طلب فرمودہ تاج
شاہی بدست خود بر سرش نہاد۔ گفت امانت پدر شریف شہا الحمد للہ کہ سلامت بہتار رسید و
دست شہزادہ ابوالبتقا کہ سہ سالہ بود د ملک سرور کہ بہ یک نیم سالہ بود بدست سلطان حمید الدین
دادہ سپرد۔ تعلیم و تادیب و پرورش فرمودہ و دلیعت حیات مستقار را بقادر بیچوں سپرد۔ احوال
ابن ہرد و شہزادگان در آخر باب چہارم سمت ایراد خواہد یافت۔

باب سوم

یرا حوال طبقہ ثانیہ بزرگان مشتمل بر ہفت فصل

فصل اول۔ سلطان حمید الدین صحبت داشت با پدر خود بعد عم خود سلطان شہاب الدین
ابوالبتقا بر تخت سلطنت خطہ کچمکراں نشستہ چہرہ افروز شاہد جہان بینی گردیدہ باب عدل و
انصاف گلستان جاں را تراوت تازہ و نصارت بے اندازہ بخشید۔

رسم ظلم و ظالمی در عہد او شد منقطع
دزد و ریزن ظالم و فاسق نماندند جہاں
سلطان حمید الدین ہم حکم الہی عرصہ ہشت سال علم سلطنت دلوانے جہان بینی کچمکراں برافرا
در استر فنانے خالق و خلق کو بخشید۔

خدا شناس حق آگاہ حق گزین یقین
منفع خلق شدے حرف تا توانستے
چہ از وضع و خرید و ز شہ و بازاری
ز لوح سینہ خود حرف خزن بر دودہ

خدیو کشور دل آن شہ حمید الدین
مدام خلق خدا را عزیز دانستے
بند بخاطر او گاہ خلق آزاری
بزیر سایہ او خلق بود آسودہ

یا مرنی ہمہ کار سلطنت مے کرد
عیاں معاملہ فہمی نہاں دلش پرورد
غضب اگر کسے کر دے برائے حق کر دے
وگر نہ بیخ کسے را گے نیاز ر دے

چند در اشغال امورات دنیوی بحسب ضرورت مشغول بود۔ ایا پیوستہ خاطر بر آں داشت
کہ از لوث جیفہ کثیفہ دنیا کہ مبدع حرص و ہوا است دامن بہت خود را بآب ترک
شست شود بد۔ چونکہ ارادہ عید در ارادت اللہ وجود سے نزارد پس تاکہ منہیت او بر منہ
ظہور جلوہ گر نشود مکن نیست کہ از دست بندہ چیزے بر آید۔
ذره جز ارادت اللہ نبرد سوائے روز روشن راہ

ہر گاہ خواہش ایزدی بریں رفت کہ این برگزیدہ دارین را بجلیہ عشق و محبت خویش زینت و
زینت دہد۔ سبے ہیا کرد کہ روزے آں شہریار ذوی الاقدار در سیر و شکار و ہبیدانی
مشغول بود۔ چونکہ آفتاب عالم تاب از تماشا مے شش جہات خاطر پرداختہ خواست
کہ پردہ لعل گون شفق بر در یکچہ شام فرو ہشتہ متوازی گردد۔ بادشاہ نیز عنان بارگی بہت
دولت سرائے پیچید۔ چونکہ نزول ہایونش در جواب گاہ امتداد چہ مشاہدہ کند۔ کینزیکہ
بر عمدہ فرش گستری و خدمت آنجا متعین بود بر بستر استراحت سلطانی خوابیدہ سبے ادلی
کینز لپند خاطر اشرف نیاند غضب ناک شدہ فرمود این کینز سبے تمیز را کہ لوح پیشانیش
الفاظ المعنی از ادب و جہا سراسر است۔ چنان تہنیدہ و تہادیب دہند کہ موجب عبرت دیگران
گردد۔ بجز و ہذور این ارشاد آں بیچارہ گرفتار عذاب الیم و زجر عظیم گردید۔ در مین ضرب
شلاق سوائے سلطان دیدہ خندہ قہقہہ بز و بادشاہ این خندہ بیگاہ را حاصل برے باکی
بے حیالی کینز تصور دیدہ بغضب تمام بانگ برزد کہ اسے بے تمیز اگر موجب تہذیب
خویش راست نخواہی گھٹ بخدادست از جان خواہی شست۔ کینز ادب و سرباز بر
زمین عجز و انکسار سودہ عرض کرد کہ اسے ظل اللہ بانگے کہ جان با تو در بید اختیار دوست
خندہ من بر نیزگی قدرت ممل قادر است من مسکین کہ کمتر از یک ساعت بر آرا مگاہ تو
استراحت دزیدہ ام۔ احوال من چنین شد کہ نصیب بچکس مباد منت ایزد راست کہ
مکانات این راحت قلیل را از من بے چارہ بدنی گرفت۔ تو کہ تمام عمر بر آں گزاردہ حیران

احوال تو در حساب گاہ عمل چه خواهد بود۔ بجز دعا و دعا فی این کلام حیرت الیام کہ فی الحقیقت ندائے
 غیبی بود از ہوش برفت و از کمال حیرت غرق غرق الفعال گردید۔ تا اسم لاریب آنچه در قسمت
 کنیز کردہ بود دادہ ہماں وقت از او ساخت و خود سر بگریہاں تفکر فرو بردہ شب باقی ماندہ را
 در اضطراری و بے قراری گذرانید۔ ۷

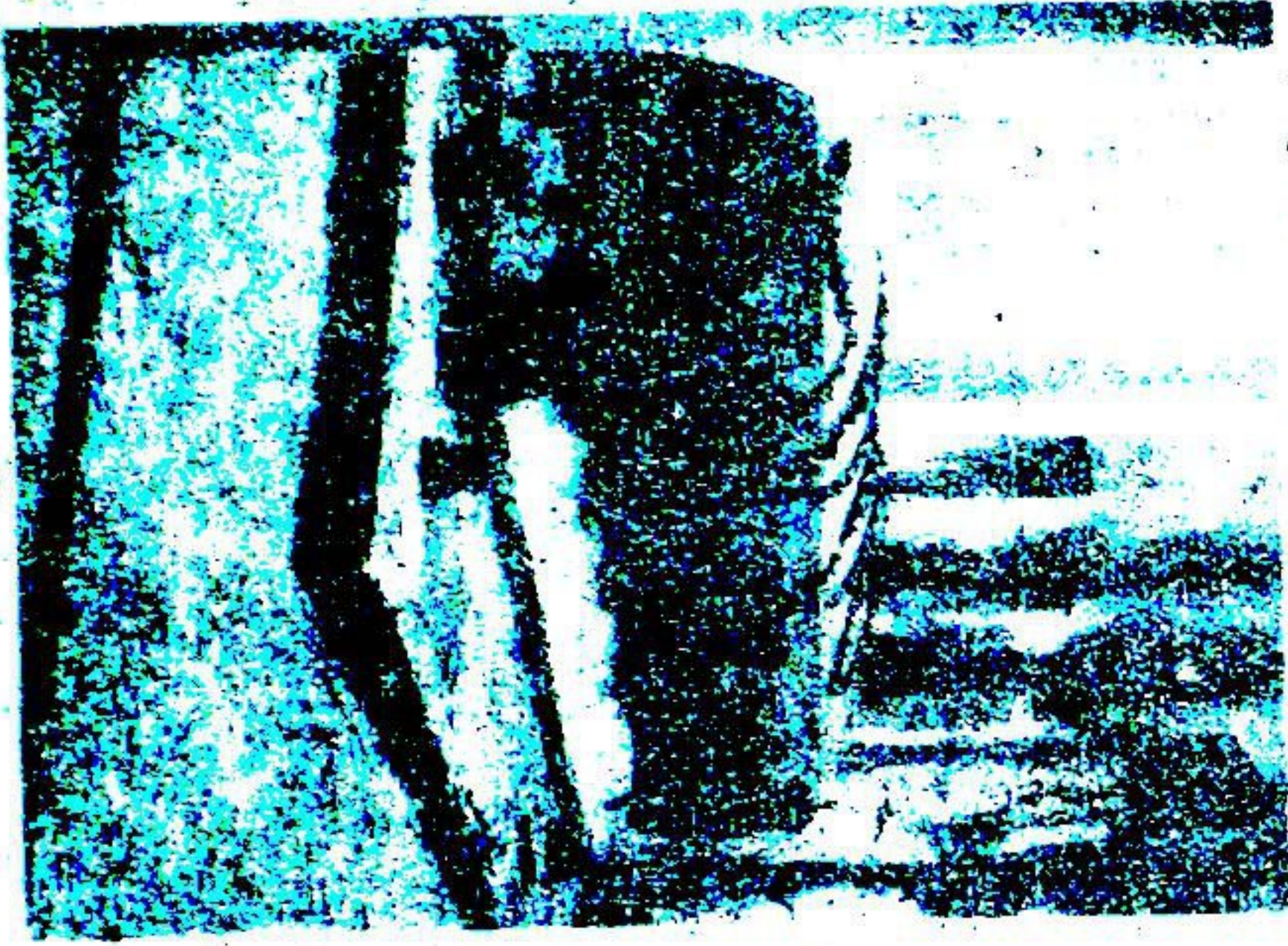
پریشان و حیران و زار و تزار نہ آرام در دل نہ در جاں قرار
 ہمہ شب باختر شماری گزشت بوم خیالات دیوانہ وار
 چونکہ زاع شب روئے پرداز سوئے آتش پانہ عدم آورد سلطان خاور کہ کناست از آفتاب
 است رخ نورانی خود را از دریچہ صبح بیرون آوردہ تا شاکن جہان دہانیاں گردید۔ سلطان را
 نیز و خستہ کہ از گفتار کنیز پر تمیز در خاطر شریف جا گرفتہ بود خواست کہ مکافات آن در
 سیر و شکار خوشی حاصل کند و غنچہ دل کہ از تنگی احوال شبنہ مقبوض بود شکفتہ سازد۔ ہر چند
 تا شاکنان صید افگناں در دشت بیاباں میگزشت اما سخن کنیز نیز لمحظہ لمحظہ ناخن زن دل
 آن بیل و دمبدم ہوش از دماغش مے ر بود کہ بیک ناگاہ آہو برہ از پیش گاہ سمندوں خدا
 آگاہ بر غلستہ رو بدو دیدن نہاد۔ سلطان حمید الدین کمان بدست و تیر بزہ آوردہ عنان
 شب دیز را از کشش دست رہا کردہ چندان دوانید کہ احدی از امیر و لشکری در رکاب آن
 قبلہ ارباب نماند۔ خواست کہ تیر از شست دست بر آہو برہ رہا کند۔ در عین دیدن
 بسور اخ گور مے خزید۔ از آنجا کہ عادت آہو وغیرہ نیست کہ بسور اخ زمین در آہند و بجائے
 گیرند۔ بادشاہ را ازین معنی حیرت افزود و تعجب روداد۔ بسبب تمام از خانہ زین بر
 روئے زمین آمدہ آن گور را بتر و تیشہ بکا دید از آہو برہ اثر مے یافت چہ مشاہدہ کند
 کہ۔ میتے است تازہ و کز دم بمشایہ غوک کلاں بردن شستہ علی التواتر بر پیشانی پیش نمیش خوش
 میزند و از ان درد تمام اعصاب او در ہم کشیدہ میشود۔ آن رجم دل کز دم را بگوشہ کمان آوردہ
 دور تیر انداخت۔ ہر گاہ کہ باز پس آمد کز دم ہماں جا بود۔ غرض آنکہ سہ بار ہمیں طور لعل
 آورد سود نکرد۔ دانست کہ این کز دم فرستہ ایست بجهت عذاب میت۔ ازین
 معائنہ حیرت روداد کہ ساعتی از خود برفت۔ لیکن بہر طریق فراہم شدہ گور مذکورہ را بناشت

سوار شدہ خواست کہ از کیفیت صاحب گیر آگہی یابد۔ بقریہ کہ نزدیک بود اندراں
 رفتہ مستفسر احوال او شد کہ صاحب آن گور کسیت بہ در چہ کار بود۔ عرض کردند کہ رئیس
 این دہ۔ بجز دستماع نام ریاست طائر پوش از آشنایانہ دماغ آنچنان پریدہ۔
 خواست کہ از زہ زین بفرش زمین تکیہ زند۔ از آنجا کہ لباس بے جوشکی بر تمام تن مردان
 باوقار و پادشاهان ذوی الاقتدار نازیبا است۔ بجز تمام خوشنشین را ذرا ہم ساختہ مشوش
 و متحیر ز نام اسپ سمست شہر گردانید۔ چونکہ تقدیر قادر قدر بریں قرار گرفتہ بود کہ آن شہبانہ
 آشنایانہ نشین جہانبانی را بسوئے اوج لاہوت ترغیب پردازد۔ از معائنہ عذاب میت
 رئیس دہیہ و سخن کینزک کہ ماہن حق و باطل سبب تمیز بود آتش شوق الہی کہ در محرم سینہ بیکینہ
 آن پاک نہاد زیر خاکستر تغافل موقوف بروقت پنہاں بود زبانہ زدن گرفت و بجز عشق و
 محبت شاد حقیقی ہیچوں دریائے شور بشور آمد۔ اندراں احوال قائم توفیق سبحانی خاطر آن
 سر مست بادہ شوق را براں آورد کہ از سلطنت و آنچه علائق دنیا است اجتناب ورزد
 و ترک دہد۔

چوں بچشم آمد جب مال اوزوں	آستین افشانند بر دنیائے دوں
پست پاؤں بر رخ آں بے وفا	مختناب شد زہ چو مردان خدا
چوں بہر مذہب بردہ را جب طلاق	گناہ اندامی کشتہ بالا تقاضا
حب اورا در جب زمانہ دید	ترک دہد۔
تا کہ حب آں کسے را در مدارا	نیز در بارہا ملک بے مشرک تراست
گفت پیغمبر بدان اس مرد راہ	دب دنیا را سر سر جوہر گناہ
دادن سلطان ترکش آنچنان	چوں نیاید تہہ چستہ از لہاں

بر مردان روزگار و روشن ضمیران ارنی الا یشارہ پوشیدہ نیست کہ شاید در رب سر کرا
 منظور عیش و محبت خوش می سازد۔ اول حب غیر خود را از دل او محومی نماید کہ آتش تراک
 در طریق محبت جائے ندارد۔ چونکہ سلطان حب آلہ بن را محبت خدا در دل جا گرفت و
 عزم ترک سلطنت و ما فیہا در خاطرش متکثر گشت۔ ہم زادہ خود امیر ابو ایوبہ کہ فرزند

سلطان شہاب الدین ابوالبقا بود قائم مقام خویش ساختہ اندر ز امورات دینی و دنیوی کہ
 در خور امور سلطنت می باشد فرمودہ پر مستدر ریاست و تخت جهان داری بلکہ کچھ کران
 نشانند و خود دست از نشانین افشانندہ جام بیامی تجرید و تفرید گردید و ہر دورا بر خود
 حرام پنداشت و بر عہدیت نبوی عمل فرمود۔ قال ۲۔ اللہ نیا حرام علی اہل العقبہ و ہما
 حرمین علی اہل اللہ تعالیٰ، چونکہ شوق الہی از دل آجناب مثل ذارہ آب جوش زدن گرفت و
 شکر بے قراری ہجوم آوردہ مطلع صبر و شکیبائی را بتاراج برد اندرین احوال آن تارک الدنیا
 را احتیاج بہ رشد کامل و رہبر مکتوم کہ در جناب اعلیٰ عشق سابقہ داشتہ باشد افتاد۔
 باز رہبری نمودہ بمنزل مقصود رسانند۔ بر آرزو حاجات ہوائے نصیحت سید السادات
 حضرت سید احمد فوضتہ ترمذی کہ نامائے ایشان وہم مرشد والد بودند در خاطر حضرت
 سلطان التارکین انداخت و محبت آن آشنائے بحر عرفان در دل جا گرفت۔ پشت
 بر روئے تعلقات با سوائے اللہ دارہ سبکے تابانہ پا از سر و سرانہ پانسانہ مع محل بی بی
 لطیفہ بانو بیست حیدر علی شاہ سیستانی از اولاد رستم و ستان عازم دار السلطنت لاہور
 گردید۔ از آنجا کہ خاطر حضرت سلطان التارکین مائل بہ جرید ظاہری و باطنی بود بہ منزل چند
 از بلکہ کچھ کران قدر سے بیماری دامن گیر آن پاکدامن یعنی بی بی لطیفہ بانو رونما گردید۔
 در عرضہ قلبی از ہماں مرغن جان خود را بجاں بخش حقیقی باز سپرد۔ حضرت موصوت از ہمیزد
 تکفین آن جنت خرامی فارغ شدہ دوگانہ شکرانہ الہی بجا آوردہ متوجہ حضرت لاہور گشتند۔
 چونکہ عاشق را باہر محل دوی و تاسیب درد عبوری نمی باشد بعد قطع منازل شرف پا بوس حضرت
 سید السادات حاصل نمودہ عرض احوال خود در خدمت آن سفینہ بحر عرفان در مدفن
 بیان آورد کہ ابن گم گشتہ منزل مقصود از علاقبات دنیا دست افشانندہ و ترک دادہ
 دامن آنخلاصہ او نیا گرفتہ رجائے وائق آنست کہ بمتوجہ آجناب بر مراد خویش فائز گردد۔
 حضرت موصوت بہ سلطنت تمام فرمودند کہ اسے در خور تشریف عشق ایزدی اگر عزم سیر
 سبزہ زار و وصل بار داری باید کہ بلبل اساتیرانہ ہائے ہوش یا یعنی بشغل پاس انفاس و بد کہ نقی
 آیات مترنم باش تا از درد بہمن و دے ہجر رہائی یافتہ بہ بار اردی بہشت کہ موجب شگفتگی



مزار حضرت سید احمد لودھی نزدیکی ڈرلا ہو



درخانہ سیر فی مزار حضرت سید احمد لودھی نزدیکی ڈرلا ہو

ملحقہ مکان نامی محلہ چلہ بی بیان - لاہور

گھلے وصال و باعث نضارت سبز زار حال است فائز گشته بہرہ اندوز مراد شوی جنت
سلطان التارکین تسلیم و نیاز فرو کرده عرض کردند۔

بر رہے کہ گردانی رنگا ہے روم تابانہ ستر بچم نہ گاہے

عرض آنکہ مدت کثیر کم ہمت و ارادت چست بستہ در رضا جونی آن جنتہ روزگار بیل و نساہ
بسر بردہ بمصقلہ مجاہدہ در ریاضت رنگ مرآة ضمیر زدودہ جہاں جہاں فیض و تصفیہ حاصل نمود
ہنوز انکشاف بعضی عقدہ سررشتہ سلوک باقی بود کہ اچیانانہ غیبی شدہ لائق مزاج سیدانہ
گردید۔ آن تارک دنیا یعنی سلطان حمید الدین ساکم بادل حزیں و خاطر اندکین عرض کردند کہ
یا سران الاولیا اگرچہ فیض مردان خدا در عالم حیات و ممات مساوی است۔ اما بحکم اشکال
حقیقت کہ حسب القسمت ہنوز حل آن در نصیب این ہدف تیر بجز الی نشدہ دانہ
دولت جمعیت ملت نیز بہرہ بردہ درین امر چہ فرمایند۔ فرمودند کہ نہ حمید این بقدر نصیب
تو در خاندان سرور رویہ داشتہ اند۔ بعد انقطاع این کلام سفر گزین دار آخرت گشتند
و در محلہ چلبہ بی بیان مدفن گاہ آنحضرت قرار یافت۔ حضرت سلطان التارکین در غم رحمت
آن سیدالسادات این ابیات میخواند۔

درینجا کہ آن سید پاک ذات	شریف زماں اثر و بکذات
رہود از سرم سست یہ خوشین	مراداد در دست سنج و سن
اگر جاں و ہم اندرین غم سزا است	وگرتہ قیامت بگریہ رواست
درین درد و غم من نگریم پرا	کہ نانا۔ مے من بود ہم پیما
دریغا دریغا دریغا دریغ	کہ ہر من ذرہ شدہ دریغ
زبون شد من روزگار زبون	شدہ روز امید من تیرہ گون

حضرت سلطان التارکین بعد انقراض لوازم تعزیت برائے حضرت قبلہ از باب کمال کوہ
اشکالیہ مال صاحب سوز و درد شمع شہان سہرورد شیخ الشیوخ بن شہاب الدین
سہروردی راہ پیما مے قبۃ الاسلام بغداد شریف گشت۔ ہر گاہ در حوالی بغداد شریف
از غلبہ شوق سہ شبانہ روز از ہوش رفتہ بہت غرق بحر شہود ماندند۔ حضرت شیخ الشیوخ بارشاد

مخبر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام ایٹیاں را طلب فرمودند۔ چون عاشق را تاب تامل نے باشد
در ملازمت اول عرض کردند کہ یا سر حلقہ اولیائے کرام این سوختہ آتش عشق مبتلائے پیران
محبوب مطلق یا رشاد سید السادات از لائور شرف یاب این جناب عالی شدہ در حیات
مستعار کہ بے ثبات و ناپائدار است اعتبار کے نیست مبادا فرصت دست نہ بد و
غنیچہ مراد ناشکفتہ ماند۔ امیدوار است کہ بشرف بیعت ممتاز فرمودہ عقد ہائے سررشتہ
سلوک را بناخن توجہ وافرماند کہ متخیر دست منسرق از نعمت خانہ آن کریم الطبع بے بہر
ماند آن نو بہار گلستاں مشجخت غنیچہ آسا منتسم شدہ بشکفتہ پیشانی فرمودند کہ اسے زمرہ
مشائق پر بیعت شہا ہنوز از عرفہ عدم و رساحت وجود قدم نیاوردہ۔ حضرت سلطان التاریخ
یاسینہ چاک و دیدہ غمناک لب ادب و سر نیاز بر پائے مبارک سودہ عرض کردند طبعی کہ مرض
مے شناسد دوائے نیرے داند توقع کہ از اسم مبارک آن شیر بیشہ ولایت الکی بخشند۔
فرمودند کہ نبیرہ فرزندم بہاد الدین نو کریم ملتانی کہ اسمہ رکن الدین خواہد بود چونکہ باین بشارت
خوش اشارت متبشر گشتند ہاں زماں دست بستہ عرض کردند کہ این مبتلائے درد اشتیاق
و سرگردان وادی فراق تا شرف زیارت قدم مہمبت لزدم آن بزرگوار جائیکہ خاطر بقرار
را حاصل آید زاویہ نشین کنج خمول خواہد ماند۔ جناب شیخ الشیوخ مسؤل ایٹیاں را بسعہنا
جا دادہ بہ تبرک مصلایے خاص مفتخر ساختہ رخصت فرمودند آن دل بستہ محبت خدا
عنان اختیار بدست مختار دادہ عازم بلندہ فاخرہ حضرت ملتان گردید۔ اہاں بر رسم
فقیران آزاد منش در ہر منزلی و مقامے کہ لذت یاد الہی دامن میگرفت رخت اقامت
مے انداخت۔ ہمیں طور گاہ مقیم و گاہے رحیل بتماشائے تجلی صفائی کہ صنایع بدائع الہی اندر رفت
روزے گذر ایٹیاں بر بلندی افتاد کہ وسعت آن بسا خوش نمائے و پر فضا بود پسند شریف خاطر آمد
خواستند چندانکہ در مشیت ایزدی است دریں مقام دلگشاے گلگون عزم را در طویلہ اقامت بستہ
منتظر لطیفہ غیبی باند بود بیک سمت آن بلندی آزادانہ قرار گرفتند۔ اندراں مکان جوگی بود۔ در
کمال فقر مشہور و علم کیمیا نیز شہرت تمام داشت۔ اکثر مردان آن دیار مطیع و منقاد بودند۔
در چار سوئے آن مکان تفرج گناں مے گروید کہ نظرش بر جمال سلطان التاریخین افتاد و چہ بیند

مردے مسافر فلک زدہ روزگار زیر سایہ اشجار شسته خواست کہ بطورے مستفسر احوال پر طلال
 این اسیر کمند خیال شود کہ آیا تاجرے است گم کردہ سامان و یا بادشاہے است از کدام ولایت
 گریزاں۔ بنا بر امتحان چند آتار طلا با خود بردہ پیش کش نمودہ گفت کہ اے گم گشتہ باد یہ تفکر و
 اے مستغرق بحر تحیر زمانہ تا ہنچار باہر صغار و کبار یکساں دہوار نے ماند غم مخور و این پیش کش
 درویش را زاد راہ خود ساز بر آندہ حاجات و کشتائندہ مشکلات مراد تو حاصل نہ سازد۔ آن
 تارک الدنیا از خلق و تواضع جوگی محفوظ و مسرور شدہ فرمودند آفریں صد آفریں بر علو ہمت
 تو رب العالمین جز اے خیر دید و آن طلا را بدریائے کہ متصل جاری بود انداختند فی القلب
 جوگی گذشتت این مرد کہ در بے نیازی یکہ و فرد است از دو جہت خالی نیست کہ کیا گریست
 دریں احوال و یا فقیر نیست صاحب کمال برائے دریافت این احوال سوال کرد کہ اگر این طلا
 بکار شما بود از انداختن چہ سود۔ بجانب جوگی دیدہ خندیدہ اشارت انگشت سولے دریا
 کردہ این کلمات بر زبان فیض تر جان راندند۔ مانک مدنی نے ویسے جہنی پر ابہت سولے
 اشارت انگشت ہماں بود و شق شدن آب دریا ہماں چہ بیندہ دریا از طلا و مردارید پر
 است۔ جوگی از خیالات خویش متنبہ شدہ بر پائے مبارک افتاد۔ ہادی مطلق دل اورا
 از ظلمت کفر بنور ایمان منور ساخت کلمہ شہادت گویاں بر خاموت۔ ہماں وقت لباس
 جوگیانہ دور کردہ بر خود جامہ اسلام بیاراست۔

ز چشماں او دور کردہ تنق
 برویش چہ ابواب رحمت کشاد
 گل صدق از شجرہ دل دماند
 منور بنور یقین شد دلش
 ز بے قاعدے کاں با فصال خویش
 کدام است آن نوش نام خداست
 چو خواہی کزاں پیش امین شوی
 دید ذکر ہو شمع دل را ضیا
 دل تیسرہ را روشنی داد حق
 یہ آن کو بردل نور ایماں بداد
 ز شرکِ خفی و حلی وار ہاند
 خدا کرد عین الیقین حاصلش
 دید نوش بر ہاند از درد پیش
 ہمہ پیش داں آنچه از شے جداست
 مکن ذکر ہو در خفی و حسی
 بجا مت فروزد چراغ ہدا

دلانا توانی خدا خواہ باشش
خدا دانی این است لے مرد راه
چو صنایع بہ بینی نہ نمود پرست
چو در صنایع بے صنایع بنگری
کشتا چشم دل صحت او بہ ہیں
نور دل تو ز نور و بے است
بیاہیں چشم حقیقت شناس
بہر جا ظہور ہماں آفتاب
بہر شمع یک آتش کارگر
ز پیدا و پیمان ہوں یک عیان
بجا م خد بینت لے کاہیہ
تو ہم نور او اسے حقیقت شناس
شود ہر چہ روئے دلت صمان
دہد و میدم جلوہ تازہ
چو معشوق طراز در ہر زمان
نگے و انماہد ز پردہ بروں
بہر غیب تو جلوہ نوئے دید

اللہ اللہ کلوی قلم کجا بود و کجا رفت این وادی را پایاے نیست کہ بہ تیز پانی کیت نکل
طے نودہ آید و بسیر تو ایں بردہ باید کہ عنان شبہ ز قلم پیچیدہ بہ کھر بیان پیشنہاد پر داختہ آید
اں اسلام گزیں مکان خود را کہ تا حال خصبہ حضرت مومراں آباد و بہ مزار فیض آناہ
حضرت سلطان التارکین مخدوم شیخ حاکم حمید الدین ابوالغیث افتخار و اشتہار دار
نذر حضرت موصوفت کردہ از جناب حضرت ممدوح بخطاب غلام رکن آیدین معزز گشتہ
یکے از واداران حق گشتہ۔ (اس کی اولاد سلطان حاکم کے مزار کی مجاور علی آتی ہے (نامی)

لے قلم موصوفت کرنے والے راجہ نے اسے ان کے لئے بنا کیا۔ لہذا اس نام سے موسوم ہوا۔ (نامی)

زیارت حضرت امیر المومنین علیؑ کے مبارک مقام کی طرف سے

جنوب مغربی کونہ سے ۲۹



واقعہ مو مبارک ریاست بہاولپور

فصل پنجم در احوال بدر رفتن سلطنت خطہ کچھکران از قبضہ سلطان

ابوالبغہ عم زادہ حضرت سلطان التارکین

بعد مرور چند سال او سجانہ تعالیٰ خواست کہ ہرہ شطرنج سلطنت بلدہ کچھکران در دست دیگرے دید۔ اکثر تقدیر پہلو سے دیگر زد کہ اولاد سلطان سابق دست قوت یافته سلطان ابوالبغہ جنگ برپا ساخت۔ بعد بعد جدا جدا سلطان موعودت راتاب جنگ نامندہ آخر کار مع سلطان سرور برادر خورد و موالی قرار بردار اختیار کردہ رو بجانب لاہور نہاد و سلطان شمس الدین والی دہلی ملانی شد۔ اس سلطان والا شان تو اٹھت و تکریم تمام در طلب حمایت خویش جا داد۔ چونکہ تلمظ سلطان شمس الدین از حد زیاد یافت ایاست دارالسلطنت لاہور اختیار فرمودہ مکاناتے برائے بود و باقی خویش بنا کرد کہ تا عمل باسم تبلیغہ اشہار دارد و شہرے در بار سناڈ رکھو کھر مسمی برسوں پور سناگلکہ آباد کردہ ملک سرور کہ برادر حقیقی سلطان ابوالبتہ است۔ چنانچہ مزار ملک سرور مشہور بسوک سرور نیز در ان جا است و سلطان ابوالبغہ در جنگ ویرجودہ جھٹیاں کہ سلطان شمس الدین برپا ساختہ ہونہ شہرت شہادت پیشید۔ ہر گاہ سلطنت کچھکران ازین نماذان بدر رفت برادر حقیقی و سلطان التارکین مسمی بہ شیخ عالم مومہ والدہ شہزادیہ خویش بنت رفیع الدین عباسی مومہ حقیقی اس ذات شیخ تاج الدین احمد مومہ اہل و عیال وارد قبضہ مومہ این گشتہ بملاقات سلطان التارکین مشرف شدہ رخت اقامت انداختند۔ چون خبر ورود اس سوختہ آتش عشق یعنی زردم شہزادہ والدہ اس بقاضی رفیع الدین عباسی رسید۔ پانزدہ دہیہ از سرکار بطریق آہستہ آہستہ در خدمت حضرت موصوفت باین مضمون نوشت کہ اس سلطان التارکین نسبت من الویوہ تعلقات دنیا کارے نیست۔ اما این ایتمہ قلیل کہ لائق خادمان شہرت نیست۔ برائے خرچ ملک والدہ شیخ عالم عوض داشتہ آید کہ لفظ ابارا در میان بناورد قبول فرمائند۔ چونکہ ادب فاضل موصوفت نیز نقش خاطر خاطر بود دست رو نزد مومہ انداخت مذکور بہ یکے

از خادمان حوالہ فرمودند قضا را در دیہ ازاں دیہات قدرے ایئمہ فقیر جناب سالک مسالک
 شریعت و طریقت و ناسک مناسک حقیقت و معرفت رنگ زدائے مرات دل مشکل کشا
 ہر مشکل سراج العارفین شیخ الاسلام و المسلمین حضرت مخدوم بہاؤ الدین نوکر یا اسدی الملتانی
 بود فقیر مذکور از عاملان دیہات بنا بر شش بعضی وجوہات رنجیدہ شدہ در خدمت حضرت
 شیخ الاسلام قدس سرہ موجب رنجش خود در معرض بیان آوردند کہ صاحب زادہ حضرت محبوب
 باری شیخ ابوالحسن علی الہنکاری کہ از عرصہ چند مدت کہ بر بلندی تھو کہ قبل از تصرف جوگی بود
 و ز دست اں بزرگوار توبہ کردہ دین اسلام اختیار نمودہ اں مکان را نذر ایشان کردہ قرار داشت
 دریں سال قاضی رفیع الدین عباسی پانزدہ دیہہ بطریق ایئمہ از سر کار بھجر برائے خرچ خادمان
 اں چراغ و ودیان عظمیٰ مذکورہ حوالہ دار اں متعرض بعضی وجوہات یائمہ این خاندان میشود۔
 در رقمہ سفارش اں صاحب زادہ میخواستیم۔ جناب مخدومی عرض درویش را بسمع رضا جا دادہ
 رقمہ بہ این مضمون مرقوم فرمودند۔ بعد حمد قادر بیچوں کہ نشانتین در قبضہ قدرت اوست تعالیٰ
 شانہ و درود بر رسول اکرم و پیغمبر محترم کہ موجب وجود کائنات ذات والا درجت اوست۔ واضح
 ضمیر حضرت شیخ ہنکاری رحمت اللہ علیہ آنکہ ہر چند نام شما حاکم است۔ اما در طریق سلوک بجز
 محکوم شدن مردے بچو گزارا دریاے بے سفینہ صورت نے بندو و بر امر ترو کہ ارتکاب
 ورزیدن مناسب اریاب حال نیست برائے وجہ اندک یک قطعہ زمین رنجائیدن درویش
 مسکین چہ حاصل۔ مشرعہ

دل بدست آورکہ حج اکبر است

در عنیکہ مکتوب ہدایت اسلوب جناب فیض اکتساب حضرت مخدومی شرف اصدار یافت۔
 بر سر و چشم نہاد۔ بمطالعہ آوردہ۔ بتحریر جواب اں پرداختہ۔ بعد کھید قادر ذوالجلال و
 درود رسول ایزد متعال مبرین ضمیر و نظیر آنکہ این خاکپائے درویشان را حاکمے نامشد اما
 فی الحقیقت محکوم حکم الہی است و سفینہ دریاے وعدت محض اسم نامتناہی است۔ نظم
 منم بچکم خداوند شانہ اکبر
 جزاں سفینہ نباشد مرا سفینہ دگر
 ز رنجش دل درویش آنچه بد اظہار
 خدا علیم۔ نگشتہ لعلم این حقیر

حکم ایزدادار بعد ازین زہار شود کسے نہ مزاجم بحال او دیگر
 این گم گشته وادی فراق بدعائے وصل محبوب یاد فرمائند۔ ہر گاہ قاصد نیز گام بجواب باصواب
 باز پس رسیدہ مکتوب گذرانید از بند لغافہ کشتادہ بمطالعہ در آوردہ آن قدر احتیاطاً فرمودند
 کہ در احاطہ تحریر گنجائش ندارد۔

در باب طلب فرمودن جناب مخدومی حضرت سلطان التارکین

را و نسبت عصمت پناہی مخدوم زادی بحضرت سلطان التارکین

چونکہ جناب شیخ الاسلام مخدوم بہاؤ الدین زکریا ملتانی از خواندن عریضہ جواب بہر قو
 خوش کہ المکتوب نصف الملاقات گفتہ اند در خاطر شریف گزشت کہ اینکہ سر مست
 بادہ محبت الہی را کہ ترک بادشاہی دادہ قدم در راہ طلب خدا نہادہ باید دید۔ بیکے
 خادم ارشاد رفت کہ پیش حمید الدین حاکم رفتہ از طرف این فقیر بگو کہ خاطر این درویش را
 بملاقات خویش ضرور مسرور سازد۔ بجز وہیل پیام شفقت التیام احرام زیارت بستہ
 توجہ بلدہ فاخرہ ملتان شریف شدہ بعد انقطاع راہ رسیدہ بطریق آداب دانان روشن
 ضمیر طواف جناب مخدومی نمودہ پا بوسی حاصل کردند۔ حضرت مدوح از ادائے آداب
 ملاقات بسا محظوظ گشتہ انواع انواع تلمط و مہربانی در بارہ آن عاشق رحمانی
 بندول داشتہ۔ مکان آرام متصل حجرہ خاص عنایت ساختند۔ روزے ۱۰
 خاص بحضرت شیخ حاکم مخاطب شدہ فرمودند اے جام بیائے ۱۰ بر دست
 آنکس کہ دل شائستگی گیرد۔ ادائے طریق بیعت باید کرد۔ حضرت سلطان التارکین
 جبین نیاز بر زمین سودہ عرض کردند یا شیخ الاولیا پیر ما کہ در خدمت او ارادہ بیعت
 دارم ہنوز از عرصہ عدم در ساحت وجود ورود نفرمودہ امید دارم کہ در حق داعی این مبتلا
 فراق واسیر و ام اشتیاق دعائے فرمائند کہ زودتر واردے وصال آن صاحب کمال
 حاصل شود۔ حضرت شیخ الاسلام از استماع این کلام آب در چشم بگردانید و پرسید کہ

اسے سر حلقہ زمرہ مشتاقین و سردنتر فرقة اہل یقین کہے آں پیر کہ ہمچو تو مرید او خواهد بود۔ نشان بدہ کہ عنیائے آں شیخ از فانوس گدوم دو دمان سر خواهد زد و آں ستارہ طالع افروز بر کدام زمین طلوع خواهد کرد۔ عرض کردند کہ فرزند فخر زماں و زمین مراد بخش مجبان یا ایقین یعنی شیخ صدر الدین کہ اسم بسیار گشت رکن الدین خواهد بود۔ چونکہ براج نام نامی آں ذات گرامی دایم سامعان را عطر آگین ساخت۔ آنچناناں حالت روداد کہ تمام روز از عوش بے عوش و چون آبتار در خروش گذشتت و بر جناب شیخ الاسلام نیز حالت و حیدر داد۔ بلکہ اندران مجلس از دل ہر فرد سوز و درد نمایاں گشت

حالت خوش رفت اندر کوچہ بیت الصائم ساقی و مطرب خراب یادہ و بانیز ہم غرض آنکہ ہر دم و ہر آن مورد الطافت آنجناب بود نذر روزے از سر لطفت و مہربانی نسبت محذوم زادی اسم شریف آں پاکدامن فاطمہ است منقحہ ساختہ حکم تزویج آں عارفہ زماں داد۔ ہر گاہ ازین امر فراغت دست داد۔ تشریف فرمایں بختیدہ بطرف مسکن مالوف مرخص فرمودند۔ چنانچہ تفصیل این اجمال در ملفوظ سابقہ مندرج است آں تارک الدنیا یعنی محذوم شیخ حاکم مد آں رابع عصر از بلدہ ملتان شریف لبقبہ مورسیدہ ہمچو گوش روزہ دار بر آند اکبر منتظر آوازہ ظہور پیر روشن ہمیراوقات شب و روز باشتغال یادرب العبادے گذرانید۔ ایات

برده بود از خاطر او سرسیر آرام و خواب بود اندر عشق پیر خویش دائم مضطرب در تفکر بود دائم مبتلا سرد علن کہ دست یاس گشتہ غرق ریائے ملال کے رسید در گوش من آوازہ مولود پیر

شورش عشقہ کہ در دل داشت آں عالی جناب چون کباب شیخ از پہلو بہ پہلو روز و شب ہمچوں مجنوں ہر زماں تیران کار خویشتن بود نگاہ مسرور در دل بستہ امید و عمال منتظرے بود ہر دم آں شدہ دشمن ہمیر

ہر گاہ ہنگام شگفتگی و غیچہ دل رسید از دامن صبح زیم امید روز بید یعنی از عالم عدم بود آمدن ذات ذہبی صفات حضرت شاہ رکن عالم شیخ ابوالفتح فیض اللہ قریشی الاسدی ملتان سابع افروز حضرت شیخ حاکم گشت۔ ہماں وقت مثل اہل حجاز احرام ارادت بہمت

قبلہ مراد یعنی ملتان شریف بستہ روئے نہاد۔ نظم
 رنج خود چنانچہ جانانہ کرد
 خواہیدے جو مستان اندواں لہ
 روانہ گشت آن مشتاق جانان
 جو حتم کے بدلے اندہ جوش مستی
 چہ مستان اندواں وہ میخراہید
 جو بجنوں در ہوائے عشق ریلی

شکر اسیر شوق در میسما کرد
 ز حال غیر نے اندہ خوشی آگاہ
 چو تپیل سے پردہ سوسے گنگناں
 نہ ہوستہ بلو در غیر اندہ ہوش مستی
 سراپا جو شوق آن نصیب دید
 بکلتاں در سسید آن جو مولی

چوں آن مسیت بادۂ است زیارت حضرت رکن الدین ابوالفتح فیض اللہ کہ شیرازستان
 نادر شیراز سے یکید مشرف شد ازین افرونی جوش شوق تاب تال نیاوردہ کہ شایا
 تا حد بلوغ آن شیر بیشہ ولایت عمر فرصت دید یا ندید مقرران در دست مبارک آن در
 ظاہر صغیر در معنی کبیر دادہ حکایت دست دیگر شرط حلق ادا فرمودہ شکرانہ الہی بجا آوردہ اکثر
 در ملتان دیدہ یقین بریدار فیض آثار پیر خود نور و روشن سے ساخت و گاہ سے در قہقہہ و زہرین
 رفتہ فیض رماں طالبان حق سے بود اکثر اوقات عادت حضرت سلطان الساری قوس سر
 چنین بود کہ در اشتیاق تجلی و صفائی او سبحانہ تعالیٰ در سیر دست کو ہمار و کوچہ و بازار سے بگذر
 روز کے اتفاق نزول فیض شمول آن حضرت در شہر راجہ جام عورت دہراہین راستے دیوں
 کہ خواہر زادہ رائے پھوڑا بود در ریاست تمام ملک سندھ در قبضہ اختیار خود راست افتاد
 قصار اجام مسطور را دختر سے بود پیرایہ حسن صورت آراستہ از انجالی و بیدگاری و
 قدر آئینہ اسلام بر ناصیہ آن نیک فرجام در روز ازل ارقام ساخته بود و
 ممکن نیست دختر سوہدہ بر خلافت عادت کرے از عرفی و غیر ظاہری و اولیٰ و ثانیہ
 نیز بہ مشیت ایزدی از ان راہ سے گذشت۔ ناگاہ چشم و نظرم و پیار شد یعنی در ساجیں
 ہوائے عشق متصرف گشت۔ در نظر اول اہد جان فریدار متاع زماں اہل ان دید چونکہ
 قتل حیا بر دمن عالم نساہ از روز ازل نہاد۔ اندہ دزدن۔ انشا کے وہ جاپنا سشتہ
 خاموش بود منتظر لطیفہ غیبی ماند و با خود گفت۔ این برق سوزاں کہ بر فرسین میں سجارہ اندہ

باید دید کہ کدام وقت نائرہ آں اشتعال ورزد و بلندی گیرد۔ ازاں طرح نیز پنجمہ عشق دامن گیرد دل آنحضرت چنان گردید کہ طاقت صبر و قوت انتظار نماند۔ ہویدا است اہل اللہ را بجز خوف خداوند حقیقی تقدس تعالیٰ ترس احدی از اہل دنیا نیست بے محابا بجام مذکور گفتہ فرستادند کہ فقیر را یاد خستہ تو طرح عشق در میان آمدہ بہتر آنست کہ سوال فقیر یاد خستہ بعزاجابت جاوہی در صورت دیگر روئے بہبود نحو اسی دید۔ بجز رسیدن این پیغام حیرت التیام مرغ ہوش از آشیانہ جام پرید و در جواب آں سوال زبان قیل و قال لال گردید۔ ہریت

چنان اندر جوابش ماند حیراں چو باشد مردہ افتادہ بیجاں

چونکہ جواب باصواب ازو نیامد ناچار بگوئندہ گفت رفتہ بگو کہ ہنوز جام بخواب است آں شیر بیشہ کشف و کرامت از راہ باطن در یافتہ در غضب آمدہ این کلمات ہندی بر زبان قصدا تو امان در آوردند۔

سنا جام نہ اٹھو اپنا بھندا پلے اللہ کنوں منگ کے پیٹ پیڑت آسے چونکہ تندر و بیتان خدا پرست تو امان قرآن قہار مطلق است جام مذکور را آنچنان در شکم پیدا شد کہ بے تاب و توان ساخت و امید زسیت از دلش برخاست و اظہار از دولے او در ماندند و افسوں خواناں از چارہ آں عاجز آمدند۔ غرض آنکہ خدنگ مدعا سے بچکد ام زینہار بر ہدف شفا نرسید۔ دانست کہ بجز انقیاد فرمان درویش و اقبال سوال آں ازیں درد جان بارہائی نیست علقہ بندگی در گوش جاں انداختہ و ناصیہ نیاز بر زمین سودہ با صد عجز و انکسار عفو جرمیہ نامسرمانی گذشتہ خواست و دختر را در محاذ نشانندہ، بطریق نذر حاضر ساخت۔ حضرت بوضوح از رجوع آوردن جام خشنود شدہ دست تلطف بر شکم مالیدند و بعضی الہی فی الفور درد بشفایا بدل گشت۔ جام مسطورہ عقیدت و جہہ نیاز بر پائے آں سرد فر اہل راز نہادہ علقہ بگویش آنجناب اشرف گردید۔ اللہ تعالیٰ جل جلالہ حضرت سلطان التارکین ازاں تاج المستور یعنی دختر جام را بہ سند فرزندے عطا فرمود۔ مسمی بحضرت شیخ تاج الدین کہ انوار سعادت از ناصیہ او نمایان دستارہ ہدایت و اقبال از چہرہ مراد او تاباں و درختاں آنچنان صاحب کمال

بوجود آمد کہ از تقویٰ و طہارت و ورع و عبادت منزل سلوک را حاصل نموده در زبان خویش کسے عدیل نداشت چرا کہ در ہر احوال قال با حال برابر است۔ چنانچہ از اولاد حضرت شیخ تاج الدین حضرت شیخ حماد و حضرت شیخ موسیٰ مردے بوجہ آمد کہ از مجاہدہ و ریاضت کمال فقر حاصل کردہ بخواست خداوند حقیقی در ملک پنجاب فیض رساں مردمان آں وقت گردیدہ مکلفے بر لب دریائے شصت کردہ از لاور مسمی بہ پنڈی شیخ موسیٰ بنا کردہ حالا اولادیشاں سکونت میدارند۔ از کثرت اولاد شیخ موسیٰ بسید آباد است۔

فصل ہفتم۔ منجر اخبار گشتہ عقدہ این بیان را بناخن امتیاز چینی و امیفر مایہ۔ کہ حضرت سلطان التارکین را از صرف بحر عنایت و عصمت بنت شیخ الاسلام و المسلمین حضرت مخدوم بہاؤ الدین زکریا لولے شہوانگوش ہوش معرفت رالائق و سزاوار در ساعت سعید بوجہ آمد کہ انوار فیض یزدانی از جنین نور آگیاں آں کوکب طالع افروز مرعی مے شد و صبح امید از چہرہ آں نیز برج سعادت بچو ہر درختاں پر تو از دیدہ نظار گیاں بود حضرت سلطان التارکین بجز مشاہدہ بشرہ مبارکش محفوظ و مسرور نہہ باسم شیخ نور الدین موسوم نموده فرمودند کہ انشا اللہ این طفلک آچنان مردے خواهد بود کہ از پشت این اکثر مردان خدا پیدا خواہند شد۔ مرید و سجادہ نشین پدر خود حضرت سلطان التارکین مخدوم شہاب حاکم است در عین عفتوان حدیث کہ توسن شباب جلو ریزہ غبار انگیز عرصہ کہ درت نفسانی میرسد و قات خود را در ذکر و ذکر ذوق و شوق محبت الہی مے گذرانید و در میدان مجاہدات و ریاضات اشہب بہت را چنداں تیز تر راند کہ از یکہ زبان عرصہ جہاں گوئے سبقت ربودہ بود۔ و در کشف کلمات باہرہ و حید العصر و فرید الدہ گشت اگر گلگون این اجمال را در چار سوئے تفصیل جلوہ گرہ دادہ آید۔ البتہ وقت از سبب ہر سال درین مقام کوتاہی بہتر حضرت شیخ شہاب الدین مرید و سجادہ نشین پدر خود حضرت شیخ نور الدین است۔ آں شہاب ثاقب البیس نفس و تلبیس شیطان نفس کاہی و یاد الہی صاحب بہت از عالم عدم بوجہ آمد در جہگ اکبر کہ بشر ب و مذہب اہل صفا کثایت با نفس خود بر آمدن است۔ رستم دستمان مانند زال پیش آوردہ در نقاب یکشنید و شیر زیاں بچو موش در سوراخ مے خرید۔ نظم

۱۳ شیخ موسیٰ، شیخ عماد کے بھائی کے پوتے تھے۔ (نامی)

مظهر صلوٰۃ الہی بود مرد میدانِ نفس کا ہی بود

ہمہ شب سرفروز و نودہ بحسب بستہ پدِ دل بشارتِ لاریب

حضرت شیخ عبدالعزیز سجادہ نشین پھیردین شہاب الدین است در این فقرہ اسخ دم ثابت قدم و شریعت و طریقت قائم
مستحکم و از تکتہ سجان رموزِ معانی و بہرہ اندوزانِ آدابِ دانی در عہدِ خویش بہرہ دانی داشت۔

در رموزِ عشق بازی شمرہٴ آفتاق بود شاید فقو غنارہ زمانِ مشتاق بود

حضرت شیخ ابوالفتح مرید و سجادہ نشین پدیر خود حضرت شیخ عبدالعزیز است۔ آن عزیز الوجود
بیل و نثار نام اختیارِ دل در دست یاد الہی دادہ مشب در قیام و روز در روزہ سے گزرا نید

و در حقیقت جہت بہا شریعت قدمے پیروں زدہ و در معرفت و طریقت فرید العصر بود۔ نظم

مفتاح تزیینہ خدا بود روشندل و صاحبِ صفا بود

در عشق خدا بیکہ تازی در بردن گو رہودہ بازی

مہمور دیش بنورِ یقیان مشغول حق انداز دل و جان

جز یاد خدا نبود کارش ای یاد ہمیشہ کار و بارش

باب ہمام

در احوال طیفقہ ثلاثہ از اولاد ابوالحسن علی ہنگاری تا این زمان

راوی مصداق این احوال و حاکی این حکایت شیریں مقال طوطی مثال شکر ریز بیان حقیقت

نشان چین بے گرد و گل گلزار ولایت چین بوستان ہدایت مرحلقہ اولیائے کرام سر دفتر

مشائخان عظام ہدایت سلوک را کفیل شیخ الشیوخ عبدالجلیل المشہور بندگی شیخ چوہر قطب عالم

ہاشمی الحارثی قدس اللہ سرہ العزیز مرید و سجادہ نشین پدیر خود حضرت شیخ المشائخ ابوالفتح است

تعلیم طریق طریقت از خدمت والد شریعت حاصل نمودہ عبادات لائقہ و مجاہدات شاقہ کہ لازم

احوال اہل فقر است خیلے بجا آورده کمال سلوک پیدا کرد کہ اجیاناً اشتیاق سے بلاد در خاطر شریف جا گرفت۔ روزے بادب تمام در خدمت پدر شریف عرض کردند کہ یا خلاصہ اولیا دل این کمترین چنان میخوابد کہ سفر بر حضر اختیار کرده مشائخ خان روزگار زیارت کنم۔ فرمودند۔ مہر عمہ در کار خیر حاجت بیخ استخارہ نیست

چونکہ پرکار خیال بر مرکز مدعا جا گرفت بر سنت اولیا کمر سپرد سفر بستہ مجردانہ متوجہ بلاد خراسان و عراقین و غیرہ گشتہ بزیاارت مزارات اولیاء سلطنت و مشائخ خان روزگار مشرف شدند۔ فرد گلستان زار گیتی را دیدند زہر بستان گل امید چیدند

بعد انقضائے مدت چند سال محبت پر روشن ضمیر دامن دانش گرفتہ بجانب وطن الوقت باز آورد بشرکت پاپوس مشرف ساخت بہ بیت مے داشت سے حقوق چوآن صاحب تہنیر پیرو پدرش بود و عم او ستاد نیز

چونکہ بحضرت ابوالفتح ہنگام سفر اخروی نزدیک رسید حضرت بزرگی قطب العالم را طلب فرمودہ بحر فہم خلافت ابائی ممتاز ساخت۔ بعد پدر بجا۔ مے پدر در قصبہ موثر شریف کہ در ملک ہند ارادت گاہ خاص و عام است بر سجادہ ارشاد نشستہ ہدایت در مہمانی طالبان حق مشغول گشت۔ چونکہ در مشیت ازلی و خواہش لم یزلی نشو و نما کے بندگی حضرت قطب العالم در ملک پنجاب مسلم و مقرر بود۔ شیخ حضرت بندگی را در حالت مراقبہ ارشاد فیض ارشاد محبہ سادات چینیں صدور یافت کہ اے عبد الجلیل اندرین زمان آب و دار کہ قسمت شدہ است حق میں دہلیا در ملک پنجاب نہادہ چونکہ باں اشارت خوش بہارت ہمیشہ گشتہ اند۔ روز دوم ہر دو روز حضرت سلطان التارکین مخدوم سقین حاکم ابوالغیرت شائیز سر مراقبہ فرود بردہ طلب رخصت فرمودہ ازاں جانب ہم حکم شد کہ اے فرزند امشب از جناب سرور سے یا بی تہیہ چہاں ارشاد رفتہ کہ اے حاکم عبد الجلیل را بگو و رخصت دہ کہ در ملک پنجاب شہریت لاہور و سسلی آن مقامے است بکوٹ کر وڑ رفتہ در آنجا ساکن شود کہ محل و نقد سر رشتہ سلوک اکتا مردمان آن دیار دوست او داشتہ دو گانہ شکر این نعمت تیرے ادا کردہ بہ تہیہ اسباب فرود یہ گشتہ ہویدا است ہر امر سے کہ در تقدیر قادر تقدیر جا گرفتہ باشند۔ البتہ سبب آن را بہ رنگے کہ ذوالہد

بمنصہ ظہور جلوہ گرے سازد۔ درہاں روز با بعضے از اولادِ شیخ تاج الدین علیہ الرحمۃ از
 دہے حسد و عنادِ عبا بعض و فساد برانکلیختہ خواستند کہ بندگیِ شیخ چوہڑ را بقتل رسانند۔ ہر چند
 سعی کردند کہ آن ذاتِ شریف را گاہے غافل دریا بند دست ندادہ۔ روزے از قوالے کہ
 اکثر در پیش آنجناب سماع مے کرد پرسیدند ہر گاہ سرودے کنی احوالِ شیخ چگونہ مے باشد۔
 قوال مذکور گفت کہ در عالم استغراق از خودی خود بدو بر حسبہ محو بذات حق میشود۔ بطبع چند درسم و
 دیار آن قوال بد حال را فریفتہ کردہ گفتند کہ آن وقت را بما نشان دہ کہ کارش با تمام رسالتم۔
 آن بے نصیب بہ ذریقلیل را فنی شدہ گفت کہ فلاں خیال آغازم۔ خواہید دانست کہ شیخ
 از خود رفتہ۔ چونکہ آن قوال بدخصال بر رسم قدیم در خدمت بندگی حاضر شد از قوتِ باطنی مافی الضمیر
 اوراد یافتہ فرمودند کہ قلابی ترا سرا گرفتہ باشد۔ فرغی خوش بردوشش انداختند۔ ہر گاہ
 آن کورنگ بر قرار خود آن خیال را سرا بید۔ مدعیان خود ہارا با شمشیر و سناں بر آنجناب ریختند
 از قدرتِ الہی قوال را بنظر خود شیخ پیدا شدہ بقتل رسانیدند۔ سبحان اللہ دریں دیر مکافات
 کہ کرد کہ نیافت۔ حضرت بندگی بر تماشائے چنین احوال تبسم نمودہ این کلمات ہندی بر زبان
 سہمی ادا فرمودند

لگی لچ قریشیاں مالے دوم فقیر

حضرت بندگی قطبِ العالم تجالفت اولادِ حضرت تاج الدین را ظاہر احوال و سید ہجرت خود
 مقرر کردہ از قبضہ موثر شریف سفر پنجاب اختیار فرمودہ عازم ازین صوب با صواب گردیدند۔
 فصل دوم۔ چونکہ حضرت بندگی قطبِ العالم صاحب تجرید و تفرید بودند و از
 تعلقاتِ ماسوا اللہ دامن دل کشیدہ مے داشتند ہجو مردانِ آزاد منش جریدہ طور برائے
 طوافِ مرقدین مبارکین حضرت شیخ رکن الدینا والدین قطب الاقطاب شیخ ابوالفتح فیض اللہ
 و شیخ الاسلام و المسلمین عوث بہاؤ الدین زکریا اسدی الملتانی رحمت اللہ علیہما احرام آداب
 بیتہ روانہ گشتند۔ نظم

بلتاناں رسیدند با صد نیاز
 طواف دو مرقد نمودہ ادا
 چو در کعبہ آئیند اہل حجاز
 بہر یک بر آورد دست دعا

چو آدابِ دانان بلبِ بوسه داد یک گوشه رختِ اقامت نهاد
 وقت شب بر مرقدِ قطبِ الدہر حضرت شاہ رکن عالم شیخ ابوالفتح فیض اللہ قدس سرہ حضرت
 بندگی سر بر آفتاب بردہ اجازتِ رخصتِ بطرفِ لاہور خواستند۔ از روح پر فتوح آبخواب جنس
 حکم صدر و ریافت کہ اے فرزندِ حاکم منتظر تو بودم۔ یک دو اربعین قیام و زبیدہ نصیبہ خویش
 بگیر باز اختیار است۔ اے صاحبِ ہمت بلند بجز دو ہول این بشارتِ فرحت افزاے
 بصدقِ تمام و یقین بالاکلام حسب الارشاد دو اربعین بر مزار شریف حضرت شاہ رکن عالم
 بشرائطِ تمام ادا نموده بہرہ اندوز نعمتِ دارین گشتہ باجازتِ آبخواب روانہ لاہور گردید۔
 چونکہ جامِ خاطر خاطر حضرت بندگی مملو بادہ شوقِ این صوبِ باصواب بود منزل بمنزل قطع
 راہ نمودہ مے آمدند کہ از جانبِ دستِ راست آواز لطیف ترانہ آواز مردی در گوش
 حضرت بندگی رسید کہ اے فرزندِ عبد الجلیل بطرفِ من بیا۔ بلکہ چندے دریں مقام
 بیاسا۔ از آنجا کہ صدائے دوستِ دوست را بجانبِ خود تمسجوا گاہ گاہ ربابے کشدے کشد
 بلاتامل و تساہل باجنابِ روانہ شدہ۔ ہر چند نفیخص کردند قائل را بپاقتند۔ بجزرت آمدہ با خود
 گفتند کہ بے دلیل در گدام سو و گدام جا باید رفت اندرین تشویشِ چوں نقطہ پر کار در دائرہ خیال قرار
 گرفتہ منتظر لطیفہ غیبی ایستادہ ماندند۔ ساعتی نگذشتہ بود کہ شخصی پاکیزہ منظر نورانی صورت
 فرشتہ سیرت خورشید لقا باہمیت شاہانہ در کسوتِ فقیرانہ ظاہر شدہ گفت
 السلام علیکم ورحمت اللہ وبرکاتہ۔ اے چوہرِ خوش آمدی بد نیست کہ امانت ترا نگاہ میداشتم
 و در انتظار تو بودم۔ حضرت بندگی بآدابِ تمام اداے جواب سلام کردہ معرض نمودند۔
 اے منظر نور خدا تو از کدائے عالی ہستی ملک یا کہ ملک اندر لباس آفاق
 نواز جبین تو عیاں خوش جلوہ حق میدید شیریں مقال تو دید دل را بہ اران نمی
 فرمودند فقیر را فرید الدین می نامند۔ در پس من بیا و چندے همان من باش۔ حضرت بندگی را از
 مشاہدہ جمال باکمال زبیدہ الکاملین تاج العارفین و جلال العسر آفتاب آسمان حقیقت رہائتا
 سپہر طریقت بدر الملت والدين حضرت شیخ فرید الدین گنج شکر قدس اللہ سرہ العزیز آبخواب
 استغراق نمود کہ اندر آن وقت پا از سردسراز پانشاختہ در پس آبخواب راہ گرفتہ بلسف

رفتمے باشند کہ بیاطم صحیحاً آمدہ چشم بالا کردہ خواست کہ باز مشرف مشاہدہ این فرد الاحباب شوم۔
 این دولت فیض مویبت دست نداد۔ بیت

دامن دل را گرفتہ شوق آن عالی جناب
 پس کنگارم میبرد چون ذره سوئے آفتاب
 پس از قطع مسافت راه بدار الخلد اجودین مشہور و معروف پاک پٹن رسیدہ بزیاستہ قریہ
 منور حضرت گنج شکر مشرف شدہ و طواف نمودہ از اوانہ بیک گوشہ قرار اختیار کردہ
 حسب الارشاد فیض رشاد روح مبارک آن مرد میدان مجاہدہ دو اربعین در عبادات الہی و
 ریاضات نفس کاہی در آن مکان جنت نشان نعمت ہائے دو جہانی حاصل نمودہ بعد مرور
 ایام مسطور با ہزاران خشوع و خضوع سردرگرمیاں نیاز فرو بردہ بر مرقہ معلیٰ آن مصباح طریقت
 مراقب شدہ عرض رخصت داشتند۔ ہماں عین یا اجازت سلسلہ چشتیہ منجرباختہ فرمودند۔
 اے فرزند عبد الجلیل ترا اجازت دادم کہ ہر طالب و محب این طریق اینیق پیش تو آید داخل
 طریق مے کردہ باشی کہ دست تو دست من است۔ نظم

چونکہ جانش گشت روشن زین چراغ	نور آمد شکر ز تاریکی ذراغ
از مے وحدت چہاں گردیدست	شد خرامش غیر نوئے ہر چہ ہست
حرف باشد حک الفت باقی بماند	آستین بر غیر واحد برفتانند
چوں اقامت یافت آن مست است	رخت رحلت جانب لاہور بست

فصل دوم در بیان منور گشتن لاہور از ورود آن شمع شہستان ہداناور افرا
 اہل صفا و ارادت آوردن سلطان بہلول لودھی والی ہند مد اہالی و
 موالی و سبب نسبت و خسر سلطان با پنجاب

راقم اخبار قدیم در ترجمہ اس بیان چہن تحریری نماید کہ قطب اقطاب بزرگی عبد الجلیل حضرت
 چوہر قریشی الهاشمی الحارثی الشکاری در عہد سلطان بہلول لودھی رونق بخش ملک پنجاب شدہ
 سکونت کوٹ کروڑ کہ شاہ متصل شہر لاہور مکانے رونق پذیر۔ در عہد سلطنت چٹاپیہ

افزونی آبادی لاہور فرادور آں مکان را گرفته بشهر المحی ساخت - چنانچہ حال بجز حاجی سراسے
 اشتہار دارد اختیار کردند - ہویدا است کہ آفتاب زیر سحاب کمتر متواری میماند - ہر چند جریدہ
 طور سے بود مذاہم در اندک فرصت دیدہ کشف و کرامت ایشان مشہور خاہن و عام گردید - ہم
 در اں زماں راجہ سین پال سلمریہ از رویہ ہماںت در ادائے خراج لازم انادا الحرف و رسم تفاوت
 اختیار کرد - چون ایں چنین مقدمات غفل انداز اقبال سلطانی نے باشد - بادشاہ کد امیر
 با فوج کثیر برائے گوشمالی راجہ بے تدبیر معین ساختہ فرمودند - بیست

کہ اورا دہند آنچنان گوشمالی کہ نارد و گہ بار باز ایں خیال

چنان ہم من در دشمن جا دہند کہ من بعد زیں سر نسازد بلند

از آنجا کہ بجز غرور جوانی کار از مودہ جنگ فواج سلطانی بود تاب لشکر سلطانی بناوردہ مع قوم نارد
 فراری شدہ بگوستان متواری گردید - حکم بادشاہ جہاں پناہ چنین صدور یافت کہ سین پال باید
 گفت یا ز راجہ ادا و اعلیٰ فوٹہ سر کبار سازد و اگر نماند از حلتہ نہ مار بدر جستہ در دائرہ اسلام
 در آید فلم عفو بر جریدہ یقائے او کشیدہ خواہد شد و سوائے اں مورد الطاف گوناگون سلطانی
 خواہد گشت در صورت نخلت امرین از تیغ افواج قاہرہ رہانی نخواہد یافت - از صولت دیدہ
 سلطانی مرغ ہوش از دماغ سین پال رو بہ پرواز آورد - نہ زریکہ ادا سازد نہ جائے کہ امان
 یابد - چونکہ مشورت کار در احاطہ تدبیر گنجائش نمانے گیرد - بجز پناہ در پیش درم کیش چارہ
 نمانے باشد - راجہ سین پال نیز از ہر جانب نا امید شدہ در خدمت گروے خویش کہ جوگی بود
 در فن بود کامل مسمی باجے پال رجوع آوردہ سوال سلطان را بر من رسانید - بیست

داد جوگی چنین جواب سوال کہ اگر شاہ حسب صورت حال

سخن من قبول خواہد شد مدعا تہ حصول خواہد شد

در بزد پس لوتے دگر اشتر نبیست فیہ از ندا پناہ دگر

راجہ سین پال از گفتار گروے خویش در مرطہ یاس و امید افتاد - عرض کرد کہ ایں کہ ترین عقیبت
 کیشاں برداشت گرامی یقین کامل دارد کہ از قدم رنجہ فرمودن اں گروہی ہمہ وجوہ مخلصی مایاں خواہد
 شد - جوگی ناگوار از گفتہ راجہ مسطور سر نہ پیچیدہ و مسؤل اورا قبول داشتہ بیست بار گاہ آسمانجاہ

سلطان بسلول روانه گردید۔ چونکہ باریاب شد۔ بادب تمام کہ درخور بزم بادشاہان میباشد
 عرض کرد کہ رب العالمین بندگان خود را محض برائے عدل و انصاف و حق رسی در قبضہ
 بادشاہان دادہ اگر حقوق غریب پروری را امر علی داشتہ عرض این حقیر را بسمع رہنا جا رہند۔
 عرض کنیم کلام جوگی پسند خاطر اشرف سلطانی آمد فرمان شد۔ ہرچہ در دل داری عرض کن۔
 جوگی گفت اگر این قوم را برصائے دل و رغبت خاطر در دائرہ اسلام آوردن است کہ ام
 صاحب حال را طلب فرمائند کہ آمدہ با این مسکین ہم کلام شود و چیزے بند و چیزے بنماید۔ اگر
 آن صاحب کمال در احوال حال بر من غالب آمد دین شمار قبول خواہم کرد۔ این قوم کہ
 مرید و فرمانبردار من اند خود بدین اسلام مشرف خواہند شد و اگر این احقر ازاں مرد مغلوب نگردد
 التماس این است کہ آن کیتی پناہ عہد کند کہ باز مراحم احوال را چہ سین پال نشدہ۔ جرم گذشتہ
 را عفو فرمائند کہ فارغ از بیم زوال آباد شدہ مالگذاری مے کردہ باشد۔ بادشاہ از قبل و قابل جوگی
 ساعتی متامل شدہ فرمودند۔ انشاء اللہ ہمیں طور کردہ خواہد شد۔ چونکہ جوگی از حضور سلطان مرخص
 گردید سوئے وزیر ردئے آوردہ فرمودند۔ اے دولت خاں از سوال جوگی دست کشید در
 آئین تامل فرمائند۔ اگر کہ ام مردے صاحب ہمت کہ زرہ حال در برد ذوالفقار کہ است
 در دست داشتہ باشد پیدا نشود۔ البتہ خلافت سست یقین را رخہ در دین خواہد افتاد۔
 وزیر موصوف ہماں وقت در خدمت حضرت شاہ کا کو علیہ رحمت کہ قطب زمانہ و صاحب
 ولایت عہد خویش بودند حاضر شدہ اجرائے گذشتہ در معرض بیان آوردہ۔ فرمودند انہی
 وقت باعث کبر سنی در قوائے من آن قدر کستی ظاہر است کہ طاقت کلام ندارم۔ ہمہ وقت
 اخیر من نیز نزدیک رسیدہ۔ مگر از عہد چند ماہ بندگی عبد الجلیل شیخ چوہڑ اولاد اسجادہ نشین
 محبوب اللہ الباری شیخ العالم ابراہیم المشہور ابوالحسن علی ہذکاری و سلطان التارکین محمدوم
 شیخ تانک ابوالغنیث ہاشمی الحارثی قدس اللہ سرہما از جناب سرور عالم نامور ولایت
 پنجاب شدہ آمدہ در کوٹ کوٹ سکونت دارد۔ البتہ این ہمہ از دست آن بزرگوار سر انجام
 خواہد پذیرفت۔ وزیر از خدمت حضرت شاہ کا کو علیہ الرحمت رخصت یافتہ در جناب بندگی
 حضرت قطب العالم مشرف شدہ خواست کہ عرض کند فرمودند کہ فردا بوقت عنایت الہی در

مجلس سلطان آں بے دین ملک و ہمہ قوم اور دین اسلام آوردہ خواہد شد۔ سلطان تسلیم دارد کہ جہاں
از مردان خدا خالی نیست۔ بیت

تا کہ دور فلک و مرکز خاک است بجا هست فایم جہاں برکت مردان خدا
وزیر و حضور سلطان سرگزشت کلام حضرت شاہ کا کو علیہ الرحمۃ و ارشاد بندگی حضرت قطب العالم
بعض آورد۔ سلطان کہ تمام شب اندرین فکر ازین پہلو باں پہلو گذارده بود۔ شکرانہ الہی بجا آوردہ
صلواتے بارعام در داد کہ بر کس آمدہ اعجاز دین متین سید المرسلین صلعم را تماشا کند۔ ہر گاہ۔ مجلس بزرگ
سلطانی آراستہ گشت۔ حضرت بندگی قطب العالم نیز بر اقرار خویش چہرہ افروز انتظار اہل محس
گردیدہ فرمودند کہ اے اجی پال در دین ہر آویا ہر چہ داری بنما آں جوگی بقوت استدراج
سیرافض و مایہما گناہیدہ۔ پس حضرت بندگی قطب العالم جوگی را مراقب سادہ عالم حقیقت
از نظرش گذرانیدہ دل اورا جانب دین ہدا کشیدند۔ جوگی مذکور کلمہ شہادت گویاں سر از مراقبہ برداشت
و باواز بلند گشت یاران دین اسلام بر حق و دین ماباطل۔ راجہ سین پال کہ حاضر مجلس بود بہاں
وقت مشرت باسلام گشت۔ سلطان بہلول نیز بشتادہ کرامات ظاہرہ و خرق عبادت باہرہ
کہ وزرا و امراء و اہالی دموالی دست ارادت در دست مبارک حضرت بندگی قطب العالم آوردہ
مرید و منقاد فرمان گشتند۔ و ہم در ان وقت سلطان بصدق تمام دختر خود در محافذ نشاندہ مع
جہاز فراوان کہ در خور حوصلہ سلطانی بود۔ نذر حضرت موسوت کردہ رخصت ساخت۔ انصاف
بلندست آنجہ اسباب جہاز بود ہمہ ایشار راہ خدا کردہ محافذ سلطان زادی را درون حجرہ خود بردہ بیاد
رب العباد مشغول گشتند و قریب سی صد کس کہ رہ سائے آل تاک ہمہ اہ راجہ سین پال عت
سہریہ آمدہ بودند بیک نظر فیض اثر آنجناب بدو دست ہمایوں و نورایتین سبتہ نورایتین
و آں اسلام گزین یعنی اجی پال جوگی را کہ برہان کمال در اسلام آوردہ بود شیخ برہان صاحب فرمودند
آن عقیدت نہاد قریب دوازده سال در خدمت آنجناب حاضر ماندہ منزل سلوک را طے نمودہ
یکے از واسلان حق گشت۔ مرقدش در قصبہ کائنواں مشہور است و مناقب آن عارف کمال ولی
مکمل نہ آں قدر دست دارد کہ قلم مکرمت رقم باوجود این چیتی و چلاکی و اعلاطہ تحریر در آورد۔
اما تفصیل این بیان مجمل در ملاحظہ سابقہ اندراج دارد۔ وفات شریف آں شیخ المشائخ قطب

لہ آہ مزاج شیخ برہان شلیغ گوردانپور عبارت میں تعصب ہونے کے باعث عقیدتمندان سے چھین گیا (نامی)

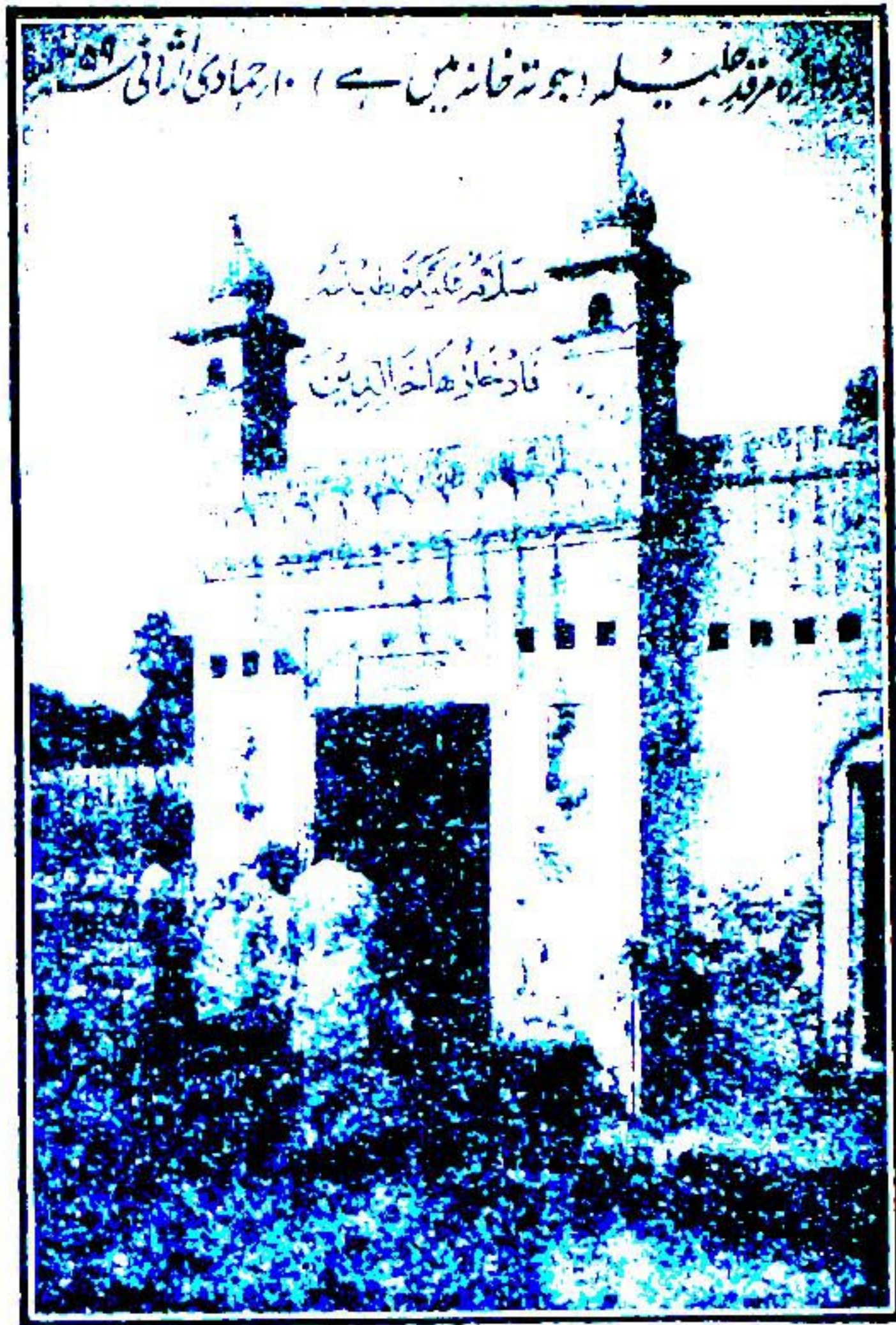
زماں ولی دوران در سنہ ہمد و دہ از ہجری النبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام بطہور پیوست - این چند ابیات
در تاریخ وفات آن مہدِ حسات است - ابیات

الا سے خرد تازہ بند خیال
زوار الفنا کے پدرا بقنا
ولی زماں عارف کما ملے
ہمات اہل طلب را کفیل
دگر داشت آن شاہ عالی مقام
خرد داد در گوشش من این ندا
چوں بدین شیخ وقت آن ولی زماں
بکن فکر تاریخ آن خوش خصال
سفر کرد آن دوستدار خدا
زوصل خدا ہر زماں واسطے
کہ بد اسم آن شیخ عبد الجلیل
لقب شیخ چو ہر پیر خاص و عام
کہ اے فرحت جان این بے نوا
تو از شیخ جو سال تاریخ آن

فہمں سوم در بیان تشریف آوردن ہر چہار برادران حقیقی حضرت بندگی
از قبیلہ موکشرفیت کہ از بلدہ ملتان بفاصلہ شتاد کردہ
در ملک ہند مشہور است و معروف

نجر این احوال خیر مال چہیں خبر می دہد کہ بعد انقضاے مدت چند سال از تشریف فرما شدن
بندگی عبد الجلیل حضرت شیخ چو ہر پدرا دار السلطنت لاہور این ہر چہار گوہر عارف اخوت یعنی شیخ ابابکر
و شیخ عبد الرحیم و شیخ فرید الدین و شیخ فیض اللہ المشہور شیخ ذرا اشتیاق زیارت حضرت بندگی
قطب العالم چنان عالمیہ آید کہ ایشان نیز اقامت آن مکان را گذارشتہ عزیمت ملک پنجاب
اختیار کردہ روانہ شدند - ابیات

این محبت کہ میان دو برادر پیدا است
این محبت بدل و جان برگ و پیرہ باشد
این بود صمیمی و آں عارفی اسے پیار عزیز
حضرت بندگی قطب العالم از درتسے کہ وطن بالوت را گذارشتہ متوجہ سمت پنجاب شدہ بودند



غم و اہم مفارقتِ این چار گوهر کمانِ اخوت اکثر عاید احوال خاطر اشتراک سے بود و گاہ گاہ در یاد
 این دور افتادگان چشم پر آب ساعتہ سے گفتند - یا جامع المتفرقین - ایسات
 مرا کہ تفرقہ با درد سے کند و سازد دلم بہ بوتہ غم سے خورد ہزار گداز
 بغیر و وصل تو کو پہاڑ سازد بجوران کہ آب وصل رساند یکام مجوران
 چونکہ تیر دعائے حضرت بندگی بردہت مراد رسید ان گم گشتگان وادی فراق و تشنگان آب اشتیاق
 پس از انقطاع رنج مراحل و منازل بآب وصال حضرت بندگی برہ یاب گشتہ قدم بوسی حاصل
 کردند - حضرت بندگی نیز از جوش محبت اخوت ہر یک را در نعل گرفتہ دامن در اشک نثار ایشان
 کردہ بر رُو و چشم بوسہ دادہ خورد سندی حاصل کردند - بعد چندے از آسودگی رنج سفر این ہر چہار
 برادر دست ارادت در دست حضرت بندگی دادہ بیعت اختیار کردند - چونکہ مشائخان کمال بخشیم
 باطن دریافتہ در خورد حوسہ طالب تعلیم ریاضت و مشقت سے فرمائند - حضرت بندگی نیز از ایشان
 ہر یک را موافق بہت تعلیم اشتغال و اذکار نمودہ جدا جدا مشغول ساختہ فرمودند کہ اے طالبان حق
 مشائخان کبار و صوفیان روزگار قلت اکل و شرب و کلام و منام را مجاہدہ اولی گفتمہ اند کہ
 موجب برکات و صفائی قلب بجز ارتکاب ان ناممکن است و در کمی و افزونی آن چہ قدر
 تفاوتہا است ہر کہ فہم کند بجائے رسد و ہمت سلوک را طے نماید گفتمہ اند اگر چہ اغذیات در
 قوت و تقویت وجود خاکی تا بتر تمام دارد - اما این امر ما بین انسان و حیوان در فریب و رنگ و قوت
 مباشرت و غیر ہما مساوی است و علاوہ ان عناصر برائے انسان آنت خواب غفلت آورد
 کالی در امر عبادت و مد و حرص و ہوار را بیفزاید در شہوت برو و انہاید - نفس امارہ را قوت بخش
 شکر معانی را کمک کند و کمی ان عناصر برائے انسان یعنی طالب حق را با این صفات
 نور روح را بیفزاید - خانہ دل را نور سازد - غلبات شہوات را فرو نشاند - نفس را
 رام نماید - مرکب حرص و ہوار را پے کند - در عبادت حق لذت بخشد - جوئے ہمیں را بصناعت ملکی
 مبدل سازد - طالب را باید کہ بتدریج بعمل آرد و دوام ان حاصل کند کہ بجز تقبیل ان صفات قلب
 مشکل بلکہ ناممکن - حضرت سعدی سے فرماید - فرد

اندرون از طعام خالی وار تا در نور مدقت بینی

غرض آنکہ حضرت بندگی قطب العالم تعلیم طریق فقر و مجاہدہ ہمت برکدام ازینہا کردہ مشغول
 ساختند۔ آن صاحبان ہمت بلند بامداد آن مرشد کامل عرصہ گماہ سلوک را بقدم تردد پیمودہ سربیک
 کمال فقر حاصل کردہ حضرت شیخ ابابکر کہ کلاں ترازیں ہر سہ بزرگوار و خرد از حضرت بندگی بود
 سالہا سال بندہ وارد خدمت گذاری پس اخوت را گذاشتہ حاضرماندہ فیض دو جہانی ربودہ۔ چونکہ
 رسم شیخان کامل و پیران مکمل ہمیں اسست کہ مرید رشید را برائے ہدایت و رہنمائی طالبان حق و
 اجرائے سلسلہ از خود جدا ساختہ در مکان کہ از خود دور باشد نصب مے فرمایند۔ روزی حضرت
 بندگی قطب العالم را وقت خوش بود۔ حضرت شیخ ابابکر را بخبر و خلافت مشرف و متمنا ساختہ
 فرمودند۔ اے ابابکر خداوند تعالیٰ و تقدس نصیب آب و دانہ شما در ملک ہندوستان فی شہر اگرہ
 داشتہ و کلید کشتود طریقیت اکثری را در دست شما سپردہ بایر کہ فقیر را پیوستہ متوجہ احوال خویش
 دانستہ طریقہ ابائی را مد نظر داری و پائے خود را از جادہ شریعت در طریقیت بیرون نہ نہی و ہم فرمودند
 اے ابابکر درخواست الہی چنین معلوم مے شود کہ من بعد ازین دیدن روئے من در صورت
 نصیب تو نیست۔ چوں سخن بدیں جاد سید آب در چشم مبارک گردانیدہ دست فاتحہ خیر بر آورد
 رخصت فرمودند۔ مزار فیض آثار آن جناب در شہر اگرہ در محلہ جوگی پورہ مشہور است و اولاد
 امجاد آن جناب بسبب کدام ہرج مرج زمانہ اقامت اگرہ گذاشتہ در قصبہ ہانسی حصار سکونت
 ورزیدند۔ سجادہ نشین اولاد آن جناب ہنوز حالی از کشف و کرامات نیست۔ چنانچہ از لیشت
 حضرت شیخ ابابکر علیہ الرحمۃ اکثر مردان صاحب مرتبہ بظہور مے آیند۔ درس فلان از اولاد
 امجاد حضرت شیخ ابابکر قدس سرہ حضرت شیخ عبد الباقی برائے ہدایت و رہنمائی از ہانسی حصار
 در قصبہ گرہمی میاں بھانی جاں بلوچ (گرہمی از وہلی بفاصلہ سی کردہ آرائے آست) سکونت
 ورزیدند۔ آنجناب صاحب کشف ظاہر و کرامات یا ہر بودہ اند۔ کہ رئیسان آن مکان از کہ
 تا حد اعتقاد آورہ مرید گشتند۔ ذوق و شوق الہی بر آن ذات شریعت پیوستہ غالب الاحوال
 لہ گرہمی شیع مظفر نگر تھانہ بھون سے ۵ میل اور سہارن پور سے سیشن مذکور تک ۶ آنے خرچ ہوتے ہیں۔ (نامی)
 میں ۱۹۲۶ء مطابق محرم ۱۳۴۵ھ میں موضع گرہمی متصل ریلوے اسٹیشن ہینڈ گیا مگر افسوس وہاں ایسی برادری
 میں سے کوئی باقی نہ پایا۔ انشاء دانا الیہ راجعون۔ نامی

بود۔ چنانچہ تا حال از مزار فیض آثار حضرت شیخ عبدالغنی گاہ گاہ آواز ذکر ہر نصیف اللیل سامع افروز
 حاضران وقت مے شود۔ از اولاد آن صاحب کمال میاں محبوب شاہ ابن میاں الہی بخش در قصبہ مسطوط
 سکونت دارد۔ حضرت شیخ عبدالرحیم آنچناں احوال عالی داشت کہ با وصف بودن امی محض ہر گاہ در
 عالم مستی مے آمد آن وقت حل عقد ہائے علم ظاہری از خدمت شریف او مے بودند۔ مزار آن بزرگوار
 در حصہ فیروز پور است و حضرت شیخ فرید الدین و حضرت شیخ فیض اللہ را بعد طے نمودن عرصہ سلوک کمال
 فقر خرقہ بخشیدہ بطرف قصبہ چونی کہ وراثت آن مکان از طرف بادشاہ بجناب حضرت بندگی
 قطب العالم مقرر بود رخصت ساعدند۔ در ہرج سنگاں از اولاد حضرت شیخ فرید الدین میاں عبدالکریم
 و برادرانش قصبہ چونی را گذارستہ نیز در گڑھی میاں بھائیچاں بلوچ سکونت دارند از اولاد حضرت مذکور
 میاں حسین بخش ابن میاں نھو شاہ و سلطان بخش و رسول بخش ابنان میاں رحمان بخش مرحوم در قصبہ مسطوط ساکن
 اند و حضرت شیخ فیض اللہ المشہور شیخ فدا از اولاد برہ نداشتند۔

فصل چہارم۔ در احوال فرزند کلاں حضرت بندگی قطب العالم مورخ ابن انبار فیض آثار چین
 خرمے دید کہ مضور صور ارحام و مجرد وجود خاص و نام حضرت بندگی را از نیت سلطان السلاطین
 بہلول افغان اودھی فرزند راحت پیوند بوجود آمد کہ نور پیشانی پیش روشنی بخش دیدہ امید و ہرہ از روز
 کل بود۔ چونکہ مزودہ موجود آن نقادہ بود دمان کرام در گوش بندگی قطب العالم رسید و گانہ شکر الہی
 بجا آوردہ محفوظ و مسرور گشت۔ نظر

بہار تازہ در گلستان ارآمد
 نہال خرمی خوش بار آورد
 زند از دل خوشی نواز ساں خوش
 زہر جانب ہمدائے تمہیت بود
 بگویش ہجان سر دیش غیب میگفت
 بگویش گلہ بے شمار آمد
 پراز شہرت گمالتاں زار آمد
 مبارک گوینو آب شاد آمد
 چہ خوش آن دولت بیدار آمد
 کہ ذہنت را کشود بار آمد

چونکہ پیشانی آن شمع شہستان مراد از کلک تھنار قم پذیر فتح جہاد اکبر بود حضرت قطب العالم نیز بکمال
 سرور آن ہدایت امین را باسم ابوالفتح موسوم فرمودہ گفتند کہ فقیر را از عون عنایت سجائی چنان سلوم
 مے شود کہ این اختر برج ہدایت را کلید افتتاح قفل قلوب طالبان حق و مہبان محبوب مطلق در زمان

خوش بدست خواهد افتاد از آنجا که ارشاد اولیا در حقیقت مطابق حکم خداست باشند - چونکه آن
نوباده نخلستان مراد قدم بر بساط شباب نهاد آنچه کمال سلوک حاصل کرد که از پیران روزگار خوش
گوئی سبقت در بر بوده و در کثرت مجاهده نجی ثابت قدم بود که روزی خادم نخت و پز طعام سهوا
قدری روغن در اکل خوردی شیخ ابوالفتح انداخت - شب چون مشغول ذکر الهی گشتند اندکے قطع
در حضور و صفائی قلب دریافت علی الصبح روغن بر آئینه مالیده بطعام پز فرمودند که اے فلاں
مناهد کن - عرض کرد که در روغن زرد چه توای دید - فرمودند روغنی که شب در اکل فقیر انداخته همچنین
احوال دل من گشته آن بے چاره از همت رنجیدگی آنجا ب عرق عرق انفعال گشته عرض کرد که با دیگر
این نور عمل نخواهم آورد - سبحان الله شخصیک در عهد شباب در عالم عمارت یادگی که نواسه بادشاه
وقت بود این قدر مجاهد باشد علوم مرتبه اش را تا کجا توای نوشت مرید پدر خوش حضرت بندگی
قطب العالم شیخ چوهر قدس مره است - تعلیم طریق طریقت و علم و مدنیّت از آنجا حاصل
نمود و خرقه فقر و خلافت ظاهری و باطنی مشرف گشته بعد اتمقال آن صاحب حال و پسند ارشاد
نشته فیمن رسان زمره طلب گردید - و اکثر بے از مسترشدگان پدر بزرگوارش را که هنوز بعضی عقدهها
سلوک حل نشده بودند از جناب قطب زماں حضرت شیخ ابوالفتح در انکشاف آن برادر خوش فائز گشتند
در طالب راه حق بخلع نیت و عقیدت راسخ و صدق دل بر آستانه فیض آستانه آن سلاله کرام
مرجع انوار و العوام میرسد - البته بسر منزل مقصود فائز می گردود - بتائیدات افغان یزدانی
و توجّهات بزرگان عظامی تا حال سجاوه نشین این جانان والا شان از کثرت و کرامات عالی بدست
و خواهر بود - مزار حضرت شیخ المشایخ حضرت شیخ ابوالفتح علیه الرحمّت در پیوسته راست
حضرت بنبرگی قطب العالم است - شیخ المشایخ حضرت شیخ عبدالجلیل ابن قطب زماں حضرت
شیخ ابوالفتح مرید پدر خود است بر جاده شریعت ثابت قدم نهاده بود و گوئی طریقت را
بچوگان همت یعنی از عبادات و مجاهدات شاقه از همسران وقت خوش بزره بود و چهل سال
مشکلی سجاوه فقر گشته فیض رسال مریدان و طالبان راه خدا می بود - بساها از خدمت شریف
شیخ عبدالجلیل بمنزله نمودر سید سعادت ابدی حاصل کردند حضرت شیخ بر خوردار مرید سجاوه
نشین پدر خود حضرت شیخ عبدالجلیل رحمه الله علیه بود - در مجاهده نفس کاسی و مشقت یاد الهی احدی هر

و فرید العصر گشتہ و بر طریق اینی شریعت و طریقت آنچنان قائم و مستحکم بود کہ در مدت العمر شرطی از شرائط این ہر دو طریق از دست نداد و فراوش نکرده سیر و سفر مریدان خاندان خویش بعد سوم پشت از بندگی قطب عالم شیخ چوہڑا اختیار کرد و دہیہ مسمی بہ شیخ پور کہ حال بکوٹلی پیراں اشتہار دارد بنا کردہ آنجناب است۔ حضرت شیخ ابوالفتح ابن حضرت شیخ بر خوردار مرید پیدر شریعت خود است و خرقة فقیر نیز از آنجناب فیض کتساب یافته بود بعد انتقال آنصاحب حال بر مسند ارشاد تکیہ زدہ کامردائے طالبان حق و مجاہد محبوب مطلق گردید۔ آن ولی زمان مخلق عظیم منتصف بود۔ ہم بطبع سلیم علم با علم داشت لازم حال بود و یک رنگ در ہمہ حال۔ ایامات

صاحب وجد و حال بود آن ذات
بہر طلب حق ز فیض و کشود

پیر کہ انداز گرفت برات
فخر اہل زمان خود مے بود

حضرت شیخ المشائخ شیخ فخر اللہ ابن شیخ ابوالفتح مرید پیر بزرگوار خود است۔ اوصاف و صفات کماش از احاطہ تحریر و میدان تقریر بیرون است۔

آن فخر جہاں جہان احساں
آن رونق بزم عز و تمکین
در بزل و کرم چو کبر عمتاں
واں نور چراغ ملت و دین
ز آن مفرخ خلق انس و جاں بود
سالار جنود عاشقناں بود

فصل بیجم در احوال حضرت شیخ ابوالحسن ثنائی المشہور بہ پیر ابوالحسن

مرید پیر خویش حضرت شیخ فخر اللہ است و خرقة خلافت و کماں سلوک نیز از آن جناب نامہ نمود۔ خرق عادات و قوت کرات کہ از آنجناب بطور یوستہ بجز بزرگان سلف و زمان ہر از دیگرے ہم ز سیدہ۔ احوال آنصاحب حال بدیں سوال بود کہ اکثر اوقات مست بادہ شوق گشتہ در عالم استغراق مے ماند و گاہے قدم در بادۂ صحو نہادہ سفیدینا مورات ظاہری مے راند۔ نظم

گے ہشیار بودے گے ہستی
ہمہ با ذات حق گشتہ ہیا
فرورفتہ ز خود گم گشتہ ہستی
فشانده آستین بر جملہ دنیا
بیک رنگی رخ جازا نہادہ
دورنگی راز دست خویش دادہ

بجز حق از ہمہ سے بود بیزار
کہ در یک جا نگنجد بار و اغیار

چو اندر عالم صحو آمد سے باز
بخلق احمدی کے گشت و مساز

بہر یک داشتے و اباب احساں
بدستور قدیم حق پرستیاں

حضرت شیخ ابوالفتح المشهور و معروف بحضرت شاہ تجبو مرید پدر خویش حضرت شیخ ابوالحسن است
و خرقہ خلافت نیز از دست آنجناب پوشیدہ در مبدائے احوال مزاج شریف رارغب بعیش و

عشرت داشتند۔ در ایام کہولت تائب شدہ طریق طریقت کہ ورثہ آبائی است اختیار ساختند
کمال سلوک از فیضان آن شیخ کامل و پیر کامل وصول آن شیر بوشہ فقر و غنا گشتہ۔ قطعہ

واقف اسرار یزدان صاحب فقر و فنا
چہتمہ علین الیقین و تمنع صدق و صفا

مصدر فیضان ایزد منظر انوار حق
شاہ تجبو پیر ولایت سالک راہ خدا

حضرت شاہ المشهور میثا شاہ ابن حضرت شیخ ابوالفتح الملقب شاہ تجبو صاحب بیعت بہ عم
حقیقی خود سالک راہ طریقت و معرفت حضرت خدا بخش علیہ الرحمۃ داشت و خرقہ خلافت ظاہری

و باطنی از پدر شریف خود یافتہ متکلی سجادہ ارشاد و سلسلہ خویش گشت۔ فیض رسان خاص و عام و مریدان
عقیدت التیام بود۔ ایسات

بخلق احمدی شان معجب داشت
ز کہ تا ہمہ ہمہ مشتاق او بود

بشیخ و شاب یکساں بود آن ذات
یا اہل دین حسیہ با اہل دنیا

بہر کس بود آن فیاض یکساں
کہ این بخش ازاں میداشت آن

از اہل کامل شریعت و طریقت مکمل الحقیقت و المعرفت حضرت غلام رکن الدین المشهور بشاہ مراد بخش
علیہ الرحمۃ دست امانت بیعت خلوت در دست مبارک جدا مجد خویش علاءہ ادلیا حضرت شاہ خدیج بخش

دادہ و تبرک خرقہ آبائی از جناب والد شریف خود شیخ الوقت حضرت کرم شاہ الملقب بمیثا شاہ
پوشیدہ عابد بے ریا و مجاہد بے ہمتا و صاحب تصانیف ماہرہ بود۔ چنانچہ مراد العاشقین

و ترجمہ بند سبھی بما مریدان بردزن نامیقمان در فارسی و دیوان مراد و مراد المحبتیں و بزبان اردو

بہرول تخم ہر خود چنین کاشت
ز صدق دل بیانش دبرہ سے سود

کفیل کار ہر یک در صہات
یا خلاق حمیدہ بدستیا

کہ این بخش ازاں میداشت آن

بہرول تخم ہر خود چنین کاشت
ز صدق دل بیانش دبرہ سے سود

کفیل کار ہر یک در صہات
یا خلاق حمیدہ بدستیا

کہ این بخش ازاں میداشت آن



بیانات از سربراہ شامہ در موضع مریانہ مشرق
کی طرف واقع مکان کی ہیئت ۱۳۳۶
سید

دروازہ نماز

یعنی سندی نظم کردہ آنجناب است۔ استعارات و اشعارات آن صاحب حال سراسر تہنوت
و عین سلوک اند۔ نظم

بیلی بوکستان اہل صفایا	نوکل گلستان فکروفتا
بحر توحید و سبیل ایقانی	یکے عشر در تہجد ادانی
صاحب درع و صاحب پیر	جز خدا از ہمہ نموده گریز
جانب حق گرفتہ بود ہمہ	صرف عمر اندریں نمود ہمہ
در دانش ذکر حق نمود قراد	زال سبب بد نہ غیر او پیرا
در سرائے سہ پنج تاکہ بلاند	اشتبہ فکر سوسہ مولا اند
آخر کار میں بعین نسا	از تنش کرد مرز جلا پرواز

۱۲۱۵ھ

در سن یک ہزار و دو صد و پانزدہ این جہان فانی را پدید آورده رحلت فرمائے سرائے جاودانی
گردید و عدال شاہ لاریب حاصل نمود۔ مرقد مبارکش متصل مسجد اندرون واقع موضع مردانہ کھوکھر
است۔ بحر موج کمال موج عمان حال قطب دہر حضرت شاہ قلندر را برادر بجائے پدر بود و
ہم تبرک زرقہ سلسلہ سہروردیہ ازاں فردالاجاب یعنی غلام رکن الدین شاہ مراد بخش علیہ الرحمہ
پوشیدہ و اجازت سلاسل جنیدیہ و چشتیہ و مداریہ و شتاریہ نیز ازاں جناب یافتہ اند۔
نور عدتہ مراد گل حدیقہ ارشاد شاہ غلام محی الدین زاد اللہ عمر و اقبالہ مرید و سجادہ نشین پدر
خویش شیخ المشائخ قطب زماں ولی دوران و جید العصر فرید الدہر حضرت شاہ قلندر شاہ قدس سرہ
الغزیز است۔ بعد انتقال اں خلافت اولیا از دار فناء بدار بقا بسند ارشاد ششہ بر آریزہ حاجا
و پذیرندہ مناجات اں سلالہ دو دمان کبرئے را بر طریق اہل ابن خاندان ششہ شایع سلا
باکرات دار او۔ بحرست العین و آل الامجاد۔

بیان احوال بعضی از بزرگان این خاندان بجملاً نیز آوڑن ضرور است

شیخ المشائخ حضرت شاہ غلام علی ابن مقبول اللہ حضرت شیخ نور اللہ کہ بعد از وفات پدر
شریف بر سجادہ ارشاد ششہ بعد منقضی شدن یوم چند ازین جہان گذران سفر گزین دار بقا شدہ

وصالِ شاہِ حقیقی حاصل کردند۔ مزارِ اول کہ از مزاراتِ لاہور در موضعِ شیخ پور المشہور کوٹلی شدہ
ہیں مزارِ حضرت شاہِ غلام علی است۔ صاحبِ فرقِ عادتِ ظاہر و کشف و کراماتِ باہرہ بودند
چنانچہ اکثر در ویرانگیئے ملک بموضعِ کوٹلی شیرازِ بیستان کنارہٗ دریائے راوی برائے زیارتِ مرقد
آن جناب مے آید۔ بعد انتقالِ این صاحبِ حال کہ برادرِ کلاں حضرت شیخ الوقت پیر ابو الحسن بودند
حضرت موصوف بر مسند ارشاد یعنی پذیر بدہٗ اولیا حضرت شیخ فخر اللہ شستہ اند۔ حضرت شاہ
خدا بخش اخی ثانی حضرت شاہِ محبوب آید۔ مرقد شریفش در پہلوئے حضرت غلام علی علیہ الرحمۃ و فرزند
داشتند مسمی بمیاں فیض بخش و میاں نیاز بخش علیہ الرحمۃ و الغفران ہر دو در پہلوئے پدیر شریف خوش
در کوٹلی آسودہ اند۔ حضرت شیخ دیدار بخش و کام بخش فرزند دوئی و سوئی حضرت شیخ المشائخ حضرت
شاہِ محبوب و برادران خود شیخ الوقت حضرت کرم شاہ المشہور مسینا شاہ علیہ الرحمۃ حضرت پیر شاہ اخی
ثالث حضرت شیخ ابو الفتح المشہور شاہِ محبوب مرقدش در پہلوئے چار دیوار مزار حضرت شیخ عبد العزیز
علیہ الرحمۃ بہ گڑھی میاں بھائیخان بلوچ کہ از وہلی بنفاصلہ سی کر وہ آن روئے آب جتنا است
واقع است۔ دو فرزند داشت حضرت شیخ احمد بخش و شیخ عظیم شاہ از اولاد بے برہ رفتہ۔
در کوٹلی بجوار مزار شیخ المشائخ حضرت شاہ غلام علی قدس سرہ آسودہ اند۔ حضرت سکندر شاہ ابن
سلانہ کرام حضرت کرم شاہ المشہور مسینا شاہ برادر خود شیخ المشائخ پیر و مرشدیم حضرت قلندر شاہ قدس سرہ
در دروغ و بہر ہیز عدیم المثال و در فقر و فنا صاحبِ حال بودند۔ فرزند

در عمد شباب کار پیراں میکرد ز افراد بود آنم یک فرد

احوال عجیب داشت با قلب رفیق در زمرہٴ اہل درد آن صاحبِ درد و طبع موزون داشت۔ چنانچہ
ابن ہر دو مطلع از اشعار اوست۔ نظم

تیرہ یوئے مڑگان دو ختم این چشم جہراں را
دوازشتہ جاں کردہ ام چاک گریباں را
خیال روئے تو با من چنان ہم آغوش است
کہ کار ہر دو جہاں از دم فراغوش است
در عمر بیست سالگی در سال ۱۲۱۰ھ جناب فانی را پدرو د ساختہ بدار جاودانی شناخت۔ مرقدش پامیں پاک
راست حضرت بنکی قطب العالم شیخ جوہر قدس اسرار ہم واقع است۔

ان شیخ را در حالتِ کمال شہادت دوسری جگہ اس کا ثبوت دیا گیا ہے۔ (تاجی)

در احوالِ خلفِ ثانیِ حضرتِ بندگیِ قطبِ العالم

محرر این بیان جنین سے نو سید کہ ملک بھلی خاں کھوکھر عرف سنکی ساکن تلوارہ کہ از امرایان مقرب بادشاہ سلطان السلاطین سلطان بسلول لودھی والی ہند بود دختر سے داشت کہ بتقدیر الہی بیخ شدہ بود بعد انتقال سلطان زادی کہ در سلک از دواج حضرت بندگی قطب العالم منسلک بود در خاطر ملک بھلی خاں گذشت کہ این عاجزہ خود را در نکاح حضرت بندگی دید۔ امید است کہ بدعائے آنجناب مرہے کہ وارد لیشفا مبدل خواهد شد و ہم رسوخ این کمترین مریدان زیادہ بنظور خواهد پیوست۔ روز سے بنیاز تمام عرش کرد یا خلاصہ اولیائے کرام آرزوئے دارم کہ عاجزہ این کمترین را اگر بجز قبول شرف دہند عین بندہ نواز است۔ از آنجا کہ ہر بانی کمال بر احوال ملک بھلی خاں میداشتہ اغتیار ذمورند۔ ملک موصوفت این امر را فخر و مباہات دارین تصوریدہ احتیاط فراوان نمود۔ حضرت بندگی در ساعت سعید خانہ ملک بھلی خاں را بقدم سیمت لزوم خوش مشرف و معزز فرمودہ بعد فراغ عقد مناکحت دست آن پاکدامن را گرفته فرمودند۔ بر خیز باذن اللہ۔ فی الفور دستی اعضا نصیب آن تاج المستور گشت۔ ملک بھلی خاں موضع تلوارہ کہ حال بگذر تلوارہ در لاہور مشہور است معہ جہاز فراوان نذر کردہ خصت ساخت۔ از آن پاکدامن فرزند بوجود آمد کہ سعادت دارین از ناہیہ آن عزیزہ الوجود جلوہ نازہ سے داد۔ بجز و مشاہدہ بشرہ اش باسم شیخ بہاؤ الدین موسوم فرمودند۔ آنصاحب ہمت بلند طریق طریقت و سلوک را بقدم ہمت آنچنان پیمود کہ اندر آن وقت کے را مجال تمسہی او نبود۔ صاحب خرق ہادات و کشف کرامات بود۔ یکے از خوارق آن زیدہ اولیا نیست کہ حمد نام برہمن عرف دست بر کہ در مطرب غریب الوطن مسافرانہ یک طرفت زیر بندہی حضرت پیر ہاؤن کہ بنام حضرت بندگی قطب العالم مشہور است زیر درختے بجواب رفتند۔ قصار برہمن مذکور را آنچنان مار زہر ناک گزید کہ فرصت دم زدن نہ داشت۔ چونکہ مطرب بیدار گشت چہ بیند کہ برہمن قالب بے جان افتادہ مستطرب الاوال بران بلندی رو نہاد کہ شاید دریں مقام بیخ بندوئے باشد کہ برہمن را موافق مشرب ہند و منزل اصلی رساند۔ چونکہ بالابرا آمد۔ حضرت شیخ بہاؤ الدین را کہ صاحب الارشاد

حضرت بندگی قطب العالم در آنجا متکلم بود بر مصلحت فخر نشسته دید بے چاره دار عرض
احوال خویش کرد۔ گفت اے مرد خدا عند اللہ تا کجا توانی از چاره کار من بے چاره دریغ
مفرمائے کہ دل خستہ و خاطر شکستہ بدروازہ تو آمدہ ام۔ زبده اولیٰ صلین حضرت شیخ
بہاؤ الدین را بر احوال آن مطرب مسافر رحم آمد فی الفور از مکان خود برخاستہ ہمراہ مطرب مذکور
جائیکہ قالب بے جان بر من افتادہ بود رسیدہ دست مبارک خویش بر سینہ اش نہاد۔ سہ بار
اسم ذات تبارک و تعالیٰ بر زبان فیض تر جان آوردند۔ جاں بخش حقیقی از سر نو زندگی آن
برہن مارگزیدہ داد۔ چونکہ چشم واکرد از افسردگی مطرب و دست نہادن آنجناب بر سینہ حیراں
ماندہ پرسید کہ حال چیست۔ چونکہ مطرب از ماجرا بے گزشتہ مطلع ساخت۔ ہمہ مذکور
ہمچو کہ یاد بر خاستہ کرد حضرت شیخ بہاؤ الحق گردیدہ عرض کرد کہ یا خلاصہ اولیا از امروز
غلامی و مریدی ذات با برکات اختیار کردم ہر کہ از اولاد من خواہد بود از اطاعت و مریدی
اولاد آن جناب سر نخواہد پیچید و مطیع و منتقاد فرمایں خواہد ماند۔ حضرت موصوف آن برہن
راع مطرب پیش خود داستانی بسططان ابراہیم لودھی والی ہند سپرد آن عقیدت نہاد
کردند۔ بادشاہ بنا بر پاس ادب ارشاد شیخ المتشاح حضرت شیخ بہاؤ الدین نوکر خود
باعزاز تمام داشت۔ وقت رخصت از خدمت شریف آن جناب عرض کردند کہ این کمترین
مریدان از قوم ہندو است کدام رسم از رسومات بریں غلام مقرر فرمائند کہ در اولاد من یادگار
ماند۔ فرمودند اے عقیدت نہاد اگر دل تو سے خواہد رسم عقیدہ را اختیار کن و یک کاکل از ان
من باشد۔ وقت عقیدہ از اولاد این فقیر علق سازی۔ چنانچہ در اولاد ہمد برہن عرفت دت
تا ہنوز جاریست و نسبہ کنجروٹ و مینیے والی وغیرہ کہ بر کناہہ دریائے راوی آباد اند از
اولاد ہمد مذکور اند و احوال نسبت رائے بہویا بھٹی کہ رئیس بارساندرو مرید حضرت بندگی
قطب العالم بود چہیں سے نویسد کہ رائے بہویا دختر سے داشت بہ پیرایہ عصمت و نفقت
آراستہ و بخلہ عقل و ادراک پیراستہ روز سے حضرت بندگی برائے مذکور گفتہ فرستادند
کہ دختر خود را بجبالہ نکاح فرزند بہاؤ الدین در آور۔ رائے مسطور در جواب این سوال عرض

رائے بہویا کی قبر موضع مشتمہ عیسے کی حدبست میں تلوٹھی کے جتہ پر ہے۔ (نامی)

کرد کہ مہائے بے مقدار را بہ کتاب کہ نور بخش عالم و عالمیاں است دم مساوات زدن
 موجب ترک ادب است۔ غرض آنکہ بطاقت اخیل عرض از اقبال این امر سرچسپیدہ
 اپا و زید۔ جناب حضرت بندگی قدرے سوئے مزاج شدہ سکوت فرمودند۔ رائے ہو یا
 چونکہ شب بخواب رفت چہ بیند کہ سواری جناب سروری معلم میر و خواست کہ مشرف
 زیارت شود۔ فرمودند پیش آمدن ندید۔ تاکہ رضا مندی فرزند عبد الجلیل نکلند رائے بہودی
 نخواہد دید۔ بجز وصول این ارشاد شب باقی ماندہ را ہزار دشواری بسر بردہ صبح سرد قدم
 حضرت بندگی نہادہ عرض کرد یا خلاصہ اولیا بجزیدہ جرمیہ این غلام عند اللہ قلم غفور کشند
 کہ بندہ زادی را در سلک کینزال حضرت شیخ بہاؤ الدین منسلک ساختم۔ حضرت بندگی از اقبال
 این امر خوشنود شدہ در حق رائے ہو یا بھشی دعائے خیر فرمودند۔ بروز میمون وساعت ہمایوں
 ماہین عما جہادہ شیخ بہاؤ الدین و بنت رائے مسطور صورت از دو واج انتظام یافت۔
 ازاں عدت بجز عصمت دو لولے شاہوار ہو جو آمدند سی شیخ محمد و شیخ محمود۔

ہردو بودند در شریعت فرد ہردو بودند در طریقت فرد

ہردو صد چشمہ یقین بودند ہردو سیر خیل اہل دیں بودند

ہر یکے موج بحر عرفاں بود خازن گنج ستر سبحاں بود

شیخ المشائخ حضرت سید علی ابن حضرت شیخ محمود آچنان صاحب حال بود کہ اندران دیار
 خرق عادات و کرامات آن ولی اللہ حکایت ہاست۔ در موضع پنڈی قریشیاں مزار آن
 عالی تبار مشہور و معروف و جائے زیارت خواص رعوام است۔ اولاد حضرت
 سکونت پیر دیاہوں را گذاشتہ موضع نومسی قریشیا نوالہ غریب پورہ از قصبہ شہر پورہ
 آباد گشتند۔ و از اولاد شیخ محمود موضع بنی پور و فاضل پور و گنجی و پنڈی مذکور و بھکوتی و
 شاہ پور و کوٹ پیر قادر بخش انداختہ جا بجا آباد اند و بلندی پیر دیاہوں حالا جائے
 مدفن نماہ ہمہ ہا است۔ (افسوس تمام قبور اولاد کی غیر تقلدی کی نذر و ویراں ہیں (نامی))

چوں اظہار احوال بعضے مقلدانِ این خاندانِ والا شان کہ در یک دو

مکان نسبت فرزندمی باین دودمان دهند و خود ہارا از اولاد میگویند

بقید قلم آوردن ضرور افتاد

برنامی اولاد امجاد سلطان التارکین مخدوم شیخ حاکم ابوالعباس قریشی الحارثی اہل سندھ و ہندوستان و ہویا باد کہ اولاد شیخ المشائخ حضرت شیخ فرید الدین برادر قطب الاقطاب حضرت بندگی شیخ چوہدر حسب الملک موردی خوشی در قصبہ چوہنی اقامت داشتند۔ در بعضی برج برج شورش فرقه سنہگان فرمان آیمجات و کتب ہا در خانہ بزرگان قاضی قطب الدین کہ حال در موضع کلن سکونت میراد بطریق امانت گذاشتہ بودند۔ چونکہ پائے استفسار قصبہ چوہنی دست مذاق ہندوستان نزد اولاد حضرت شیخ عبدالنبی در قصبہ گرجی ہجرت ہا بلوچ رفتہ سکونت در زیدند۔ دریں وقت باستماع میرسد کہ قاضی مذکور مفوظ شیخ المشائخ حضرت فرید الدین را تمسک نسبت خوشی ساخته خود را با اولاد حضرت موصوف نسبت میدید۔ باید کہ ازین احوال خبر دار بودہ احدی ازین خاندان یاں متقلدان تقرب بخود دیگر آنکہ مشیخت پناہ میاں نور شاہ نیز از اولاد حضرت فرید الدین علیہ الرحمۃ اند در موضع مرتضی متصل باگلا نوالہ برب دریا و یک ہمشیرہ رحیم بخش نامی کہ خدائی شدہ بود۔ چونکہ آن عزیز یعنی میاں نور شاہ از شجر امید اولاد بے خبر ماند بعد رحلت ان بزرگوار مفوظ قلم و دیگر اشیا و کتب وغیرہ بدست رحیم بخش و برادر کلاش افتاد۔ انہا نیز نقل تازہ از ان مفوظ کنا نیدہ نسبت خود را حضرت شیخ نور حان کہ زبده خاندان حضرت سلطان التارکین قدس سرہ عزیز است منسوب ساخته خود ہارا از اولاد آنجناب مقرر کردہ اند۔ و حال آنکہ باخیار صحیح بیہوت پیوستہ کہ حضرت شیخ نور حان تامل اختیار نکرده تمام عمر خود را اندریں ویرنا پاسدار بگرد و آزاد گذارده اند۔ پس اہل این خاندان ہر کہ باشد ازین احوال مطلع بودہ یاں قلب پیشگان تقرب قرابت بخوید۔ قریشیان قلعه غوث خود را از پندی شیخ موسی ہاشمی الحارثی مے گویند۔ اما تا ہنوز بیہوت نہ پیوستہ و صحیح نشدہ مشکوک الاحوال اند۔

لے معلوم ہوا ہے کہ رحیم بخش کی زینہ اولاد کا سلسلہ منقطع ہو گیا ہے۔ (نامی)

فصل مہتمم در ذکر احوال بعضی غلفائے حضرت بندگی قطب عالم شیخ پور قدس اللہ

سمرۃ العزیز کہ تبرک خرقہ فقرا از جناب شہسوار میدان ہدایت در شاہ یافتہ اند
اسامی ہر یک از انہا سمت تخریب نہیں سے باید

شیخ المشائخ حضرت شیخ یونس عریف کبیرہ مدت بسیار قبل و ہمارے خدمت جناب پور قدس
خوش ریاضت ہا کثیدہ خرقہ فقرا حاصل کردہ قبرش در موضع پنج برکنارہ قدیم دریائے رائی مشہور
معروف و زیارت گاہ مردمان آن نواح است۔

صاحب فقر و فنا حضرت شیخ موسیٰ آنگر از خرقہ پوشان جناب ارتداد آب حضرت
بندگی قطب عالم قاسم سرہ عجیب الاحوال بود صاحب سلسلہ شدہ۔ حضرت علیم الدین عرف
رنگریز کہ در عالم یک رنگی کمال حاصل داشت مرید و فقیہ حضرت شیخ موسیٰ است و حضرت
شیخ شاہ نور قطوری و شیخ ابوبخبان کہ اولاد ان بزرگوار در فیض پور باغبانان متکمن است ہر دو
مرید شیخ علیم الدین اند۔ مزار حضرت شیخ موسیٰ جنوب رویہ از مرقد منور حضرت بندگی قدس
مقبورہ ریح سبز نام یائیں مرقد شریف حضرت بندگی است۔ حضرت شیخ ابوالفتح مردے صاحب
انقوائے و ظہارت باجارت روح پر فوٹ رکن الملت والدین حضرت شیخ ابوالفتح فیض اللہ
اسدی الملتانی از خدمت حضرت بندگی فیض دو جانی حاصل سائنہ خرقہ فقرا مشرف شد۔
مرقدش در میان پنج قبیرہ متصل شیخ پورہ مشہور و معروف سید السادات سید علی نمازی و سیدین الدین
غازی از اکابران ولایت اند صاحب حال کامل السطریقت بود۔ خرقہ فقرا حضرت بندگی
مزارش نیز متصل میان پنج قبیرہ است۔ حضرت محمد سیاح پوش مردے بود۔ مزارش در
طریقیت را بقدم ہمت پیودہ مدتی در جناب بندگی قطب عالم خدمت ہا بجا آوردہ خرقہ خلافت
حاصل کردہ قبر ان عالی سمت برکنارہ قدیم دریائے رائی است۔ شیخ الوقت شیخ خیر الدین
عرف کبھی مدرس در سن عشق بازی و معلم حکم جہانگہ از مرید خاص النامہ حضرت بندگی است و
در کمال سلوک خرقہ فقرا نیز از آن جناب یافتہ مزار ان بزرگوار در میدان میر شہداد صاحب رویہ لائے

۱۔ افسوس موضع منع ۱۹۲۴ء کی مفسدانہ تقسیم سے بھارت میں شامل ہو گیا اور کہیں پاکستان میں بے وطن۔ (نامی) ۲
۳۔ غالباً مراد میانہ ہے۔ جولاہور میں میانہ صاحب کے نام سے مشہور قبرستان ہے اور قبیرہ سے مراد تھراہ یا جتوڑہ

است حضرت شیخ المشائخ بدر الہدایت شاہ ابوالخیر ابن سید عمر حسینی یکے تاز عرہۃ الیقان و
 شاہ باز اوج عرفان بود۔ ان مست بادہ شوق اکثر اوقات در عالم سکر و کمر در عالم صحو ممانند
 کمال سلوک و خرقہ فقر از جناب فیض ماب حضرت بندگی حاصل کردہ و جائے اقامت در رسول ساکن
 واقع بار ساند رکھو کھر کہ مزار فیض آثار ان مرد خدا در انجا است نیز عطا کردہ حضرت قطب العالم
 است۔ سید علم الدین از مستر شدان انجناب مردے خدا دست محنتی شناس و حقیقت اساس
 بود۔ تبران بیادت مرتبت در قصیدہ جنڈیالہ کلساں است۔ نو بہار عدلیقہ تم ارا دت حضرت شیخ
 عطا عرف را و از مستر شدان انجناب اند۔ حقیقت معرفت را خوبتر دریافتہ بودند۔ مزار شیخ
 موصوفت برکنارہ دریا بیابا مشہور است۔ عاشق سہرست دست مے است حضرت شیخ چوہا
 عرف جنبٹ یکے از واصلان حق بود بخرقہ فقر از حضرت بندگی قطب العالم اختصاص یافتہ
 در جوار لاہور بر لب دریائے راوی آسودہ است مست شراب شوق حضرت ملاء عرف
 نجار مردے صاحب دردے مدتها در خدمت پیر و مرشد خویش حضرت بندگی قدس سرہ
 قیام در زیدہ و محنت ہا کثیدہ خرقہ فقر حاصل نمودہ مرقد ان در موضع تیرہ بزرگ مشہور است۔
 ملک مردانہ کھو کھر در جناب پیر و مرشد خویش حضرت بندگی کثیر الامتقاہ بودہ اکثر در خدمت انجناب
 عاقر مغرہ سندر مہماند فقیرے بود کمال۔ قبرش در موضع مردانہ کہ با ہم ان بزرگوار است مشہور
 است۔ شیخ شہاب الدین عرف منج پروردہ نظر انجناب و بخرقہ خلافت ممتاز مزارش
 پائین رو قہ حضرت بندگی است۔ شیخ جلال عرف کجرا از ارا دت مزاران خاص المناہس
 ان حضرت است۔ مرقدش در موضع ہاندو کوجر کہ ورثہ ابانی ان بزرگوار است مشہور است
 شیخ المشائخ شیخ سعد عرف بہلیم از خلفائے ارشد انجناب است مزارش در محلہ
 کھاری کھونی واقع گذر تلوارہ کہ از عہد سلطان بہلوان لودھی در ورثہ اس خاندان شدہ آمدہ و
 عمارت اقامت حضرت بندگی و سجادہ نشینان انحضرت اندران محلہ ہستند دستون چونی کہ
 زیارت گاہ مردمان ہوار است اجواش در ملفوظ قدیم جنیس کے نویسند کہ شبے جناب حضرت
 بندگی قطب العالم در ایوان چوہلی خویش در استخراق شہود شاہد لاریب نشستہ بودند کہ بتقدیر
 الہی چوہب شہیر آل ایوان در شکست۔ قادر قدیم از قدرت کاملہ خویش ستورے نے از غیب زیران

لے اس موضع کے گھنڈرات کے قریب اب قصیدہ شاہ کوٹ (ساکن بل سہین) آباد ہے۔ (نامی)
 لے افسوس یہ موضع بھی موضع منج کی طرف بھارت میں مدغم ہو گیا۔ (نامی)

شہیر ہناد ہر گاہ روز روشن شد ستونے دیگر در آنجا دادہ آن ستون را بترک نگاہ داشتند۔
 تا ہنوز در حجرہ آن حویلی قدیم استادہ است و پہلو و موجو و میاں درائے رام دیو و
 ملک ہند و شاہ بھٹیاں و ملک بویا و ملک بھلر کھو کھراں کہ ذکر آنہا در ملفوظ قدیم مفصلاً و
 مشروحاً زیب اندراج یافتہ است از مریدان کار کردہ آنجناب اند۔

باب بیجم

در احوال بیماری و وفات قطب الاقطاب فرد الاجناب اکمل دہر
 افضل عصر قطب بلا اشتباہ پیروم شدیم انویم بجلتے قبلہ گاہ حضرت
 قلندر شاہ طیب اللہ شراہ و حیل الخبتہ متواہ متشکل برہفت فصل

فصل اول در احوال بیماری تا روز وفات - فصل دوم در درد و سوز آن روز - فصل سوم در
 تحریر تاریخات و شجرہائے شریعت کہ جناب حضرت جیورابہ آن ذاتہا توسل است - فصل
 ہنارم در بیان خلفائے اکھفیت از زمرہ اہل سادات و قریش - فصل پنجم در احوال خانمائے
 حضرت ایشان از گروہ علما و فریق دیگر - فصل ششم در بیان بعضی خوارق عادات کہ گاہ گاہ
 از آنجناب بے اختیار صادر شدہ - فصل ہفتم در خانہ کتاب -

فصل اول - قلم در رقم بیان احوال مرض کہ در مزاج قبضہ امتزاج قطب بلا
 اشتباہ فرید عصر و حیدر حضرت شاہ قلندر قدس اللہ سرہ عرصہ چند سال لاحق شدہ و در منگیر
 ماندہ چنیں تحریر - نماید کہ با وجود و فوراً لام شدت مرض کہ عماید حال آنصہ حسب کمال گشتہ
 بود، بیچکاہ شکن چین بر صفحہ جبین نبذاخت و شکوہ آن پیش احدے از دوستان بیان نہایت
 و بر زبان بیاورد - ابیات

لہ افسوس اب وہ محلہ ہائے قبضے میں ہے نہ تبرکات - تمسکات میں ملکہ شیخ چوہدری قریشی کا نام دیکھا گیا ہے (نامی)

صیر بر بیامی خود آن ولی ابن ولی
 اولیا را هر چه رنج و درد آید ای عبیب
 عزیزانی الحقیقت جامه صبر بر قامت آن کس راست و درست آید که در عین نزولِ بلاد
 درود رنج و عناد در جناب خدا ادا شے شکر نماید - ایات

صیر در عین بلا آئین درویشاں است
 بر درویشاں عطا شد رنج و امراض و الم
 غیر درویشاں ندارد طاقت صبر و تکلیب
 زمره عشاق را درویش گویند ای فلاں
 است که معشوق مجازی بر آزمائش عشق عاشق خود را نظر انداز کرده بر تیغ تغافل و خنجر
 شامل خاطرش را مجروح می سازد و در بوت فروان میگردد تا در قلب و خالص امتیاز
 دست دهد حضرت شیراز می فرماید -

خوش بود که محک تجربه آید میسایاں
 تا سیاه روی بود هر که در دروغش باشد
 معشوق حقیقی نیز بجاشقان حضرت خود طرح آزمائش در میان آورده کس را برنج فاقه و
 جوع که الجوع اشدمن الموت در حق اوست و کس را با مراض ظاہر و کس را بالآم باطن
 مبتلا ساخته در عشق و محبت خود می آزماید - قطعه

محنت در بکے است نصیب عاشق
 هر که از مدرسه عشق نخواست اند الف الم
 الله تعالی جل جلاله بلا را محقق بر آئے خواصداں خوش آفریده - چنانچه اندرین باب
 میگوید -

من بلا بر کسے رہا نکتم
 تا کہ نامش زاد لیا نکتم
 این بلا گوهر خزینه ماست
 ما بر کس گهر عطا نکتم

و حدیث نبوی صلی الله علیه و سلم نیز وارد است - الله بلا علی الانبیاء ثم الاولیاء
 ثم المؤمنین ، چوں مورد بلا بودن حاصه اهل صفاد مردان خدا است - جناب اشرف

حضرت جو مدت دو سال کامل در ابتلا و مرض صاحب فراش بوده اند۔ اما از عالی مہمتی آنچه اوقات مقرری از تلاوت قرآن و اشتغال و وظائف و طریق ادا کے نماز پنجگانہ و نوافل تہجد و اشراق و چاشت وغیرہ کہ در عین صحت تن و تندرستی بدن تمویل میرا شتند در بیح گاہ فرو گذاشت نفر بودند و اندراں احوال کہ حوصلہ بیندہ را از جلدی ر بود از دست ندادند بہت مرداں کسے بود کہ باحوال تنگ خویش اوقات خویش بدام نگاہدار و بجای عرض آنکہ ذات بابرکات حضرت جو آن قدر حوصلہ فراخ داشتند کہ رنج و راحت را برابر مے اندگاشتند و در بیح احوال وقت رائے گذاشتند۔ لفظ

کار ہر کس نیست براوقات خود کردان قیام
ہر کہ داندرنج و راحت را برابرے احو
مردکاں وقت را نذر زدست خود گے
حضرت شاہ قلندر اندر بی دار فنا
ہمت عالیش میں فرحت تو از چشم بفتین
اہل سدیگ مے نویسد کہ صاحب وقت بودن غیر ولی را نباشد بیک لازم ذمت آید کہ حاکم وقت بود و نفاذ فرمان داشتہ باشد۔ اما ولایت بایں اسرار خمسہ بکمال مے انجامد کہ ہر کہ بے ریا ریا بایں صفات متصف باشد او را ولی مے تو اں گفت۔

شرط اول اے برادر داں تو خلق احمدی
شرط سوم عدل اندر نفس خود در خیر و شر
شرط چارم با حیا و علم بودن متصف
شرط پنجم با وجود فقر و وجود کرم
شرط دوم صدق مجموع صدق صدق و صی
بیمو با فرزند خود در عدل کردیم اے اخی
در علاج در ملائے مجموع صدق صدق
پیردی دارد ہمیشہ با کمال منتہی
سبحان اللہ با وجود کمالات باہرہ و کرامات ظاہرہ کہ در زمان بیح مشکلی بایں صفات یافتہ مے شود خود را از ہمہ فروتر مے شناختند و اکثر در حالت خشوع و خضوع مے گفتند۔ خداوند توفیق بخش کہ لائق پیردی نیکیان تو شوم۔ زہے بندہ حق کہ باوصف دستگاہ خوشین را بے دستگاہ شمارد و خود را در زمرہ پیچداں انگارد۔

نقل است۔ روزے آنجناب در ملک مردانہ کھو کھر بوفنویے نماز ظہر مشغول بودند کہ از
 زمرہ فقیران درویزہ گر قشقہ سیاہ بر پیشانی کشیدہ و از امورات شرعیہ دامن چیدہ رسیدند۔ ایسا
 نشان فقرے غیر از کلاہے
 نہ بردہ راہ در خمخانہ فقیر
 نشان فقرے غیر از کلاہے
 نچرخ کلمہ و رازی کار ایشان
 نچرخ کلمہ و رازی کار ایشان
 ہمہ بے برہ از حفظ مراتب
 جنین طرز سخن آغاز کردند
 قلندر حیند قسم اندر زمانہ
 تو ز بہا گیتی مارا نشان دہ
 براں بہودہ گویاں ترا خایاں
 ولے آن صاحب علم و حیا را
 تسلیم افکندہ بمرزود
 کہ من خود را بنیہ دادم کہ اتم
 نشان فقرے غیر از کلاہے
 نچرخ کلمہ و رازی کار ایشان
 ہمہ بے برہ از حفظ مراتب
 جنین طرز سخن آغاز کردند
 قلندر حیند قسم اندر زمانہ
 تو ز بہا گیتی مارا نشان دہ
 براں بہودہ گویاں ترا خایاں
 ولے آن صاحب علم و حیا را
 تسلیم افکندہ بمرزود
 کہ من خود را بنیہ دادم کہ اتم

بمجرد وصول این جواب کہ فی الحقیقت ناوک دل دوز بود رنداں مذکور از گستاخی کلام و
 جرات سوال منتقل شدہ سرعتر و جبین نیاز بر رویے خاک نہادہ گفتند آنچه مے شنیدیم بچشم
 خود دیدیم۔ عند اللہ تقصیرے کہ از ما سرزدہ معاف فرمایند۔ فرمودند ایسے غم نہ دارید۔
 فقیر کمترین ہمہ خلافت است و دست برداشتہ در حق انہاد عاے خیر کردند۔ بیشک فقر
 در فردستی و خاکساری است کہ گفتہ اند۔ فقیری چسبست خاکے پیچتہ و آبکے بر در ریختہ نہ
 پشت پارا ازاں گردے دنہ کہت پارا ازاں دردے۔ نظم
 دست زن اندر لجام اشہب کلک بیاں
 پس کجایانی تو لے حیرت زدہ پایاں آن
 کن بیاں درد روز رحلتش را بعدزاں
 تا کجا خواہی شدن اسے شائق تو ہمہ پیر
 زانکہ دشت شوق را نے حد نے پایاں بود
 آنچه سوال مرهن باقیست تحریرش نما

ہر گاہ آفتابِ عمر شریفِ آنحضرت جو اہل بغروب شد مرفعی کہ در مزاج شریف امتزاج
 یافتہ و جزو بدن گشتہ بود روز و ال آورد۔ چنانچہ در عرصہٴ دو سہ ماہ بالکل بشفا مبدل گشت
 و موئے سر و ریش مبارک کہ ابھیں بودند اکثر اسود گشتند۔ اما قوتی کہ در کثرت بیماریاں زائیں
 شدہ بود رو بہ تقویت بیآورد۔ و نیز بارہا زبان گوہر افشاں خود را بزرگ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم
 و اسلام مذکور سے فرمودند۔ کہ اعمار امتی سبعین و ستین۔ چوں سن شریفِ آنحضرت بشخصت

دو سال یا زودہ ماہ رسیدہ بود ازین عمر خرابی عائد حال ہمگناں بود۔ لفظ

گم یاس زلف بدل شمعوں

سفرش چوئے بیاد دانی

کہ مر امید گشتہ روشن

میگفت کہ اے حزین و حزینا

الطائف خدا چو رو نماید

بودم دریں حزین و سیراں

کہ یاس ز جاہ سے رہو

دل بود فتادہ آہ کہ دین

حیرت زدہ بودے شب روز

دل ز آتش غم مثال انگر

خون ریزی اشک اس قدر بود

آہیکہ ز سینہ سر برود زد

گوئم کہ چہ حال ما چگون بود

چنانچہ روزے فرمودند کہ چھ سے در وہاں سن لقمہ طعام نہادہ سے گوید کہ فلانی میں بود قسمت

تو از آن روتہ تا زمان رحلت از ہر جس خوردنی و آشامیدنی کہ بود سوائے آب منسفر شاند

دی فرمودند کہ ازین بڑے۔ بے آید و طبیعت سے خواہد وہم صفت روز اول از شرب

رحلت وقت یک پاس شب باقی ماندہ این احقر العبد رافع صاحب زادہ غلام محی الدین شاہ

طلب داشتہ فرمودند کہ امشب در خواب کہ عین بیداری بود چہ معائنہ مے نامم کہ نمرے پیش
من جاری است و پرچہ کاغذے در میان آن مے رود کاغذ مسطور بدست من آمد یک طرف
آن کاغذ حرف ہا در آوردہ نوشتہ بودند در خواندن اصلاً بیامدند و طرف دیگر این قطعہ
نوشتہ بود۔ قطعہ

الہی نجات تو بیدار بادا ترا دولت ہمیشہ یار بادا

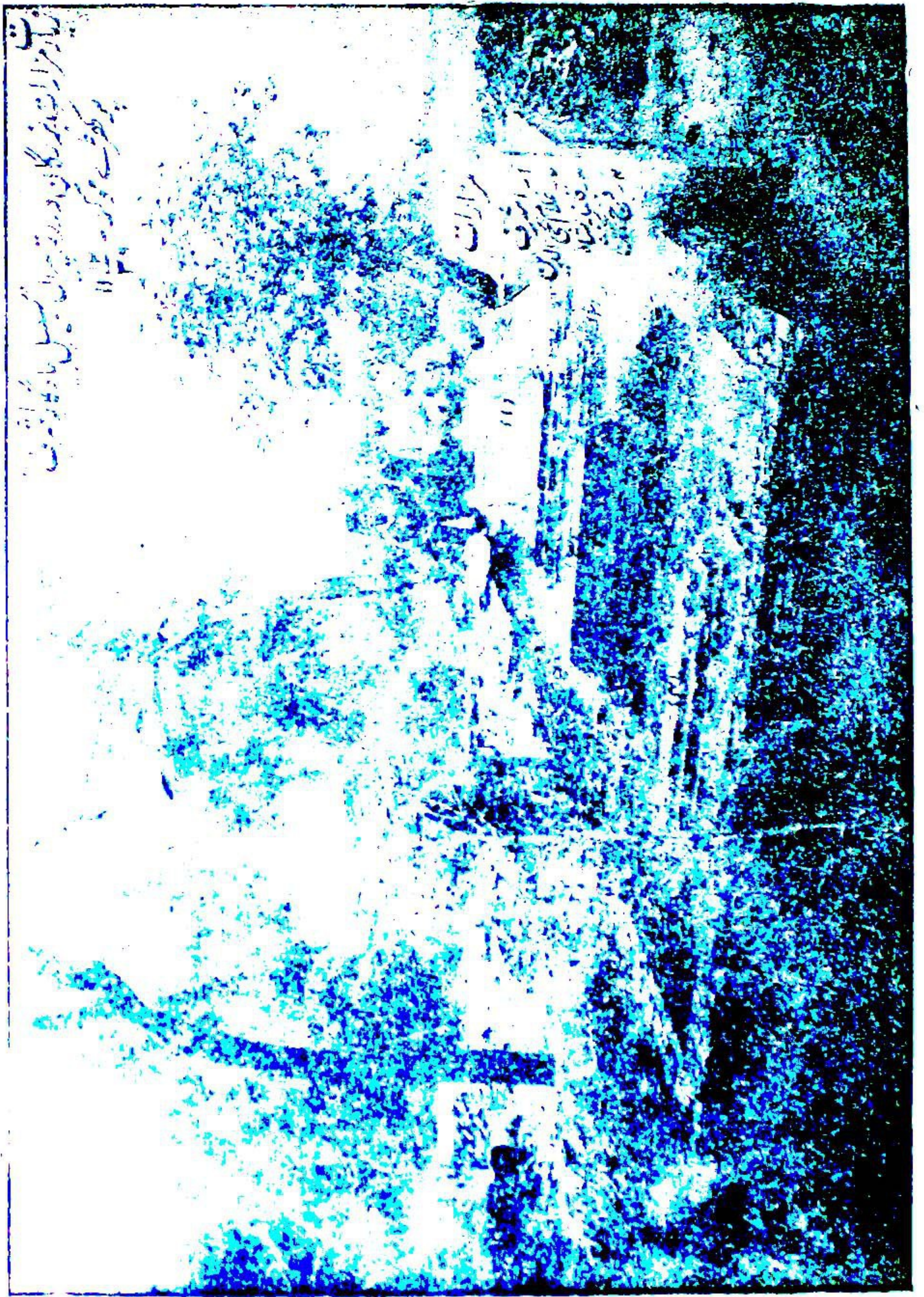
گل اقبال تو دائم شکفتہ بخشم دشمنانت خار بادا

دریں اثنا شخصے بر سر من کلاہے نہاد و گفت کہ این تاج جبرائیل علیہ السلام کہ بر سر تو نہاد
بر شہا مبارک باد۔ از اصغائے این کلام حیرت التیام داشتیم کہ صفات بشری بصفت
ملکی تبدیل یافتہ و تبدیل شدہ این شہبازہ اورج لاہوت ازین آشنیاں عاریتی عزم پریدن
دارد و این عنقائے قات معرفت از نام طالبان روئے مے پوشد و نام شدگان وادی
فراق را درین دشت حیرت بکیسانہ می گذارد۔ قطعہ

گشت امید کم دیاس فرزوں تر گردید
بیر بنائے دلم ترک الم تیز رسید
مایہ ہوش و خرد برود بیک حملہ ز من
ماند اگر ماند ہمیں درد ستر و علن
شد چو از سوز جگر شمع صفت شعلہ بلند
جان من یافت بران شعلہ طپیدن چو سپند

فصل دوم در احوال انتقال آن صاحب کمال

چون منشی اجل خواست کہ حرف مستی ظاہری آن قطب برحق و ہادی مطلق از صفحہ روزگار
حک نماید در ہدایت و فیض برود۔ مے خلوت سدود سازد و مستفیضان این درگاہ را تیمم طریقت
گذارد۔ تفصیل این احوال در دواشتمال آنکہ پیاریج بیست و ششم ماہ مبارک رمضان
سہ یک ہزار و دو صد و چہل و شصت ہجری باہن مغرب و شاکہ شب لیلۃ القدر تعبیر
از آنست ندائے۔ یا ایہا النفس المطہنہ ترجی الی ربک را عنیتہ مرصیہ عادل علی عبادی
و اد علی عنیتی را لبیک فرمودہ از مضیق چار۔ دیوار تن روح مقدس خود را رہائی بخشید و زمین
بارغ واقع موضع رتہ پیراں بدن گاہ آن قبلہ ارباب کمال قرار یافت۔ غزل



قبر امامزادان حضرت محمد باقر و جعفر بن محمد باقر علی بن ابی طالب
بدره کوهستان کوثر - ۱۱۱۱

قبر الامام ابو جعفر محمد بن علي بن ابي طالب
السنه ١١١١
بدره

دروے کتید آہ بدرمانِ خود رسید
 عمرے بچر دوست چو یعقوب میگریست
 از قید خار زارِ جہاں چوں خلاص یافت
 عمرے بر آستانہ فقر و فنا بسوخت
 از ظلمتِ وجود بخلوت سرائے قدس
 جز وصلِ دوست بیخ نہ بد آرزوئے او
 جہاں را تثار کرد و بجانِ خود رسید
 اکنوں بوصولِ یوسف کنعانِ خود رسید
 بلبل صفت باغ و گلستانِ خود رسید
 آنکہ بصد رُخسہ سلطانِ خود رسید
 از روشنی شمع شجستانِ خود رسید
 اکنوں بہ آرزوئے دل و جانِ خود رسید

ندائیم کہ چہ گویم و چہ نویسم و چہ سازم و چہ گویم سوزم و چہ ساں شمع بیانِ حالِ جانِ دردِ اقترانِ برافروزم
 و با کہ گویم و کہ تو اندیشید و تو اند تا ب آورد و رخصتِ بجالی سماں اشتهال کہ تو اند کرد۔ مونس روزگارِ من
 رفت و پیر و مرشد بزرگوارِ من نقابِ بر رخ کشید۔ داروئے دردِ من سفقو شد۔ ساقیِ مشرب
 باقی نماند و عیشِ دل و سرورِ جہاں فانی گشت۔ ابیات

درینا کہ رختِ سفر بسته رفت
 انیس دل و جانِ من بود او
 کنوں در میانِ نیست زانسو نشان
 جہاں را پر از ناله و غم کنم
 دلم را یہ تیغِ الم خستہ رفت
 کز و جانِ دل برد از راز بو
 سزدگر بر آرم نفیہ و فغان
 ز خود رفتہ از نیک بدرم کنم

عیش از دست رفتہ شد کہ ام کس باز بدست من دید و آبِ رفتہ را بجوئے من کہ با نہ و شاہد
 عشرت و بہجت مرا از دست کلفتِ محنت کہ خلاص دید۔ نسلی دل بچہ چیز شود۔ بکدام کس
 دل تو ام بست و بخدمت کہ ام کس تو ام پوست۔ و در اوقاتِ حیاتِ بابرکات کھنڈ
 قدم سرہ بزبانِ حال و لسانِ قال سے گفتم۔ بیت

اندزیں وقت بجز شاہِ قند ہے دل کو طبیعے کہ کند داروئے بیماریِ دل

اکنوں کہ آن طبیب از بالینِ این بیمارِ عکسِ رفت و رست بجالی زارِ این مبتلائے ادکار نہ نمود۔
 این درد بے دوائے ماند۔ می دانست کہ در دم بجز لطفِ اوروئے نداد۔ لطمت بے کراں
 مبدولِ نغمہ دوائے نا کردہ مرا گذاشت۔ کلا شکی می مرد و این روز بدنی دیدم۔ راگر قالب
 تھی می کردم و اور رضی اللہ عنہ نمازِ جازہ مرا می خواند نجات حاصل نہ شد۔ بیت

اسے دریا کے دریا کے دریا

و اسے صدوائے کہ زیر سایہ ہوا پایہ از فکر سود و زیاں فارغ بال بودم و یک بار آن سایہ از سرم رفت و تاب آفتاب چو است در من اثر کرد و من پرورد سے کہ بیک بارگی در تاب آفتاب بسوزد بال ادبہ باشد۔

تو تازہ چو آب زندگانی	سکے بودم ز انگیزار جوانی
نہ دریا - گزم غایت خزیہ	نہ ہرگز بر گزم بلایے وزیدہ
ہزارم خار بر بستر نہادی	بیک حملہ مرا بر باد دادی
چسماں خواب آیدم بر بستر خار	تن باز کر از گھر کہ صد بار

در ان وقت کہ دریاہ آن سایہ بودم گام سے نہ نمودم و گر از رشتہ منقصود نہ گشودم - اکڑن کہ ازاں وقت سر و دم پیدا است کہ چہ خواہم کرد - نہ تنہا بر محرومی آن دولت گرہ دارم بیک بر بے تائی اعنی و نہ اسدنی از حصول مایوں در استقبال فی الحقیقہ اشک غمی می بارم - ہر چیزاں ولایت پناہ ہوا از ابتدائے شعور و آغاز تمیز از دقائق راہ آگاہ می فرمود و یک یک دقیقه را بہ تقریب بے تہ و با صد بار افادہ می فرود - درین کہ یا آنکہ آن نسبت از من درین بود بے بہرہ نامہ مہر ابیات

چو حال پوست آید غم از سے	بہ قدر خود نمیب ہر کس از سے
بگمے یا بہرہ اند محسور و مستی	سیکے یا بستن از پندارستی
نیا بر جہز برار سے بہرہ بخشو	کراں مہ بہرہ اش - بے بہرگی بود

ہر کس از دل بستگان سلسلہ ارادت و اعتقاد آن عالی حضرت از فوہت آن نسبت بے قیاس با نواع غم و آلام گرفتار اتسام استقام است و منظر در حال خود این غم بر دے ست دہیں - اما اگر آن صاحب در میان آید معلوم شد کہ من درین کمال عداوت و درین اعتقاد حق - زیرا کہ دیگران بتذلیکہ می دانستند فریق داشتند و شکا نیست کہ من بسبب سعادت محرمیت و علی خدمت و امتداد محبت نہ بارہ از دیگران واقف معافیت کمال آن عادت ذوا بجلال بودم و امید سود بر جہز این مراتب داشتہ ام از ہمہ مایوس شدم - اگر از سر ہر موسم چشم خون ہواں شود بیچ باشد۔

مرا وقتیکہ آساں بودا میں کار
 فریب نفس کا فرکشتن زومرا راہ
 بخواب و خورشید و روزم بسیر رفت
 بزرگ نشہ کا یہ بر لب آب
 تسلی گیسرد از دیدار دریا
 کہ ایک آب حاضر بندہ موجود
 یکایک از فضا کے آسانی
 نکرده لب ترا از آب خشک باز
 بمقداریکہ برگشتن شب پید
 لب خشک اوقتا وہ در بیابان
 من از طالع با ستاد کے رسیدم
 ہزاراں بحر معنی موج میزد
 گھر مثل جباب رسد دریا
 خیالم آنکہ لطفت او بحالم
 ہر دم قصد من گیرد تعلق
 ولایت را بکیم حاصل آرم
 ندانستم کہ پرخ خانہ ویراں
 زمرگ او بفرتم افکت خاک
 مراد دادی حرمان نشاند
 برد از دست من دانان دلدار
 بروز تیرہ محرم نشاند
 اگر بعد سال کر کہ در تاسعت
 زمن گوگرد برستے بود گردواں

بیکدم سے شدے ہیں جنس کار
 نگر دیدم ز مکرشس بیخ آگاہ
 ز روزم شب ز شب روزم ترفنت
 کہ ہر بیان دلش از محنت و تاب
 رود تاب و تپش گروہ شکیبا
 بکام خوش باید شاداباں بود
 مساید رو بلائے ناگمانی
 برائے سیر در صحر اکنت در تاز
 بسوسے بحر زور رفتن نیاید
 بنا کامی برآمد آخرشس جان
 کہ چون اور ہما دیکر نہیرم
 چون نور سر سر بر اوج میزد
 ہر جانب کہ دیدم بود پید
 بود بیش و کنند از نفع ملائم
 کتم از جسد اتراں توفیق
 تجلی بر سر نفس در آرم
 کمر بکین من ز ستار نشاند
 شاید جو مہ صیر ہر اسچہ
 ز چشم قدا سے خواں نشاند
 دمار از من بر آورد و خیر یار
 از در کلبہ ام لوی سے کاوند
 بنام دولت دیدار بوسعت
 کہ نشاند از کیم و دیکر ہم نشاند

کز ان غم تخم ماتم و در دم کاشت
 بجان ابد موسوم ماندم
 کہ بعد از صعقت ام پیشدا فاق
 و لیکن قطره آبی نخوردم
 و لے محرومیم حاصل شد از گنج
 و لے یک گل ز باغ آب نچیدم
 کنوں از غم اسیر رنج و دردم
 چراغ ظلمت بیت احزن شد
 بحال خویش ماندم زار و مگرد
 سرم بر آسماں از فخر افراخت
 بختم چاره ہر سینہ ریش
 بخاک ماندہ رفت او سوئے گردوں
 بحالم نقد شفقت را کہ باز
 خرم باشد چنین مایوس تاکے
 کہ گفت از بر خشم نفس امین
 مری از سرم رفت تن زد

ہمائے از سرم سایہ برداشت
 تجلی دیدم و محسوم ماندم
 نکر دم بچو موسے صرف طاقت
 بخضر زہنسا ہم راہ بردم
 بکنجے رہنا شد بخت بے رنج
 پاکسیر از نصیب خود رسیدم
 مس خود را طلا از دے نکر دم
 مہ کنھاں دو چار چشم من شد
 نشد روشن از چشم چو یعقوب
 میمائے بفرقم سایہ اندخت
 نگفتمہ حالت بیماری خویش
 یکا یک از نگاہم رفت پروں
 و گر در این درد من کہ سازد
 در بیخ و حسرت و افسوس تاکے
 بود این شعر مرشد حالی من
 تپیدستی و قسمت راہ من زد

این ماتم زودہ از چہ فریاد کند کہ چہا دروں گرہ گرہ ماند - حیث کہ بیچ نکرده ام و بیچ نشدم
 و باز نہ این سو ماندم و نہ بر افسوس ماندم - چوں بخود مے آیم از آسماں مے انتم و چوں از
 خود درم نوز راستے یابم - سبیلے ہر کھے کہ بچنیں بلائے رسد و چنیں صعوبت مہیبیتے بند
 خود را گم مے کند و سے دانہ کہ چہ مے کند و چہ باید کرد و گاہے بدل میگذرد کہ جا رو بستی
 آستان زین انسان اختیار گم گاہے بدل مے گذرد کہ مباد اخلاف مرضی باشد و گاہے
 میخوام کہ سر بھرا دم و از عقل و دیوانگی درگذرم و گاہے سر بر سنگ مے خواہم زخم و بیکانم
 کہ شاید سر زوی از عالم برم - حالے کہ بر من محزوں از فوت شدن این نسبت بے قیاس

واقع است بیایم لفظی ادا نمی شود و چرا باشد که مقدار مصیبت بر مقدار فوت نعمت است
 و حضرت پیرو مرشدیم قدس سره که چار پنج سال در خدمت حضرت مولانا روح اللہ روح
 گذرانیده و دوسہ سال دیگر در حضرت الہ آباد آمد و شد داشتند۔ مدت چہل سال در حضرت
 فوت آن نعمت با وجود حصول آن ہمہ کمال با وصفت اتصال معنوی کہ دائمی بود و در آن باب
 ابیات ترجیحات اکثر بزبان می آوردند۔

چو شد گردور از درگاہ پریم
 نہ بینم گرچہ خورشید جالشن
 نہ عقل از مادر خفتہ خورد شیر
 غلط گفتم کہ روح او کفایت است
 چو مہ کز پر تو خورشید روشن
 چو فیض اوست دائم دستگیرم
 خیال او بود بدر منیرم
 گرا دختہ است من زو شیر گیرم
 ز روحش نور می گیرد ہمیرم
 شود دائم ز نورش مستنیرم

تہوارہ در غم و الم بودہ اند۔ چنانچہ بیایم روزی بیاد نمی آید کہ ذکر از مقولہ درسیان
 نیاندہ باشد و حضرت ایشان را قدس سرہ گریہ و بکا و دردی و اندوہی از احاطہ تجربہ
 بردن بود۔ پس قیاس باید نمود کہ ہر گاہ علم معنوی فقط آنجناب اخذ کردہ بودند و علوم
 صوریہ از دیگر جہاں تحصیل نمودند باہم حالت بودند منکہ دین و دنیا و صورت معنی و علم و عمل و
 کردار و گفتار و اخلاق و اعمال و نشست و برخاست و سایر امور ات جزئی و کلی جزئیات
 متہم حضرت ایشان قدس سرہ توکل نہ داشتیم و ندارم و نخواہم داشت۔ حالست من از غم و

این کتاب و زوال این ماہ جہاں تاب چہ خواہد بود۔ ہماں حال است۔ بیت
 روز ہا یا این و آن ہر چند باشد بگذرد
 وائے جان من در آن شبہا کہ تنها

وید۔ نور ایام حیات حضرت پیرو مرشد بر درخشندہ نور عاقلانہ شدہ این مضمون بزبان حال
 و مقال ادا می نمایم۔

اے خواص حق نعتہ رخ خود ز چشم تمام
 اے عیش خود گرفتہ ز قرب خدا و من
 اے از علو قدر بجائے کہ ایچ کس
 ملک ولایت از گہرت یا منہ نظام
 دانستہ در جدائی تو عیش خود حرام
 نتواند آنکہ ہم رساند بدان مقام

اسے کردہ آنکہ کس نتواند نمود باز
 اسے واقف از نماؤن و اعتقاد من
 اسے در دلم خیال تو بگرفته جا چنان
 آسے من دو اطلب ز تو و تو طیب لب
 این رفتن با حفتیا من است و از آن طرف ظهور الطاف حال جیات تا کے باشد
 کو آنکہ بمن سر الہی مے گفت
 از صفحہ قلب خود نہ از روی کتا

دیدہ ہر آنچه بود از آن کردنت مراد
 گردیدہ و نمودہ بحال من اہتمام
 کا یاد این خزانہ ز و با علی الدوام
 دار و نکرده رفتہ از بن خستہ ات سلام
 بابتہ خستہ راز شاہی نے گفت
 اسرار معبر از تناہی مے گفت

واقفان حال مے دانند کہ عنایت آنحضرت بیجا بیت بود و الطاف آنجناب بے نہایت
 نہ ہنگاموں مانند نشانے ہزار حیث

غزل

پس شایدم ز گریہ رخ خشک ترکم
 از آہ آتشیں بفلک شعلہ در زم
 بر جائے خویش گریہ پیام نشہ تہ است
 کہ در مکان طلب کمنش کہ بہ لامکان
 با این ہمہ اگر نرسد نہ نشاناں بمن
 پچو کسے کہ جامہ بنسریاد سرخ کرد
 با چرخ خون پیشہ کہ خون ریز عالم است
 ہر سو کشتاں کشتاں بر مش در کماں سخی
 بود بیدگر رسد از غیب در دم
 کانشہ ز خود رسیدہ بحق آرمیدہ است

آفاق راز نالہ ہیراز شور و شر کنم
 وز سوز خویش عالمیاں را خبر کنم
 ہر سو برائے یافتن اد گذر کنم
 گاہے تن گے بدل دجاں سفر کنم
 حاشا کہ من شمار عبوری بہر کنم
 گلگوں لباس خویش ز خون بگر کنم
 گیرم ز داغ دست خویش نہ کہ کنم
 پس رفیر این شغیہ برداد گر کنم
 تا این ہمہ خصوصت خود مخفیہ کنم
 جائیکہ نیست جائے در آنجا رسیدہ است

و اندر طریق درد ببری بیگانہ بود
 جانش پہ پیشی تیر بلا ہا نشانہ بود

ہیہات آنکہ رہبر اہل زمانہ بود
 بگریہ بے نشانی دوزیر بے نشان

کارتا بغیر نقد دل و جان بہانہ بود
تخیر صورت از پیہ صلت بہانہ بود
اسرار بادش آں در میاں بود
کو مدتے ز صدق بران آستانہ بود
کور از عرش مجید آستانہ بود
دلہا ز سوز آتش حسرت کباب شد

دلالت عشق نقد جماعے با و نمود
جان را نثار کرد برائے جمال یار
در خلوتے کہ دوست برد جلوہ مینمود
زاں باریافت در حرم کبریائے بار
مرغ دلش ازین قفس تن طول شد
مرشد برقت و ملک ارادت خراب شد

اے مبتلائے دردِ حدائی دوا کجاست
اندھنایے خویش محبتے بقا کجاست
بس در عینائے اہل سموتسہ عینا کجاست
دادہ نشان از صفت کبریا کجاست
خواہد دریں زمانہ نشان و نما کجاست
فرستے میان شاہ جہان و گدا کجاست
لیکن دریں قضیہ بجز ہمبر چارہ نیست

اے پیرو طریق طلب رہنما کجاست
پیریکہ در مشاہدہ دوست چوں کلیم
زین پس کہ صوفی سمانی نازہ چشم
کیر ربا گزاشتہ آنگس کہ روز و شب
از دم بے وفا چہ وفائے کنی طلب
شاہنشہ اہل چورزاں کہ حکم خویشین
دل نیست در جہاں کہ ازین درد پارہ نیست

شراب از شراب کوثر و ساقی اش حور باد
جانش ز فیض زنت ایزد شکر باد
تار ز حشر پوز بخار و بخور باد
اورا ہماں حکایت موش طور باد
آراستہ چور رخنہ بخور و قصور باد
اندک کتاکش غم محنت سیور باد
ایں جن را ز تصفوق دائم نگاہ دار

بگذشت شیخ مرقد او پر ز نور باد
مشکور شد مساعی او در طریق دین
خلوت برائے قبر ز انفاس قدسیاں
در معرض تجلی دیدار ذوالجلال
قبرش کہ روغنہ زرباض بہشت گشت
دلہائے ناتوان بگر گوشگان او
یارب بغیض شامل و الطاف پاندار

حال طلال اشتمال من از پریشانی ^{مقال} ظاہر است - بیت

مجوی ربط ز حسرتم کہ از سر اندوه منم بجائے و دل جائے او سخن بجائے

چوں میدانم کہ این حادثہ جائگزا و واقع طلال افزا پایا نے ندارد و بالضرورت در خطاب بجناب لایت
ناب حضرت پیر و مرشدیم قدس سرہ این ابیات خواندہ ختم این سوز و گدازے نام - غزل

زین غم اگر چه گشت رہا گشتم محال

ایزد بیاد خود کنم مشتعل چنان

جانم کند نور و از راه جانم

توفیق آنم کہ در آن مرتزای صفاست

یا کامل العنایت و یا شامل العطا

اس جملہ مخلصان کہ ز نور ہدایت

باشند همچنان کہ مراد دل تو بود

چوں سوائے صبر و شکیب امرے دیگر در پیش کردن خلافت مرعی خدائے جہان آفرین است و ہم

مخالفت رضانے آن جلد نشین و سوز دل و حرقت جگر و آب چشم و بے دلی و درد مندی

بے اختیار سیت و آن از دائرہ تکلف خارج است حق تعالیٰ جمیع وابستگان سلسلہ ہدایت

آنحضرت قدس سرہ را توفیق تحصیل مرعیات خود کہ باعث سرخوئی از حضرت ایشان است

روح اللہ تعالیٰ روح رفیق و اراد بالنون والصداد -

فصل سوم در تحریر تاریخات کہ بعد انتقال الائمہ ثقات یعنی پیر و مرشدیم

قدس سرہ بموجب درد جگر سوزی و الم جان و نگاری از طبع ہر کس بمنعمہ ظہور

آمدہ و شجر ہائے شریف کہ پیر و مرشدیم را با حضرت توسل است

قطعہ تاریخ من طبع زاد احمد العباد - قطعہ
درینجا کہ شاہ قلندر ز دنیا سفر کرد از ما سوائے دار عقبی

وقت عشتا خواست ملک اید را
بگفت ہاتھ عجب کن گوش بابا
گرفت از پیے خوش باغ آرام ہا
۱۲۴۸ھ

شب بیت و ہفتیم ماہ رمضان
چو تاریخ سال وصالش حکتم
بفضل خدا آن ولی زمانہ

سوز و درد طبع زاوہا جزا وہ سعادت آگین شاہ غلام محی الدین طال اللہ عمرہ

جہاں ر درد دل آگاہ کن
بر دم در محنت و غم کشود
چہ دردے کہ از چرخ جہان کشید
چہ سوزے کہ سوز و زبان بیاں
ز نار فراقش وجودم سوخت
چہ آتش زوہشت گم
ز بگذاشت باقی ز جان خراب
رسد بر تن زار جان تریں
نہ نمود باز آن شہ دہں جمال
کم حسیت بر سبت آن شاہ دہں
یتیمانہ بر ایستہ غم گداشت
بطوریکہ کے بود ابر من جسم
یتیم و گرفتار دایم بلا
بنیماں سحران رن دکن
غم از تن بردھ و قرار
گند دیر میاے این ستہ جان
بر دم بند رخ باب یقیں
بفریاد تو آہ سر یاد رس

غلامی بیاناہ و آہ کن
چہ دردے کہ آرام جانم ر بود
پہ دردے کہ از دہر بریا رسید
چہ دردے کہ ہر سوز جان
چہ سوزیکہ از تار و پودم سوخت
چہ سوزیکہ گشت مقیم دم
چہ سوزیکہ از رحلت آنجذب
چہ سوزیکہ در ہجر آن شاہ دہں
دریجا کہ من بعد از انتقال
از اندم کہ بر سیر خدیبریں
انہر بود باز اتقانے کہ داشت
نیر رسید گہے بلطافہ قیم
ز احوال زار من بے نوا
کہ چو نسبت حال تو فرزند من
چہ سازم سالانہ کہ ہم زار
کہ باشد پو آن شاہ عالی مکان
کہ بزفات آن ہادی راہ دہں
دلانیست پر اد دریں روز کس

بباید کہ اندر رخصتائے خدا
 کہ ہر کس دریں دیر ناپائیدار
 پس از نالہ و گریہ آسائے دراز
 نگر دو دریں آہ و بیکر حصول
 چہ خوش گفت سعدی دریں باب ہاں
 بکن میر کن منکر تاریخ او
 پس از فکر کردم نہ ہائے سوال
 چہیں داد این خستہ جاں را جواب
 شب بست و ہنم مہ روزہ بود
 ندانی کہ آن شاہ نیکو نساہ
 در غم چو بکشاہ بر دوستے تو

شوی صابر و شکر سازی ادا
 مانند بجز دار دار القرار
 چہ حاصل بجز آہ سوز و گداز
 نہ در این رخصتائے خدا و رسول
 صیوری بود کار صاحب دلاں
 بطوریکہ سر میزند طبع تو
 کہ کے خورد آن شاہ جام کمال
 کہ لے در غمش اوفتادہ خراب
 کہ رخصتوں برش باب جنت کشود
 قریب عشا جاں بجائے آباد
 ازاں درد و غم گشت تاریخ او

مرثیہ درد افرا مہ قطعہ تاریخ طبع او خرمی عظمیٰ حقائق منش میاں میاں اوقد

درینجا کہ آن میر عالی مکان
 درینجا کہ آن ہادی راہ دین
 درینجا کہ آن فکر ذکر حق
 درینجا کہ آن قدوۃ الواصلین
 سفر کرد زین دیر ناپائیدار
 خرامید در بوستان جنان
 نوشید جام از شراب سرور
 بمطلوب پیوست گردید شاد
 ز آہ پیمان چہاں کرد رو
 ازین حسرت و فرقت آئے دوستان

تقدیر صفت شاہ سرد و جہاں
 منور کن چشم اہل یقین
 بذر از ہمہ خالق برده سین
 درینجا کہ آن زبده العارفين
 کمر بست بر عزم دار القرار
 اقامت گزیں شد دران بوستان
 شرف یافت اندر مقام حضور
 مکنین مکان شد کہ بودش مراد
 کہ باز م نظر نباید از بیخ سو
 شدہ خون دلما ز دیدہ نرواں

وزیر غم شده جمله عالم سیاه
 دلے رخ نه بنمود آن جان جان
 دل و جان خود تا برود ز حسیب
 بقرب محمد علیه السلام
 سر انجام تاریخ آن شاه کن
 آرام گاه جان کرد خواب
 قریب عشاکان شهنشاه غنود
 بمن با نف غیب گفت آن زبان
 تو سال وصالش ز مرغوب جو ^{۱۲۶۸}

از پی دره شد غمش بر ما تباہ
 نمودیم هر چند آه و فغان
 سیردیم آخر بصیر و شکیب
 مگر باز بینیم روز قسام
 دلادرد غم را تو کوتاه کن
 که چون آن شهنشاه عالیجناب
 شب بست و هفتم ز رمضان بود
 خبر بستم از سال تاریخ آن
 که یاد خدا بود مرغوب او

که بد از همه او بیا برگزیده
 آرامگاه بقا آرمیده
 شراب مراد وصالش چشیده
 گفتا که روحش بخت رسیده

شده ما قلند بر وصف حمیده
 رها کرد دیر فقا را خوش
 بدیدار دلدار مسرگشته
 ز ماقت بیه سید از سال آن

شجره سهروردیه ^{سنه ۱۲۶۸} بنام شاه غلام کن الدین المشهور بشاه مراد بخش علیه الرحمه

اسم شریف شاه خدا بخش در جان
 مشهور بود نام الوافتح بے گمان
 نو بود قبلد گامی آن ^{سنه ۱۲۶۸}
 در عهد خوشتر جان و جانان
 الوافتح نام نور هدایت کرده عیان
 بین زمان که برقرار است نام آن
 بود است قنقش بخش مریدان طالبان

یارب بسوز سینه آن بادی زان
 یارب بسوز سینه آری پیر شاه جو
 یارب بسوز سینه آن شاه یواشن
 یارب بسوز سینه فخر الشد آنکه بود
 یارب بسوز سینه آن اولیا که داشت
 یارب بسوز سینه آن شاه ذوالکرام
 یارب بسوز سینه آن عبد الجلیل کو

بوالفتح پیر کابل و ہادی گمراہاں
 ختم المقربین کہ برد بد نہاں عیاں
 ہم شیخ جوہر لقب در جہاں بدیاں
 مفتاح غنچ فیض طریقت بدست آن
 شیخ زمانہ بود عزیز مفسر یاں
 کو بد بھد خویش ز پیران کمالاں
 کروے نور است یقین روتے راشکاں
 شاہ سرید وحدت و سلطان تارکاں
 بکتائے دہر واقعہ اسرار کن بیکال
 سازند خاک در گمش اہل بصیرتاں
 قاصر زبان بحدت اوست در دہاں
 امش با احترام نہادند مقبلاں
 شیخ زمانہ او حد دہر از اکابراں
 آمد ابو محمد و مخدوم سالکاں
 خواہد بطرز ہائے اگر گلک دوزباں
 شیخ شہاب دین شہ سہروردیاں
 یعنی ابو نجیب مکرّم ز خاصگاں
 شیخ وجیہ دین عمر پیر کمالاں
 یعنی کہ احمد اسود پیر محققاں
 ممشاد شیخ دین دری فخر دودماں
 حضرت جنید خطہ بغداد را اماں
 ازوے نباست خانہ ارشاد سقپیاں
 روشن کروست شمع شمعستان کرخیاں

یارب بسوز سینیہ آل شیخ اولیا
 یارب بسوز سینیہ سلطان عارفین
 مشہور قطب عالم و عید الجلیل نام
 یارب بسوز شیخ ابوالفتح آنکہ بود
 یارب بسوز سینیہ عبد العزیز کو
 یارب بسوز سینیہ شیخ شہاب دین
 یارب بسوز سینیہ آل شیخ لوردین
 یارب بسوز سینیہ آل تاج اولیا
 یعنی کہ شیخ حاکم ابوالنسیب ہاشمی
 یارب بسوز سینیہ شامیکہ کل چشم
 فیض اللہ شیخ ابوالفتح شاہ کنین
 یارب بسوز سینیہ عارف کہ صد دین
 یارب بسوز سینیہ آل شاہ محترم
 یارب بہاد دین ز کربا کہ اسم او
 توان بیاں نمود ز صد یک زرتہ اش
 یارب بسوز سینیہ شیخ اشیروخ دہر
 یارب بسوز سینیہ شیخ ضیاء الدین
 یارب بسوز سینیہ آن صاحب کمال
 یارب بسوز سینیہ آل شیخ اہل درد
 یارب بسوز سینیہ آل سطر آلہ
 یارب بسوز سینیہ آل شیخ کاکلی
 یارب بسوز سینیہ سری سقظی آنکہ
 یارب بسوز سینیہ معروف کرخی آنکہ

داود طائی سرور و سالار خاندان
 هر پسر بصره و مقبول انش و جان
 سرد فتر ولایت و برهان عازمان
 باب علوم سینیه ختم نیمتیراں
 مولود اوست بطحی و یثرب سریراں
 کن فتح باب برمن و بر جلد و ستاں
 باشد بدل دایم چو در جسمهاست جان
 بردار خاطر مبخشدانی خود ازاں
 برنتائے ہمت خود زود تر رساں

یارب بسوز سینہ ان پیشوائے خلق
 یارب بسوز سینہ ان خواجہ حسن
 یارب بسوز سینہ ان منظر اتم
 یعنی ولی علی اسد اللہیت لشکر
 یارب بذات پاک محمد کہ در عرب
 از بر آل پاک و صحاباں آنجناب
 آن فتح باب صیبت محبت بذات تو
 از حب ان کہ راس خطیبات آمد
 دارم مراد آنکہ بلطف عمیم خویش

شجرہ چشتیہ صابریہ کہ از جناب فیض مآب حضرت مولانا صاحب شیخ بد الدین
 چشتی القادری رکنی تم لکھنوی قدس سرہ بحضرت پیر و مرشدیم حضرت قلند شاہ
 رسیدہ من تصنیف مبارک

ینام شہنشاہ ملک قدم
 زبان درد ہام نہاد و دران
 کہ بخشید باریا وجود از عدم
 نہاں کرد حد گنج نطق و بیان

مکملہ شجرہ سرورویہ از نیاز مند بزرگان غلام دستگیر اجمی کہ آغاز بخوانند

یارب بسوز سینہ ان پیر خوش بیاں
 یارب بسوز سینہ ان رعب و اریں
 یارب بسوز پیر غلام محی الدین
 یارب بسوز سینہ ان قطب عمد خویش
 یارب بسوز سینہ ان عاشق الہ
 یارب بسوز پیر کرم شاہ شاہی
 نامش محمد اشرف عالم بیز و شان
 خورشید عالم اسم شریفش دریں جاں
 اب محمد اشرف خورشید بکیاں
 ابن مستنشاہ قلند رفیروشان
 یعنی مراد بخش مریدان دھالیاں
 قبرش بہ شہر نانا بھنا پور در بدان

بفریادِ ہر کس بزودی رسے
 کہ باشد نہ سرشید آرادہ
 گرفتار باشد دانش مویب
 ہمہ از سرم رفت فرزانگی
 سلوک رہ عقل شد مشکلم
 دے از خودی خود اہم بردی
 بجز بیخ در پیم پیم نیست
 بجز بیخ اں زلف پرتاب و بیخ
 در اں راہ بے بیخ ز خیر یا
 نہ بے ہوش یا بجائے نہد
 ہکے کو نغمہ جنس گفتگو است
 دعائے بدر گاہ اللہ کن
 بیایان دیں در مناجات کوش
 شہنشاہ اقلیہ کشف و یقین
 ز غیر تو بر تافتہ بود رو
 محمد شریف خوش اندیشہ
 براہیم ما عرقہ بجز نور
 کہ نام بلند کشن بود بوسید
 کہ قدرش بلند است و نامش نظام
 جلائے بدیں کردہ بس سردی
 شہ عید قدوس روشن ہنمیر
 محمد شہ دین صاحب کمال
 کہ نامش بود عارف رازداں

اجابت کن دعوت ہر کسے
 خصوصاً بفریادِ آرادہ
 مگر اں در اں حلقہ زلفت او
 سخن رفت در زلف دیوانگی
 داند درون دماغ دلم
 نم لاجسرم پا براہ جنوں
 کہ راہ خودی غیر صمد بیخ نیست
 رہ بخودی بیخ دارد نہ بیخ
 کہ سر بیخ او بہت دیوانہ را
 کہ تا سوئے غیرے نہ گامے زند
 قلندر نہ پایان این گفتگوست
 خموشی گزین قصہ کوتاہ کن
 ز درد دل خود بر آور خروش
 خدایا یا وحید شدہ پدید
 خدایا بفتح محمد کہ او
 خدایا بہ اں بندگی پیشہ
 خدایا یاں پیر آرام پور
 خدایا یاں صاحب کشف و دید
 خدایا یاں پیر عالی مقام
 خدایا یاں شاہ تھانیسری
 خدایا یاں پیر بر تاء پیر
 خدایا یاں پیر دختہ فال
 خدایا یاں پیشوائے جہاں

خدایا یان احمد حق جو
 خدایا یان شیخ جلال جلیل
 خدایا یان شمس دنیا و دین
 خدایا که با احمد علی که او
 خدایا بتنا هفتاد بحسرویه
 خدایا بدان قطب دین ختیا
 خدایا بدان خواجه اهل دین
 با جمیر آن شاه دارد مقام
 خدایا بدان خواجه هارون
 خدایا به آن وقت به نصیحت
 خدایا یان پیشوا سید امام
 خدایا یان شاه سید و فنا
 خدایا یان خواجه پشیمان
 خدایا یان خواجه اهل طاعت
 خدایا یان خواجه بوشاق
 خدایا یان شاه منشا و زاد
 خدایا یان خواجه نیک فن
 خدایا یان خواجه نیک نو
 خدایا یان غرق بحر شهود
 خدایا یان صاحب وهدو حال
 خدایا یان خواجه پور زید
 خدایا یان شاه لیسرا حسن
 خدایا یان شاه ولایت پناه

که عید الحق آمد خطابش ز تو
 که شد طایبان را بسویت دلیل
 که روشن شد از نسبه زمان و دین
 ایسه هر با بنی داشت در راه تو
 فرید جهاں شیخ گنج شکر
 شه دو بهن مانک نامیدار
 که در کار ما هست هر دو معین
 کشاوه در فیض بر عالم و تمام
 شه ذوالکرم یعنی عثمان من
 شهنشاه دین یعنی حاجی شریف
 شه پشیمان خواجه بود نام
 ابو محمد آل ناصر دین
 که مشرف بود بو محمد عباس
 ابو احمد ابراهیم اهل بهشت
 که شایخ اچیتق است لایق
 کوشا که درین شرف زو براد
 اسیرا که لجه نیت مثل حسن
 خدیفه که در غنای بود جاکه
 بر اسم آدم که صلوات بود
 شمس پانین و شمس درین حال
 شه عبد واحد میرا شهید
 که منبول کردش شه بو اسن
 علی ولی صاحب عرو و جاه

خدا یا بشناسنته انبیا
 محمد که با او برو بار بار
 مراد من و جمله یاران من
 بر آور بر آور بطلعت و کم
 به پیران عظام عالی مقام
 قلندر و گری بار دست دعا
 مساجد سعیدی فرایاد کن
 خدایا بذات خداوندیت
 بیسبک حجاج بیت الحرام
 بتکبیر مردان شمشیر زن
 بطاعت پیران آراسته
 که مارا درین ورطه یک نفس
 گراز جهل غائب شدم روز چند
 بحقت که چشمم ز باطل بدوز
 خدایا بختی نبی فاطمه
 اگر دعوتم رد کنی در قبول
 برو ز جزا شافع جرم ما
 خدا جان همچو من صد هزار
 مجبان من دوستداران من
 بدینا و عقیقی و در دین هم
 بجای محمد علیه السلام
 بر آور بدرگاه رب العالی
 بدرگاه دادار فریاد کن
 باوصاف بمثل و مانندت
 بمدفون بیژن علیه السلام
 که مرد و غار را شمارند زن
 بصدق جوانان زحاسته
 زنگ دو گفتن بفریاد رس
 چو باز آدم در بروم نمیند
 غورت که فردا بنارم مسوز
 که بر قول ایماں کنی خاتم
 من و دست و دامان ان رسول

سلاسل خمسہ کہ از طرف قطب الاقطاب فر و الاجتاب حضرت
 شاہ اجل صاحب الہ آبادی حضرت پیر مرشدیم قلندر شاہ مجاز و مازون
 شدہ بروین خمسہ منظلوم فرمودہ اند

ای شجرہ چشمتیہ
 میکنم آغاز محمد خدا باز کنم نعت شہ انبیا

بیک سو شده از خوب و زشت
 حضرت اجل شریف روزگار
 چشم و چراغ همه روشنند
 مطلع انوار النبی دشر
 سایه او باد بفرق جهان
 چون شده افضیال خدا شامش
 حضرت شاه ناصر و الاجاب
 باز دگر فیض الهی ربود
 از پی در دل عالم طیب
 شاه مصیب از جناب پدر
 حضرت دختر شریف عالمقام
 فخر و ناصر و شهنشاه دین
 قطب خدا ہادی برنا و پیر
 افضل اقطاب شد و سزا
 مرشد او بود شہ کائنات
 سید اقطاب محمد کہ بود
 مرشد او بود شہ دین جمال
 مرشد او بود براہ سداد
 او زہائے حق و دین نادر
 کردہ از وسع سرور خیل کرام
 مرشد او بود شہ جویند

نظم کنم شجرہ پیران چشت
 نور یتیم ہمدست روزگار
 قبلہ آفاق شدہ مقبلان
 واقعت اسرار کما ہی و نش
 تاکہ بود عمر زمین و زمان
 گشت مرید پدر کاملش
 مرشد دین شیخ ہمہ شیخ و شاب
 زابن علم خویشتن آن کمان جود
 حضرت من قطب آل و دین مصیب
 یافت کمالات ز حد بیشتر
 شیخ ہدایا ہر خاص و عام
 فیض ربودند ز شیخ ہمہ
 حضرت خوب آتہ روشن ضمیر
 او ز جناب شریف اولیا
 واقعت اسرار خفی و جہی
 زیب دہ منہ کشف و شہود
 کوردے قبلہ ارباب حال
 حضرت مخدوم جان رشاد
 شد ہمداد دل خود کا مگار
 حضرت سیار حصول کرام
 شیخ بہاد حق دین عین نور

۱۔ کاپی مقلع کاپور باب دریا کے جناں میں شہ کا پوی از اولاد حضرت سید احمد توحید ترمذی (نامی)
 ۲۔ بہار الدین جویندی مرید شیخ محمد علی (نامی)

اوز دو پیران ولایت شعار
 اوز ہادی رہ دین رشاد
 مرشد او حضرت فتح اللہ است
 اوست ز صدر گریا صدر دین
 یافتہ او از شہ عالی مکان
 مرشد را پیش شرف اولیا است
 شیخ نظام دل و دین کہ بود
 بار دگر باد شہ جو پور
 یافت از ان شاہ ولایت تاب
 مرشد او بود جہاں را امام
 اوز شہ نور کہ قطب خداست
 اوز علاء الحق عالم پناہ
 او شد از خدمت شیخ بہان
 اوز سلطان مشائخ نظام
 بر دل سلطان مشائخ کشاد
 گنج شکر قبلہ عرفانیان
 رہبر او بود براہ خدا
 یافتہ او فیض خدا کے سین
 قطب جہاں قبلہ کون و مکان
 مرشد او بود شہ ہارون
 مرشد او بود امام ہدا
 راہ نمودش بحجاب الہ

یافتہ این سلسلہ نامدار
 شیخ محمد بن عیسیٰ راد
 آنکہ بر اقلیم ولایت شہ است
 راہ نمائے رہ حق ایقین
 شیخ نصیر حق دین کام جان
 آنکہ بحق را بہر اصفیا است
 عاشق و معشوق جناب و دود
 شیخ بہا فیض خدا کے غفور
 سید حامد شہ عالیجناب
 غوث خدا قطب ولایت رحام (۹)
 نام خود آسا ہمہ نور و ضیاء است
 یافت بدرگاہ خدا عز و جہا
 شیخ سراج حق دین کامران
 در رہ ارشاد بر آورده نام
 باب معارف ز امام عباد
 راس رئیس ہمہ ایقانیان
 قطب زمان دانی ہر دوسرا
 از بدد خواجہ دنیا و دین
 خواجہ معین زیب دہ چشتیان
 خواجہ عثمان امام زمین
 خواجہ شریف آن شرف اصفیا
 خواجہ مودود ولایت پناہ

نیز بہاد الدین جو پوری کو خلافت علامہ شاہ سے ملی ص ۱۹۱ خزینہ (نامی) علامہ الدین بن شیخ نور الدین ابو دینی از اہل شیخ

گشت مراد را بخدا راہبر
 ہادی او بود شہ خاص و عام
 مرشد او بود شہ محترم
 داد مر او راز ہدایت خلاق
 کرد با سب را رخشا آگوش
 گشت دلینش برہ ذوالجلال
 اوز ہدایقہ کہ بود مرعشے
 او کہ یاقلیم ولا راندہ ریش
 خواجہ دین قیلہ ہالہ فطیس
 مرشد را پیش پیر زید بود
 اوز حسن اس شرف تابعین
 قایز ہر آرزوئے خویش گشت
 خواجہ حسن را شدہ بخت بلند
 لو بوئے لالائے محیط وجود
 آنکہ شدہ تخت گئے لافناست
 آنکہ باو سلسلہ ہ منتهی است
 شیر خدا آنکہ علی نام اوست
 کردہ نبی بر مہ کس والی اش
 نکتہ من گشت ہر آنکس کہ خواند
 ہفت او این ہمہ عز و علا
 این ہمہ فیضان ظہور بطوان
 از شرف ہدایت خیر الامم
 باد شہ ملک رسالت بحق

خواجہ ابو یوسف والا گہ
 مرشد دین خواجہ سید محمد بنام
 خواجہ ابو احمد فرخ شمیم
 خواجہ ارباب صفا بو سحاق
 خواجہ مشاد امام ریش
 خواجہ ہیرا شہ با کمال
 فیض رپودہ بہ غدو و عشق
 خواجہ براسیم شدہ فیض بخش
 فیض دیش بود بہر یوم و لیل
 آنکہ ہمان در نظرش قید بود
 آنکس دہر عالم روئے زمین
 واجد در مان دل ریش گشت
 را ہما سوئے شہ ارجمند
 والی والائے محیط وجود
 ہر منیر فلک انما است
 آنکہ باو جملہ جہاں ملحقی است
 ارض و سما بندہ انعام اوست
 بس بود این منقبت عالی اش
 برویش این راز نہ پوشیدہ ماند
 این ہمہ مجدد و شرف و اعلا
 این ہمہ انوار بطون اندرون
 بقوت ایجاد خلائق تمام
 والی اقلیم جلالت بحق

یہی جی کاہیں دوست ہوں اس کا کل ہی دوست سے دوستی کا مقصد نہیں رہا

یہی جی کاہیں دوست ہوں اس کا کل ہی دوست سے دوستی کا مقصد نہیں رہا

۱۰ حضرت علیؑ پرین کے مال غنیمت کے ہریت کے متن نکتہ چینی ہوں غنی جو نکتہ نہیں پہنچا ہی۔ اس سے رسول اللہ ﷺ

را میر جمیل گروسی رسل
 مطلع برجسته دیوان کون
 فاحه ز پر او قنوت یقین (۹)
 خاک ریش میری هر است و ماه
 بنده از بچو سلیمان هزار
 طعنه زد آتش بفلک خاک را
 تاج سر عرش ز نعلین او
 شام و سحر باد زحی و دود
 جان و دلم محو و لایش شواد
 اسے بر بہت روئے ہمہ راہ ہمہ
 بنده ام عاجز م دے کسم
 بارگنہ کرد مرا لیس زبون
 دریم عھیان گت اسم تمام
 عاسیم و مذنب و ناکارہ ام
 برق گناہ خرمن دیم بسوخت
 ساختہ مانند مہ خامہ ام
 ظلمت عھیان و گتہ رشتے من
 جرم من از برگ درختاں فروست
 بہر شہ خطہ دشیا و دین
 ہم بخت اینہمہ دین پروران
 عفو کن از لطف و کردہائے خویش
 شو ز من دیدہ گریان من
 سوز در آتش کدہ سینہ ام

را میر جمیل گروسی رسل
 بسطہ تازہ عنوان کون
 خاتمہ مہ نبوت یقین
 نقش پیش عینک نور نگاہ
 کیست سکندر کہ بود در شمار
 عد شرف از مقدس افلاک را
 باعث صد زینت و صد زین او
 بر شے و بر آل کرامش درود
 آب و گلم صرف عنایتش شواد
 وے کرمت پشت و پناہ ہمہ
 خوردہ نہ غم ناوک جور و ستم
 شد الفت قامت من بچو نون
 غوطہ زمان روز و شب صبح و شام
 در برو دشت گند آوارہ ام
 آتش طرفہ بوجودم آفر و خمت
 تیرگی جرم سیاہ نامہ ام
 کرد سبب تیرہ سیاہ سوسے من
 وز عدد ریک بیاباں فروست
 سید عالم شرف مر سین
 خلق خدا را بخدا رہبان
 جرم و خطام کہ پیش است پیش
 نامہ جرم من و عھیان من
 رخت گناہ نو و دیرینہ ام

تو به عنایت کن زان ساں که باز
 از شر نفسی دریم ده امان
 این دو عدد پیوسته دین من مذ
 چیره کن بر سرم این بر دورا
 از دل من خواهش دنیایه دوں
 ره بده از لطف بسوی خودم
 جذبه از خویش رفیقم بکن
 آتش عشقت بدلم بر فروز
 عشق تو بس روشنی جان من
 درد تو در مان دل من بس است
 باده از عشق بحالتم بریز
 بروم از لطف او بختایسته
 به هوات در محبوب حق
 شوق دل خویش چه سازم رقم
 بپوشیدم بر آتش تپان
 گشت ازین غم جگر خون همه
 بار خدایا بشه طیبه ام
 زود رسان بر در خیر الامام
 خاک در شش سرمه چشم نما
 جان و تنم خاک ره او بکن
 تا اید الدرد راں شه پاک
 باز ازان بقعه بروم کن
 زندگی و موت مرا کن در آن

در ره عصیان نکتم ترکت ساز
 و از شر شیطان لعینم رهان
 شام و سحر که بکین من اند
 شیر کن بر سرم این بر دورا
 دور کن و شو بخودم ره نمون
 خواں ز کرم بر سر کوسه خودم
 رهبر این طرفه طریقم بکن
 هر چه ازان جز تو بود پاک سوز
 عشق تو بس شمع شبستان من
 درد تو جان از پی من تن بس است
 جامم غم خویش بکالم بریز
 شوز غمت راه بده افزایسته (۹)
 از دو جهان مطلب و مطلوب حق
 تاب رقم نیست لوح و قلم
 نیست فرام ز پیش بکیر ماں
 چشم من از خون شده همچون همه
 زود روان کن بره طیبه ام
 خواه که کونین شه خاص عام
 روشنی جان و دلم زان ذرا
 خاک ره جلوه که او بکن
 دار نقیم بدل تابناک
 سینه ازین واقعه خونم کن
 موت مرا فوت مرا کن در آن

مدفن من بقیعہ شریف
نیست جز این مقصد اقصائی من
از رہ الطاف و کرم اے لطیف
گرنہ روایت کنی وائے من

(۲) شجرہ قادریہ

یارب بکمال اجل وقت
سر حلقہ اہل کشف و عرفان
یارب بکمال آن سرافراز
کش نام غلام قطب دین بود
یارب بکمال دو شہنشاہ
فخر کہ یگنہ زمان بود
یارب بکمال قطب اسلام
خوب اللہ امام جملہ اقطاب
یارب بکمال افضل عصر
زینت وہ مسند ولایت
یارب بکمال آن معظم
آن رہبر مقتدائے ابرار
یارب بکمال آن گرامی
شامیکہ جمال اولی بود
یارب بکمال شیخ والا
شامیکہ ازو بدین ہدی بود
یارب بکمال پیر اختیار
ہادی رہ جناب یاری
یارب بکمال آن برہم

زنگین گل باغ افضل وقت
بر اوج کمال ہر تاباں
دانائے رموز عارفان
برداشت جہاں از ویسے سود
دو ہر سپہر عزت و جاہ
ناہر کہ امام عارفان بود
اعجوبہ دہر غوث ایام
محبوب جناب رب ارباب
آن قطب زمان اکمل عصر
آرائش محفل ہدایت
آن سید خلق قطب عالم
یعنی کہ فخر نیکو کار
آن خسرو ملک نیکنامی
آرائش بزم اعصیا بود
مخصوص جناب حق تعالی
معروف بقاضی جیا بود
سردنتر عارفان اسرار
آن شیخ محمد بھکاری
مستوجب صد ہزار تعظیم

ثنائیکہ با یرج است جایش
 یارب بکمال آن ستوده
 زو بود فیائے دین و ملت
 یارب بکمال آنکه آمد
 جیلان بودش مقام مسکن
 یارب بکمال چشمه نور
 سید حسن آن یگانہ دہر
 یارب بکمال سید موسیٰ
 آن عاشق ذات بی نیازی
 یارب بکمال شیخ اکمل
 آن سید علی امام دوران
 یارب بکمال آن محمد
 دانائے علوم حق شناسا
 یارب بکمال شیخ اکرم
 سید حسن آن ولی یزدان
 یارب بکمال شیخ عارف
 شاہی کہ محمد است نامش
 یارب بکمال عاشق ذات
 بونہر کہ محی دین لقب داشت
 یارب بکمال آن شہ دین
 صالح کہ بود ابو محمد
 یارب بکمال سید خلق
 در دور زمان خویشتن طاق
 بنواختہ اش بسے خدایش
 کشت مثل بدور او نموده
 یعنی کہ بہائے دین و ملت
 مجموعہ زارے حد و عد
 آن سید احمد نکونن
 در دین نموده سعی مشکور
 کو یافتہ از خدا بسے بہر
 آن جابر قسطہائے ادنی (۶)
 مست بدم عشق بازی
 مستکمل خویش را مکمل
 شامنشہ ملک فضل و احسان
 آن نزد خدا بسے مجد
 مشہور جهان بچوش آسا
 آن نزد خدا بسے مکرم
 آن خاہد بارگاہ منان
 آن گوہر معدن موارف
 حاصل ز خدائے جلد کاش
 عنوان صحیفہ کمالات
 از آتش عشق تاب تاب داشت
 آن خسرو ملک عز و تکمیل
 کنیت ابی امام امجد
 اندر ہمہ دم موید خلق
 مہوم بسید عبد رزاق

آن بر همه اولیا مقدم
 شامشسته ملک بمشالی
 آن شیخ ہمہ شیوخ و بجاہ
 یعنی کہ ابو سعید نامی
 آن قدوہ خاص و ریسر عام
 یعنی کہ ابو الحسن شہ دین
 بنمودہ ہمہ حجاب راسخ
 از خلق و حقش بس آفرین بود
 آن ذر وہ حق سے مجاہد
 سر دستر کافہ اکابر
 آن کان مکارم معالی
 شلی حق رہنمائے عالم
 آن مہر سپہر فیض و ارشاد
 آن رہبر راہ حق تعالی
 عراف براز حی اول
 آن راس در رئیس اہل یقین
 کمرخی ہمہ کمال موصوف
 دانائے رموز حق کماہی
 آن یافستہ از خودی رہائی
 داؤد صفت تمام ایمان
 مملوز فیض اوست ہر دم
 آن مطلع اختر کرامت
 یعنی کہ رضاء امام عالم

یارب بکمال غوث اعظم
 محبوب جناب ذوالجلالی
 یارب بکمال رہبر راہ
 آن نزد خدا سے گرامی
 یارب بکمال آن نگو نام
 آن صاحب عز و جاہ و تکین
 یارب بکمال واصل حق
 یوسفت کہ عزیز معر دین بود
 یارب بکمال عبد واحد
 آن کان مناقب و مفاخر
 یارب بکمال شیخ عالی
 فارغ دل او ز دلت و ذم
 یارب بکمال شیخ بغداد
 آل مرشد دین جنید والا
 یارب بکمال شیخ اکمل
 یعنی سر آن تمام عرفان
 یارب بکمال شیخ معروف
 آن کان معارف الہی
 یارب بکمال شیخ طائی
 جان باختر براہ جانان
 یارب بکمال آنکہ عالم
 آن مشرق نیر امامت
 آن مفرج جسد و لد آدم

سر حلقہ خیل دین پیمان
 رنگین گل بوستان احمد
 سالار اکرام و اعظم
 آن اور کارخانہ قدر
 آن سرو حدیث نبوت
 شامشہ دین امام جعفر
 کز مرتبہ اشرف کے نہ آگاہ
 آرام دل رسول رہبر
 در چشم جہاں از و ضیا است
 یعنی کہ امام زین عباد
 ارشاد و خلافتش بزم
 در بحر معانی است او
 کز نور وے است مرتاب
 فخر گرما شفیق عصیاں
 آرائش مستند کرامت
 یعنی کہ حسین امام کوثر
 آنجا کے نشین شاہ بولاں
 آن قوت بازو کے پیر
 آن منہ پیشہ ایت
 کشف سرار درونی
 آن اعظم زمرہ انارون
 مدوح حدیث انبیا مہی
 شامیکہ رکاز ارتقا بود

یارب بکمال شاہ شاہان
 روشن گہرے زکان احمد
 یعنی شہ دین امام کاظم
 یارب بکمال آن شاہ سید
 آن لالہ گلشن نبوت
 افلاک و زمین از و منور
 یارب بکمال آن شہنشاہ
 آن روشنی دو چشم حیدر
 باقر کہ امام دوسرا است
 یارب بکمال آنتہ راد
 آن قدوہ زمرہ ائمہ
 شامیکہ علی ثانی است او
 یارب بکمال آفتاب
 شاہ شہ را امام دوراں
 شامشہ خطہ امامت
 معصوم ز جملہ شہوشین
 یارب بکمال حیدر پاک
 آن ابن عم رسول رہبر
 آن حیدر بشتہ ولایت
 آن قائل حکمت سلونی
 آن باب مدینہ معارف
 موصوف صفات تم کس
 شامیکہ امام اولیا بود

آن فخر بر آخر و بر اول
 آن شافع جسد خطایا
 آن اولی جمله حقان
 ناجی ز مساک و دادم
 و ستنش گرفت لطف بسوز
 آتش نخل گشت گلزار
 بس کرد کرم بچاه کنعان
 صد گونه عنایت و بیست سود
 لطف و کرم و عطا پیای
 فخر همه انبیا غلامش
 الطافات بحان مضطرب کن
 در حالت پر مال من بین
 زان نامه خود سیاه کردم
 فضل و کرمست پناه من بس
 بگر بامید و ارفق من
 از تاج عطاست سر ترازم
 کن زنده دل من الم کیش
 خواں بر سر کوسے خوش مارا
 شو قم بو صالک خویشتن ده
 شمعے بسرا کے من بر افروز
 کن از سے عشق خویش مستم
 دروے کے کہ رہاند از تداامت
 آرام ده روان من اوست

یارب یکسال شاه مرسل
 آن خسرو کافه بر ایا
 آن باعث خلقت خلائق
 شامیکه ز فیض او شد آدم
 شامیکه چو گشت یاور روح
 شامیکه چو کرد لطف آنها
 شامیکه بحالی ماہ کنعان
 شامیکه کلیم را ازو بود
 شامیکه مسیح داشت ارغی
 قربان سر من بنام نامش
 بر حالت زار من کرم کن
 از لطف و کرم بحال من بین
 هر چند که بس گناه کردم
 لطف تو امید گاه من بس
 منگر بگناہ گامی من
 از بخشش عفو خود تو از من
 از آب حیات رحمت خویش
 ده راه بسوئے خوش مارا
 عشق بحسب حال خویشتن ده
 از آتش عشق غانسان سوز
 ده ساعتر شوق خود بدستم
 در دے بدلم بکن کرامت
 در دے که دوائے جان من اوست

در رنج و بلا هبوریم ده
 از جیفه این کمینہ دنیا
 بر جاہ و شرع استقامت
 مشغول بکن دل حزیم
 از نور سخن روانم افروز
 تار کی بدعت کدر
 زین بادہ سرا حیم تھی ساز
 از ظلمت بند دورم انگن
 یعنی برساں بطیبہ پاک
 مخطوط کن از زیارت شاہ
 آن شاہیکہ بر کہست جزو
 در جملہ اماکن مکرم
 از عیش متبارہ مساجد
 از فضل خود اسے خدارسانی
 مقبول کنی دعا برجا
 من بعد بطیبہ ام بدار
 تا موت من حزین بس زار
 مقبور بقیع پاک گرم
 اینست مرا مراد جالی
 یا رب بکمال این مکرم
 ہر روز بقائے شاہ اجل
 اقبال کمینہ چاکر شش باد
 از دنیائے دوس نفوریم ده
 دامن دل حزین میالا
 کن از کرم خودم کرامت
 با سنت خیر مرسلینم
 این شمع بخانماغم افروز
 از جان غمین من بروں بر
 این برق بخر منم مینداز
 در بحر بہا و نورم انگن
 آن مسکن شاہ تخت لولاک
 آن بر سیمہ خسرواں شہنشاہ
 نازد بغدادی در او
 در جملہ مساکن معظم
 آثار عیون و بر مشاہد
 بہ طلب متا رسائی
 حاجات کنی روا برجا
 زان شہر مرا بروں نیازی
 باشد بقدیم ستہ ابرار
 آسودہ دران مہاک گرم
 حاصل بکنش چنانکہ دانی
 ارباب معانی و مکرم
 از عمر جہاں شوا و اطول
 دولت ز ملازم درش باد

(۱۲) شجرہ سہروردیہ

وزیرِ تختِ شاہِ ارض و سما
 آں جگر گوشہ گانِ اخیارش
 شجرہ سہروردیہ منقولوم
 پیش تازِ جماعتِ شرفا
 آفتابِ مالکِ ایقان
 ماہِ تابانِ اوجِ جاہ و جلال
 کعبہٴ مقبلانِ سبحانی
 بادِ تاملِ مہر و مہ بود تا یاں
 یافت فیضِ زبابِ ماجدِ خویش
 بحرِ عرفان و کانِ صدق و صفا
 مقتدائے جانیاںِ اجل
 کو چو خورد شد در جہاں مے یافت
 راہبرِ شاہراہِ علمِ یقین
 بردوشند فائزِ مقاصدِ جاں
 آنکہ مثلش ندید ارض و سما
 دو مصفا کن ز جاہِ دین
 شیخِ یحییٰ امامِ حق و بشر
 مشہور در جہاں بحسبِ اللہ
 اشرفِ دور و اکملِ اقطاب
 قطبِ حق سیدِ محمدؐ اراد
 قبلہٴ محرابانِ رازِ خدا

بعد حمدِ خدائے بے ہمتا
 وزیرِ مدحِ آلِ اطہارِ شرف
 مے کنم از عنایتِ قیوم
 حضرتِ اجلِ آئشہٴ عرفا
 بادشاہِ اراکِ عرفاں
 شمعِ رونقِ فزائے یزومِ کمال
 قبلہٴ خاصگانِ یزدانی
 سایہٴ فیضِ او بر اہلِ جہاں
 شد مریدِ جنابِ والدِ خویش
 ناقصِ دینِ امامِ ملکِ بیدا
 بارِ دیگرِ شہِ جہاںِ اجل
 فیضِ حق از جنابِ شاہِ یقین
 فخرِ عالمِ غلامِ قطبِ الدین
 اوزِ بابِ شریفِ خودِ فیضان
 فخرِ زائرانِ شہِ والا
 ناصر و فخرِ آن دو خواجہٴ دین
 فیضِ برکتِ از جنابِ بدر
 قطبِ اقطابِ حقِ بلاِ استہاب
 فیضِ بردِ اوزِ فضلِ اقطاب
 اوزِ شاہِ مالکِ ارشاد
 اوزِ شیخِ جمالِ صدق و صفا

اوز شیخ قیام دین و دول
 اوز شیخ آنکہ خود دین اللہ است
 اوز خورشید دین بہادر زمین
 اوز شیخ علاؤ دین کہ ربود
 اوز راجو کہ شاہ قتال است
 اوز سید جلال عین کمال
 اوز رکن ولایت کبرا
 اوز صدر جماعت کبری
 اوز قطب ہدای امام عباد
 کہ اخص انخواص بڑاں بود
 اوز شیخ شیوخ رؤے زمین
 اوز شیخ ضیاء ملت دین
 اوز عمود امام محمد نام
 اوز کان مکارم سرید
 اوز بحر کمال و کان کرم
 اوز سر حلقہ کرام ورا
 اوز سلطان دین سری سقلمی
 اوز معروف امام اہل کمال
 اوز داؤد فیض بخش انا
 اوز راعی شہ حبیب عجم
 اوز بھری امام اہل بصرہ
 اوز شاہ مالک پوفون
 ذات او ذات حضرت نبوی

مرشد دین مکمل اکمل
 شیخ آدین کہ مرشد راہ است
 آنکہ شد جو نور ازو روشن
 گوئے سبقت ز اہل کشف و شہود
 آنکہ از وصف اوز باں لال است
 والہی کشور جمال و جلال
 رکن دین مقتدائے اہل عفا
 صدر دین کین عشق بحر ولا
 زکریا ہدای اہل رشاد
 والی تخت گاہ ملتان بود
 قبلہ اولیا شہاب الدین
 یونجب آں امام اہل نقیب
 مقتدائے ہمہ اولی الاہتمام
 مرشد غلق احمد اسود
 شیخ مشاد مقتدائے ام
 مرشد دین جمید شیخ ہدا
 مرشد راہ ہر سحر و طی
 عالمے را براہ بڑواں دال
 خانی آں پیشوائے
 آفتاب سید فضل و کرم
 حسن آں مقتدائے نوع بشر
 نام او نام ایند دینچوں
 نفس او نفس پاک مصطفوی

از کتاب مجید انفسنا
 وصف آن ذات وال من اللہ؟
 آدم اولیا بلا شک و ریب
 قوت بازوئے شہ تخت آفر
 بانی قلعه و قاء و فساق
 در صف دشمنان دین معذور
 او ز شاہ سریر نا اوحی
 سرو آزاد گلشن نازارغ
 تا جدایہ مالک لولاک
 چین آرائے گلشن طہ
 روشنی بخش دیدہ اسلام
 سرفرازی دہ نگو ساراں
 سبب آفرینش عالم
 قبلہ عرش کعبہ افلاک
 سید الانبیاء امام رسل
 رتبہ عالی کن کموکاراں
 قائد خلق سوئے راہ ہدا
 علوۃ خدائے بے پیاراں
 جان من خستہ بلایش باد
 نام او بر زبان من بادا
 مرا او نور بخش جانم باد
 دل من باد زخمی غم او
 غم او مایہ بخش زحمت من

یر نبوت کلام هست گوا
 مدح او انما یرید اللہ
 لوح ال بدائے شک و ریب
 ماجی کفر قاتل کفار
 قاصح خیر ضلال و نفاق
 یر ریبہ طینتاں حیدر
 رونق تخت آن هو ال علی
 یر دل سرو بارغ زو صدراع
 حکمران عناصر افلاک
 نخلیند ریاض او آذنی
 خاک پایش عیون ال ظلام
 مرہم ریش سینہ افکاراں
 غلت غالی وجود عم
 حاکم باد و آب و آتش و خاک
 حاصل از فیض او فصیح و سئل
 شافع زمرہ گنگاراں
 سالک راہ جنت الماد
 برے و آل پاک و بریاراں
 دل من بستہ ہوایش باد
 یاد او حرز جان من بادا
 عشق او مونس روانم باد
 داروئے من شواد مرہم او
 درد او مرہم جراحت من

لطفت او در دو کون حال من
 از نسیم عنایتش ہر آن
 وز کلید فیوض آن مولیٰ
 وز کرمائے آن غریب نواز
 حاجت من ہمہ قرین بحصول
 دل منور نہ نور سنت او
 سائک راہ شریع او دل من
 کعبہ کوسے او مطاب دلم
 جان من از سواد بند نفور
 منزلم گلشن مدینہ پاک
 جائے موت و حیات من طیبہ
 باد آہیں بریں دعا پر آن

کرمش حل نماے مشکل من
 غنچہ ام از گلشن شود خنداں
 قفل اشکال من سراسر وا
 در راحت بروئے من ہمہ باز
 حاصل جان من ہمہ نامول
 سینہ شاد از سرور سنت او
 تابع اصل و فرع او دل من
 گرد او ہر زمان طواف دلم
 بر رہ طیبہ جملہ شوق عبور
 گل عشرت بدامن دل چاک
 باد مہی مہات من طیبہ
 از ملائک زچین ہم زانسان

(۴) شجرہ ہداریہ

سپاس و ثنا ہے بے انتہا
 درود و سلام نسروں از شمار
 بال کرام و بیابان او
 سس سکشم بمجو در تخمین
 شہ اہل آن مسخر روزگار
 شہنشاہ اقلیم فضل و کمال
 جہان کریم کمان جود و سخا
 ندیو جہان سعادت بحق
 زلال نیال فیوض مدہم
 بذات خداوند ارمن و سما
 بشانمنشہ نقطہ اختیار
 باتباع فرشتہ کمران او
 عالیہ شجرہ بنظم متین
 گرامسایہ آرزو مدہم
 ہر افراز دیمہ جاہ و جلال
 محیطہ کہ ہائے صدق و عفا
 امام گروہ اعانت بحق
 بماناد ہر فرق ہر خاص عام

شہنشاہِ دینِ قدوہِ اولیا
 براہِ خدا دستگیرِ جہاں
 درخشاں میرِ آسمانِ کرم
 کہ بودست فیضش جو خوشبختِ عام
 شہِ قطبِ دینِ حاضر در گاہِ حق
 شدہ فائزِ قسطِ اوفائے خویش
 بحق رہنمایِ پندہِ حاضرِ عام
 شہانِ سریرِ فیوضِ و کرم
 ضیاءِ یابِ زانِ آفتابِ اند
 کہ بودست خوب اللہ شامِ پاک
 بملکِ ولایتِ شہِ نامدار
 محمد شہِ کالیبی متکا
 حدیجِ جہانِ جمالِ جو جلال
 کہ شد خطہ جو نورش مقام
 امامِ استینِ دینِ متین
 میرِ دینِ پڑ و ہانِ اربابِ حال
 شناسائے رازِ حقی و جعلی
 مبارکِ سراہلِ صدقِ و صفا
 بدر گاہِ یزداں بسے محترم
 سرورِ اولیائے کبار
 کہ بودست چوں ماہِ شامش مقام
 ضیاءِ بخشِ عرفانِ نگہِ عارفان
 امینِ دینِ اندر جہاں پیشوا

ز والدِ بودست فیضِ خدا
 محمد بن ناصر شہیرِ جہاں
 وگر بارہ اجلِ جہانِ کرم
 ز ابنِ عمِ خویشین یافت کلم
 بخلقِ خدا ہادیِ راہِ حق
 وے از والدِ پیرِ والائے خویش
 شہِ فاخر آں پیشوا کے کرام
 شہِ ناصر و حضرتِ فاخرم
 ز فیضِ پدرِ کاسیابِ اند
 امامِ ہدا قطبِ شامِ پاک
 وے از افضلِ وقتِ قحطِ کمال
 وے از پیرِ نورِ سیدِ الاولیا
 وے از پیرِ خود مرشدِ دینِ جمال
 وے از شیخِ اربابِ عرفانِ قیام
 وے از قطبِ دینِ و دولتِ شہاہِ دین
 وے از قدوہِ دینِ سیدِ جلال
 وے از سیدِ عبدِ قادرِ ولی
 وے از سیدِ زمرہِ اصغیا
 وے از سیدِ اجلِ ذوالکرم
 وے از قطبِ دورانِ بدیعِ مدار
 وے از شیخِ عبد اللہ آلِ فیضِ عام
 وے از عبدِ اولِ شہِ عارفان
 وے از صحبتِ شیخِ اہلِ صفا

دے از خدمت سرور لا فتا
 دھئی نبی نفس خیر الورا
 سپہدار دین حیدر نامدار
 جہانبان ملک امامت بحق
 امیر عرب بادشاہ عجم
 دے از خسرو خطہ اہمیا
 امام رسل قبلہ گاہ امام
 سبب ہر ایجاد کون و مکان
 ز گلزار تکوین نختیں گلے
 قدم گاہ او فرق ایمانیاں
 ز خوان نوازش فلک ذلہ خوار
 فلک پایہ سلم بام او
 کلیم از رقیبان در گاہ او
 مہ از نور رخسار او مستیز
 نوازش گریہا کن خاکیاں
 خدایا باں سرگروہ رسل
 بقرب مقامات این اولیا
 کہ از جرم عصیان مادر گذر
 خطہ عفو بر حرف عصیان ما
 ز نفس و ز شیطان خلا قسم وہ
 ز دنیا و جاہش نفورم بین
 بسوئے خودم روئے راسے نما
 بخورشم بخواں وارہاں از منم

شہنشاہ محروسہ انما
 اخی مصطفیٰ زوج خیر النساء
 علی ولی شاہ دلدل سوار
 امام جہان کرامت بحق
 ملاذ دو عالم پناہ امم
 شفیع الورا آل شہ ابیتیا
 چراغ رسل کتبہ خاص و عام
 مرا زوئے وجود زمین و زماں
 ز بارغ رسالت پسین بلبلے
 نہ بل حدقہ چشم روحانیاں
 ز انعام عامش ملک کارگاہ
 قضا بندہ او - قدر رام او
 سلیمان یکے بندہ جاہ او
 شب از زلف مشکین او مایہ گیر
 سر افراز فرمائے افلاکیاں
 شہنشاہ والا شکوہ رسل
 بدرگاہ او اہل عز و علا
 سر اسر زاتم و خطا درگذر
 کیش از قلمہاں جوہر
 وزیں بر دو دشمن مناسم وہ
 ز ہر چیز غیر تو دورم بین
 مرا راہ آل بارگاہے نما
 کہ من خوشین را بجاں دشمنم

بکن عشق شمع شبستان من
گل داغ در باغ من بشکفاں
بکن اے شفا بخش بیمار من
بتاج محبت سرم سرمه فرزان
مقیم بداری خداوند گل
زیدعت مرابند برپا بنہ
زہر راہ جز راہ آن بادشاہ
بجاں زین عم آتش فشاں آمد
مرا تا نگردم ازین غم ہلاک
بدرگاہ شاہ و رایے فسوس
ہماں جاں سپارم بختندہ جاں
بحق رسول و بال رسول

(۵) شجرہ نقشبندیہ

خداوند زمین و آسماں را
بشاہ انبیا محبوب باری
بصحب و پیران آن شہنشاہ
بدرگاہ خدا تیس ارجمنداں
چہ نظے دلکشی روشن لالی
در اقلیم ولایت سر فرزاں
ضیا بخشائے دیہم رسالت
در حشاں چتر او ادنی بفرقتش
بنامش سکہ لولاک زیبا

زہرت منور بکن جان من
دلم را بدہ داغ خود لالہ ساں
ز دردت دوائے دل زار من
بشیر نیت عشقت مرا کی توار
بشرع شہنشاہ خمیل بسل
براہ سنن پاکے رفتار دہ
نگہدار پاکے مرا لے الہ
ز شوق مدینہ بحساں آدم
رساں زودتر سوئے آن شہر پاک
کنم تا دم و اسپین خاکبوس
ہماں جا کنم زندگی شاداں
الہی دعائے مرا کن قبول

شاہا خالق کون و مکان را
دردے باہزاراں عجز و زاری
بال پاک جان آن شہنشاہ
سپیش اسماء پاک نقشبنداں
کنم منظوم سلک نظم عالی
گرامی نسبت این پاکبازاں
ز شاہنشاہ اقلیم رسالت
رموز تاج ما اوحی بفرقتش
بدشش خلعت لیس و طہ

مشاہد آنچه در عیش مفضل
متور از وسع انداز بقدر
نخستین گوهر دریائے تکوین
وزاں یازار اور اهدر و ابج
سین از شاہ رسالت فخر تابه
شہنشاہِ رسل را ثانی آشن
شدہ مقصود جهان غرض خواہاں
بہر گمشدہ خندان صدیق
درخشاں تیر اوج جلالت

دو چشم از کحل باز غش مکحل
غبار در گش کحل الجواہر
امام ہر سلیں ختم النبیین
ز نعلیش بفرق عرش تلج
رسید اول اں خبر الصحابہ
ابوبکرہ اں خلافت را ہمہ زین
وزو سلمان امام دین پناہاں
وزو قاسم گل بستان صدیق
وزو جعفر در بحر رسالت

شہنشاہِ سریر قابِ قوسین
بر اوج امان بدر کمانے
چو پیغمبر بعالم شاہ و سرور
بر رنگش قیاسے بل اتانے
نصیب بادشاہ دو جہاں شد
ذیائے چشم زہرا جہاں جید
امام جن و انس ہر اختیار
زو صف اوزبان نطق اعجم
نوائیں لالہ راں انات

دگر این نسبت از سالار کونین
رسیدہ در دل پاک امانے
علیؑ عالی اں نفس پیغمبر
خداوند سریر لافتائے
وزو خطہ انانے انس و جان شد
حسینؑ اں راحت بان پیمر
وزو زین العباد شد پیرہ بردار
وزو باقر شہنشاہ دو عالم
وزو جعفر گل باغ امت

کہ باشد بایزیدش در جہاں نام
شہد ہیں بو الحسن اں پیر خرقاں
کہ عالم دیدہ از فیض برہدیں

وزو شامہنشہ دین قطبِ سلطام
وزو بکر معارف کان عرفاں
وزو شیخ ابوالقاسم شہدیں

ندیم بارگاہ ذوالحیالی
 کہ بودہ تختگامش شہر بہراں
 کہ بودشش غنجدہں فرخندہ ہوا
 جہاں را در رہ حق را ہر بود
 کہ بد از دے سے بہبود عالم
 امام دین پڑ وہاں قطبِ اعظم
 سناستی قبلہ عرفاں طرازاں
 ہمہ عشق و لا سلطان عشاق
 کہ بود از دے فیائے دین و ملت
 سریر آرائے ملک بے مثالی
 عبید اللہ شہ اجیار آفاق
 ہمیں دانائے راز نا تنہا ہی
 پئے اچھائے دل ہم جسم عیسے
 محیط کشف و عمان کرامت
 امیر ابو علی قطبِ ولایت
 امام خطہ دین نورث یزدان
 اخص خالصگان سر حیلِ اکمل
 شہ کبھی امام عیدِ اوآب
 دو نور دیدہ آرام روانش
 کہ ہمتا نش ندیدہ چرخ دائر
 رکاز صفوت و کان سجا بود
 معینت آن قبلہ ارباب تکمیل
 جہاں از پر نورش ہنایاب

وزو آن بو علی کانِ معالی
 وزو یوسف عزیز مصر عرفاں
 وزو آن خواجہ عبد الخالق ما
 وزو عارف کہ شیخ را یو گر بود
 وزو آن خواجہ محمد سعید علم
 وزو رامیتہنی خواجہ علی نام
 وزو بایا امام یکبازاں
 وزو سید کمال آن شیخ آفاق
 وزو خواجہ بہائے دین ولت
 وزو آن خواجہ یعقوب عالی
 وزو آن خواجہ احرار آفاق
 وزو عبد الحق آن ہمیں الہی
 وزو قطبِ ولایت خواجہ کبھی
 وزو عید اللہ آن کان کرامت
 وزو آن شاہ ایوان ہدایت
 وزو سید محمد قطبِ دوران
 وزو قطبِ دو عالم شیخ فضل
 وزو خوب اللہ ما قطبِ اقطاب
 وزاں شہ آن دوراںت بخش جانس
 یکے کان مفاخر شیخ فاخر
 وگر نامہ کہ بحس اعتقاد بود
 زفاخر شاہ قطبِ قائم دین
 زفاخر اجل آن در جہاں تاب

سر و سر حلقہ صاحب کمالاں
 دگر اجلِ امامِ فیض بخشاں
 ز قطبِ ملت و دینِ فیضِ بڑاں
 وز و شہِ یافتِ این مسکین گداں
 خداوند ا بذاتِ لایزالت
 بذاتِ پاکِ شہنشاہِ لولاک
 بقربِ منزلِ این یاکبازاں
 کہ عصیانم کم از ریگِ صحاری
 فزوں آمد - بفضلِ خود یہ بخشاں
 کرامت کن بر اوت از گناہم
 گناہم گشت برقِ خرمن من
 گناہم گشتے گشت و مرا سوخت
 ز بحرِ مغفرت بر آتشم آب
 بر آرد این گنہ از من و ما سے
 کرم فرما یکے تو یہ کہ زہار
 بشرِ نفس و شیطانم گرفتار
 بخواں از لطفِ سوئے خویش مارا
 ز جہامِ عشقِ خود مد موشیم وہ
 بعشقِ خویش پرور کن دل من
 ز جہامِ عشقِ خود مد موشیم وہ
 بزین عبادتِ نور ازوی
 دلم کن سر بسہ نور از عبادت
 شایک بخش از دستِ تبار

امامِ زمرہ فرخندہ حالان
 سپہر علم را ماہِ درختاں
 رہود و شد ہدایت بخشِ دوراں
 قلندر این ہمہ برگ و نواے
 خداوند ا بلطفِ بے مثالت
 کہ بہرا دستِ خلقِ ارض و افلاک
 بدرگاہِ جلالتِ سرفرازاں
 ہم از اوراقِ اشجارِ براری
 بلطف و بخشش بے حد یہ بخشاں
 کہ آمد بر من آفت از گناہم
 گناہم گشت سیلِ مسکن من
 متاعِ دین از سرتا بہا سوخت
 بزن از فضلِ خود اے ربِ ارباب
 نذارم غیرِ لطفتِ بیح بارے
 نگردم گردِ عصیاں ہم دگر بار
 رہائی وہ مرا زیں مرد و خو خوار
 پدہ را سے بکوئے خویش مارا
 ز فکرِ غیرِ خود فر موشیم وہ
 بعشقِ خویش حل کن مشکل من
 ز جہامِ عشقِ خود مد موشیم وہ
 بزین عبادتِ نور ازوی
 دلم کن سر بسہ نور از عبادت
 شایک بخش از دستِ تبار

براہ سنتم چالاکی بخشش
 بشوقِ طیبہ می سوزد دل من
 بیک جذبہ مرا زینجا بروں آرد
 جمالِ طیبہ ام منظور گرداں
 مقیم آن مقامِ نورم کن
 بروں زانجا میا در بیچ گاہم
 بکن موت و حیاتم در مدینہ
 بروئے این دعا باد از باری
 ز اہل بد عتم بے باکی بخشش
 نہ تھا دل ہمہ آب و گل من
 رساں تا در گہ آن خیر اختیار
 ز دیدارش مرا مسرور گرداں
 بجان و جسم خاکِ آن درم کن
 رواں زانجا کن بر بیچ راہم
 کہ تا یابد دل و جانم تسکینہ
 برنگِ استجابت غازہ کاری
 شجرہ بابہ برکت سبحانہ باری با تمام رسید

در بیان احوال ارادت آوردن خلفائے آنحضرت از زمرہ اہل سادات و
 قریش کہ از اقربائے جناب حضرت جو اند

شمع شبستان این احوال چہرہ افروز بیان چہیں مے گردد کہ صاحبزادہ ہمت بلند طالب مطالب
 ارجمند نور حدیث مراد نو بادہ حدیقہ رشاد شجر امید را بار گلین فیض را آبشار مرتب نشین چار بالغ تکمین
 صاحبزادہ غلام محی الدین طال اللہ عمرہ و زاد اقبال مرید پدر بزرگوار خویش است بعد از انتقال و
 ارتحال آن صاحب کمال از بس دار فانی و سیرائے جاودانی کہ سرائے سرور صاحب دلاں است جانشین
 سجادہ ارشاد پدر شریف یعنی قطب بلا اشتباہ حضرت قلندر شاہ قدس سرہ گشت سے
 مبارک باشد آن پور گرامی
 چو گردد بعد او سجادہ آراے
 کہ دارد از پدر بہرہ تمہای
 شود نام پدر را عزت افزای
 آن نقادہ خاندانِ عظمی و سلالہ دودمان کبرے را اندرین فضل خدا شامل حال است کہ با وجود امور
 دنیا کہ اجتناب از آن لاچار است باز رجوع خاطر و رسوخ باطن بر بہاں راہ مستقیم کہ ورثہ ابائی
 است مے دارد۔

ز افراد جہاں یگانہ مرے است
 شلش چہ دم عجیب مرے است

نورے است بدیدہ جہاں میں	ہا ہے است یہ آسمان بیفتیں
در ہر سخنش لطیفہ ظاہر	پر معنی و بس لطیف و باہر
از طینت او صفا نمایاں	چوں صبح بہار نور افشاں
در خلوت خاص یا خداوند	دارد ہمہ حال انس و پیوند
بیرون چو رود ز خلوت لے آیا	با خلق خدا برائے ہر کار
با خلق خلیق پیش آید	بے روئے ریا چنانکہ شاید
پیچید نہ گئے بوسح امکان	سہرا ز کسے بلطف و احسان
گویند ثواب حج دارد	آنکس کہ دے بدست آرد
شخصے کہ بفضل حق تعالیٰ	خوشنود کند ہزار دلہا
مے داں چہ قدر ثواب دارد	باہر دے حج مے گزارد

بر جوہر فروشان این گفتار پوشیدہ نماید نتیجہ دو دمان والا چرا چہیں نباشد کہ فرزند ارجمند
 آن مجمع الکلمات و مصدر حسناست کہ در باب خلق و کرم و بذل وجود در زمان خویش
 عدیم المثال بود و بر دور بنیان مخفی نماید کہ از کمان لعل لعل مے بر آید - فرد
 ہر قطرہ کہ افتد در آب در نگردد
 فیضان این نیساں غیر از ہدف نباشد
 از تاب نہ نور جوہر شود بمعین
 ہر سنگ دریدنتھاں از لعل پُر نگردد

و ان قوت باصرہ این خاندان علیا را از کتاب بعضے امورات ظاہری لازم احوال افتاد چرا کہ
 آزادگی محض از تجرد پیشگان روزگار کہ از تعلقات آزاد تجرید خویش حاصل ایساں شدہ و باشد
 ممکن - و کسانیکہ در ارادت اللہ قاسم ارزاق اہالی و موالی و غیر ہم باشند تجرید کلی از اہل
 چطور صورت بندد - باز ہم آن نوگل گلزار ہائیں باہمت عالی و حوصلہ فراخ دل با یار و دست
 در کار وارد دل وارد ذاکر و جاں دارد متفکر حساب انخاس را بقید قلم انخلاص رقم در آورده امید
 بر ذات ستار العیوب و غفار الذنوب آنست کہ غشی دفتر تواید ساخت -

دے دار دآن بندہ حق چہ دل	ہمیشہ بیاد خدا مشتغل
نہ بیرون زند کی نفس از دروں	کہ باشد نہ سوئے خدا رہنوں

نباشد وگرسو بغیر از خدا
 بہمت بلند است آن دور میں
 رود مقبل حق بریں راہ راست
 برم دست پیش جہاں آفریں
 کہ اے خالق شر و خیر و صواب
 بلطف و عنایت اجابت نما
 یا ولاد و اصحاب و آل رسول
 محفل نشینان خلوت گزین
 بروں آید از آہ دامن کشتاں
 بصافی درونان از لوث پاک
 بستی گزینان جام ازل
 بدار آمد از شوق بازی کناں
 بدیدار معشوق سرگرم ناز
 بشیریکہ در جامہ جان پخت
 بچشم غزالے کہ خود کردہ رم
 یاواز بلبل بصوت ہزار
 بامستہ گوئی طبع سلیم
 کہ گیرد بنار تجلی گداز
 کہ بر شمع جاں سے نماید نثار
 بہشیاری مست راز دروں
 کہ تو رب ماگفتہ گشتہ مست
 باعزاز یثرب بدین کرام
 بجائیکہ در بند فرمان تست

رجوع دستش در خلا و ملا
 چہ درکار دنیا چہ درکار دین
 بلندی ہمت عطائے خداست
 ہماں یہ کہ در حق این حق گزین
 دعائے اجابت کتم ز آنجناب
 بعرض آورد ہر چہ این بے نوا
 بشان محمد بصدق بقول
 باسرائر باطن باطہار دین
 بدو دیکہ از سینہ عاشقان
 باہ حزین دل درد ناک
 بخامش نشینان سرور بخل
 بستریکہ منصور بر زو عیاں
 بچیرانی دیدہ ماندہ باز
 بخونیکہ از تپشہ فرہاد ریخت
 بمخون لیلایے راز قدم
 باد خزاں و بابر بہار
 بشیرینی گنگوئے حلیم
 بجاں سوزی شمع محفل طراز
 یہ پروانہ بلبل بیقرار
 بستی کہ از خوشی رفتہ بروں
 بستی مستان روز است
 بظہیم مصحف بہ بیت الحرام
 بشکریکہ در خورد انعام تست

بفصل و کرامت بچود و کرم
 نگہدار از گردش آسماں
 کہ این سفلہ را دور بردور نیست
 نگردد بیک حال پیل و نہار
 غلط خوردہ ام وائے بر عقل ما
 کہ افکستہ را موسیائی دید
 ترا حاجت از چرخ دوار نیست
 کہ خود چرخ در چارہ کار خویش
 سمانا سمک جملہ فریان دوست
 چو افلاک را آسیانگوش
 فلک کیست تا دست یاری کند
 زمین را چہ یارا کہ یک برگ بگاہ
 چو یک ذرہ بیرون نہ از حکم اوست
 رجوعی کہ کردم سوئے آسماں
 دگر بار از وے دعا آورم
 بہ تزیین خویش اے خداوندگار
 خداوند مانی نہ راہ عطا
 کہ رسم است بر خواجہ نیکنام
 حیا کن مکن کذب اے یا وہ گو
 کہ عالا بہ پیری ہی کند پیش
 چہیں غنڈہ کردن نہ راہ دروغ
 چو گویند غنڈہ کند خود خطاست
 نہ سر بسجده بہ محسن و نیاز

بہر دو جہاں دارشیں محترم
 بطل خود اے خالق انس و جہاں
 نہ برو وضع یک بر دگر طور نیست
 گے با موافق گے سازگار
 بہ میں ہاں دگر کیست غیر از خدا
 دیا تگاہ سے حاجت روانی کند
 بجز فضل حق یا اور و بارہ کیست
 بگرد و شب و روز با جان ریش
 زمین و زماں نہز جہان اوست
 یہ قدرت او بگرداندش
 بجز حکم او سرفرازی کند
 بروں آورد جز بحکم الہ
 برو حاجت خویش بگردن نکوست
 بہاں بہ کہ اندر مکافات اس
 بدرگاہ حق التخب آورم
 مکن شرمسارم بروز شمار
 گنہ بخش این بندہ پیر را
 کند رحم بر پیر گشتہ غلام
 جواں چوں کہ بودی چہ کردی گو
 روز نیست اس غنڈہ در تیر بخش
 چہ رنج است گوئی نہارد فروغ
 بدال از کتاب خطا کے اوست
 بدرگاہ آل قادر کار ساز

یا خلاص باطن بصدق و ہفتا
نداہم غیر از تو فسر بادرس

ادا کن دریں بیت سعدی دعا
توئی عاہیاں را خطا بخش و بس

اے داعی کا فہ نام چونکہ وارندہ زمین و زمان بر آرزو حاجات این و آن ذاتِ قدس تعالیٰ است
و بہ احوال نہاں و آشکارا دانا و بینا۔ فرد

عرض حاجت در حرم حضرت از اہلبیست

مشرف بیات دل را حاجت اظہار نیست

باید کہ عنانِ گلگونِ قلم را سبک تر ازین میدانِ چمپیدہ در عرصہ بیان جولان ندہی۔ اُن نتیجہ دو دمان قلندر پر چند
حسب الضرورت قبا پوش است۔ اما از ابا و برپا نیز دست بگوش۔ بفضل الہی نظر بسوئے ریا ندارد۔
و برپائے فقر ابائی را عزت و شان خود سے شمارد۔ وَالَا عَمَالُ بِاللِّیِّنَاتِ مَوید این کلام است۔
فقر بدل تعلق دارد۔ نہ بہ این جامہ رنگین زر و گل از فقر در لباس سبز و خاکستری بردے ہمیں راجز
طوطی و فاختہ در فقر نہ ستودے۔ قطعہ

خواہ در حمانہ باشد خواہ اندر بستکہ

نیت اول چو بسوئے کعبہ دار و مسلم است

ور عصارہ دارد بدست و دلق دارد مبر فام

دل بود خالی زیاد حق نہ از کافر کم است

چنانچہ حدیث حضرت علیہ السلام کم موعن فی قبا ۶ و کم کافر فی عبا ۶ بیت

گوش کن از من این ستودہ سخن

دل نگہدار ہر چہ خواہی کن

ذکر خیر در بیان ارادت آوردن برادر گرامی قدر گل گلزار طریقت سر و جو بہار حقیقت

شرف پناہ میاں امیر شاہ سلمہ ربیہ و البقاہ

عمرزادہ محقق و از اہل علم و ادب است۔ از ایام طفولیت محبت دلی و سرور
قلبی در جناب حضرت جو داشت۔ چونکہ بدرجہ بلوغت رسید متمیز میاہ و سپید گردید۔ جبہ انقیاد و
جبین نیاز برپائے مبارک آن سر حلقہ اہل راز سودہ بردست آن ذات شریف توبہ کرد۔ روزے فرمودند
اے محبت بے ریا و اے عمرزادہ! این بے سرو پا علم جو بہر بیت بلکہ الطفت۔ باید کہ در تعلیم آن
تساہل را کار نفرمائی۔ و جائز نداری۔ جناح پر واز تہباز فقر ہمیں علم است۔ چنانچہ گفتہ اند۔

فرد

کسے کو زاہد بے علم گردد شود دیوانہ یا کافر بگرد

جناب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمودند: مَنْ تَزَاهَدَ تَغَيَّرَ عِلْمُ حَتَّى فِي آخِرِ عَمَلِهِ وَأَوْعَاتُهَا قَدْرًا
 علم نفعی است روشن کہ خائے باطن را منور سے سازد۔ و در میاہ و سپید امتیاز سے ہے بخشد۔ خستہ بے علم
 بدال مانند کہ گورے راتل بمانی بدست آمد و یا نور سے را خزانہ سلیمانی دست دہد۔ این در بردارین
 خزانہ عاجز۔ و ان در شناختن ماسیت مثل قاصر۔ ہر دو ازیں دولت کبرے سے بہرہ۔ انراں را ازاں
 سودے نہ این را ازاں بہودے۔ پس فقیر را اگر زیادہ نباشد۔ این قدر علم لابد و لازم بر خود است
 کہ متمیز کفر و اسلام گردد۔ و از اشارات شیخ کہ جامع علم است نہم کند۔ والا مجہول مطلق را فقر
 حاصل سے نہ شود۔ پوشیدہ مانند کہ ہر کہ تفہیم رموز شیخ نکند۔ لذت کلامش نیابد۔ ہر گاہ نسبت
 یافت۔ قصورہ عقیدہ کہ سر پایہ مرید است۔ دست داد۔ چونکہ عقیدہ ناسد گشت کسادت
 ارادت نہ نمود۔ پس ازیں سوراندہ و ازاں سومانہ کنایت ازاں است نمود باللہ منہا۔ ان بلند

ہمت حسب ارشاد جناب حضرت جوہدت مدید در مدرسہ لاہور کمال علم حاصل نمود۔ بیت
 نے شود از فیض ان فیاض از ہر ان مرید
 حکم اورا ہچو ذوق عین بر خود از یقین
 ہر جہ فرماید بجا آرد بصدق دل تمام
 باطنش گیرد صفا و ظاہر شش پاکیزہ تر
 شاید مقصود بنید ہر زمان اندر کنار
 دیدہ روشن دل منور ہچو در آبدار

ان نوکل گلستان مراد یعنی اخوت پناہ میاں امیر شاہ در اندک زمان گوئے یقین از سبب
 سعادت پچوگان ارادت در بود۔ چنانچہ جناب حضرت جوگاہ گاہ سے فرماید کہ امیر شاہ در وقت
 ارادت در سوخ عقیدت سدسیت روئیں بہ آئین و سلوک باطن و یقین۔ ولی الحقیقت کمال
 یقین آنست کہ اگر ہزار دلیل باطل نفسانی در ابطال یقین رونماید و پیش آید۔ بر ہمہ دست زدوہ
 یقین سبب یقین نقصان پذیرد۔ بیت

بصارت بخش نور چشم جاں است
 برائے حفظ فی مابین و الناسیر
 یقین ہر سپر طالبان است
 یقین سے سے پئے یا جو جِ خناس

یقین دامن راهبر کامل درین راه
یقین درو حجاب از دیده دل
بماند محو با ذات الهی
یقین سر پای دین است و ایمان

ازین بیت الحزن تا در گه شاه
نماند در میان یک پرده عامل
کند آگاه از راز کماهی
یقین بر تو کشاید یاب عرفان

جناب فیض آب همواره متوجه امور دینی و دنیوی آن ستوده صفات می بودند و میدادست
که خوشنودی پیرو مرشد سعادت ابدی مرید سعید است - بر آرنده حاجات آن اخوت پناه
را پیوسته در ظل عاطفت خویش سلامت دارد بفضله -

در ذکر خیر سلاله دودمان کبری زبده خاندان اهل صفا برادر نیکو روش

میان نبی بخش طال الله عمره زادشوقه

عم زاده جناب حضرت جو است - مرید عم خود است و خرقة فقر ابائی ازین جناب
یافته و از ارادت قلبی در سوخ باطنی توبه بردست این حق پرست نموده در طریق طریقت قدم نهاده
و کرمیت در طلب خدا و راه هداچست بریست حضرت جو را بسبب توجه کثیر بر آن مسترشد ارشد
بدوجه بود - یکے حقوق اخوت و دوم نعت ارادت که افضل ترین بچتها است بر آن ستوده صفات
را تعلیم بعضی ذکر و شغل ممتاز ساخته فرمودند و در هر کارے بکثرت کار است - چنانچه بخارے
اگر خواهد که آدل روز نقاشی کند صورت نئے بندد و اگر کلاے دست اول کوزه گلی را مصفا تر تجویز
کند نئے شود طالب را شاید که در ذکر قلب کوشش بلوغ بکار برد - بیت

هر طالبی که در طلب حق نهد قدم
آسے صورت اریدش جا کند مدام
واقف شود هر آنکه زمعنی آسے هو
آن باوه چدیت نحو بذات خدا شدن
آسے طالب خدا بخدا باغش هر نفس

جز ذکر عوز سینہ بر آرد نه بیسج دوم
عقائے معرفت قدش زود تر بیدام
پُرے شود زباده عشق آه جام او
از خود گذشتن است زمستی خدا شدن
هاں غیر حق بگیر محبت به بیسج کس

نی الحقیقت طالب خدا را محبت غیرے بدان ماند که کیمیا کرے کسب کتاسی اختیار کند و یا

زرگر آہن کو بی۔ اں طالبِ مطالبِ ارجند البتہ ہر نفسے از انفاسِ خویش بے حساب نے گزارد۔
وہر دمے بے یادِ خدا نہ پردازد۔

ورنہ کمتر نہ دانیش رہسار	بندہ از بندگی رسد بر شاد
شر مساری جاوداں کشید	بندہ کز حکمِ خواجہ سر پیچید
ورنہ عہد گوید جائے حران است	کار بندہ بقولِ فرمان است
ہست ہر گونہ منقلب و مولا	بندہ فرمان پذیرے دانا
بالیقیں داں ز خویش در ماند	بندہ در بند خویش گریاند
عزت بندہ خدمت است مدام	گوش کن گوش اسے نکو فرجام
ترس دارد ز سطوتِ مولا	بندہ اں یہ کہ در خلا و ملا
سر زباں خالفت و خریں ماند	دام اندر حضور خود داند
وانکہ بے خوت ماند خود را خست	ہر کہ خالفت شد او ز خوفِ برست

صاحبِ مطلق کہ بصفتِ کاملہ خویش بشر را کسوتِ آب و گل دادہ بندہ نامے نہادہ ہیں معنی دارد۔
کہ از دائرہ عبودیت قدم بیرون نہ نهد و عبادت کہ لازمہ عبودیت است پیچگاہ فرو نگذارد۔
تا تشریفِ عبودیت را سزاوار آید۔ اں سعادتِ ملت یعنی انومی اعزلی میاں ہی بخش زاد اللہ شود و
ذوق اندریں میدانِ سعادت اقرانِ خنگِ آنگِ بہمتِ راتشب و روز میراند و از مدرسِ عشق
سہن زاد شوقی۔ نے خواند و بر لحظہ در استدعا کے و صل الجیب۔ صل الجیب می ماند۔

طالبِ حق را عقیدت در جنابِ پر خویش	اول از جملہ بسوزد ہنگی چون دیکوں
در زباں ہستی عالم ہمہ بر باد کشد	یاد ہر غیب نندار از سر ایاد

ہر چند بسبب کثرتِ عیال و اطفال کہ باعث گرفتگیِ خاطر و آشفتگیِ دل غالب است ظاہر احوال
در تدارکِ اموراتِ لاجبوی کہ لازم عیال داری است لاچار۔ اما رجوعِ دل و حضورِ باطن ہمگی
مہرِ دقتِ بانداوندگار است۔ جنابِ حضرتِ جیوے فرمودند۔ برادر مہن بخش کہ از بخش
محبتِ حاصلِ ادستِ جوانے است باہمتِ صانع و نیکِ نجت در عقیدتِ ارادت
بسا محکم ثابت قدم۔ بیت

طالب حق را عقیدت در جناب پیر خویش
سینه روشن می شود مانند فانوس از چراغ
لذتی بکیف گردد حاصل کام و دہانش
لیک آن مستی که سازد بے نیاز از خوشن
منگشفت گردد برو عین ایتقین اے مرد راه
زانکہ مرات است ہر اشیا بنزد سالکان
لازم و ملزوم اند چون ہم ذات و صفات
لیک از چشم حقیقت بین ہیں اے مرد دیں
مدبر کے گوید اگر از چشم سر دیدیم جمال

می فرزند نور باطن شمع ساں از پیش پیش
ساقی بزم حقیقت مے دید پر پر ابارغ
مستی گردد نایاب در دل و جاں و دہانش
مخوساز و نکتہ از عین مانند عین
جلوہ گر بنید خدا از ذرہ تا خورشید و ماہ
صورت آن بے نشان گردد عیاں از مرعیاں
پس تجلی سفاتی ہم بود خود عین ذات
نیست چشم سرازیر اعمی چشم حق گزیں
موجب ادبار ایمانش بود فی کل حال
اللہ تعالیٰ آن برادر ارجمند اطلال اللہ عمرہ را در ذوق و شوق و محبت خویش سلامت باکرامت
داراد برہمہ -

اولاد اخوان جناب حضرت جیو بر خوردار سعادت اہوار راحت جاں میاں علی الحق خلع
کلاں برادر گرامی قدر حقائق آگاہ میاں امیر شاہ و ہر دو برادرانش میاں حسن بخش و حسین بخش احوال شہرہ
و نور چشم راحت جاں میاں غلام محمد و ہر دو برادرانش (مجر شاہ و اکبر شاہ) فرزندان اخوی اعززی
معارف نش میاں بنی بخش جیو و اولاد اخوت مرتبت میاں کن شاہ جیو و فرزندان حقائق آگاہ اخوت
پناہ میاں وزیر شاہ جیو در جناب حضرت جیو بیعت دارند -

ذکر حقیق آگاہ معارف دستگاہ برادر عزیز میاں محبوب شاہ

از اولاد امجاد حضرت شیخ محمد فرزند بزرگ شیخ المشائخ حضرت شیخ بہاؤ الدین فرزند
ثانی جناب قطب الاقطاب حضرت بندگی چو ستر اند - مردے ستودہ صفات خوش اوقات
عابد و زاہد از سلسلہ عالیہ سروردیہ کہ ابا و جد او شہنشاہ بخش شمع شہستان خاندان است مرید
حضرت گیلانی ست علیہ الرحمۃ - و تعلیم اذکار و اخفالی و آداب عبادت و ارادت از جناب
ارشاد باب حضرت جیو یافتہ و خرد فقر پوشیدہ، سچوستانی در زمان نیک روش در یاد خدا مے بود -

ہر کہ عبادت کند از سر صدق و صفا
سینہ کند پاک صاف آنچه بیاورد از
از رخ بیگانگان چشم بدوزد اگر
ہر کہ بریں راہ رفت و آنکہ منزل رسید
چشم سر خود بہیں دیدہ دل باز کن
دل ز تکبیر نہی بے غل و غش ریا
روشنی نو دید شمع دلش اندراں
شاید مقصود را زود در آرد ہر
و آنکہ ازیں راہ ماند دست تا سفکند
جلوہ اسرار حق باز بہیں بے سخن

آن ستودہ صفات یعنی برادر مہیاں محبوب شاہ اندریں باب حاصل تمام داشتت و در ارادت آداب
بہرہ وافی داشتت۔ چنانچہ در خدمت پیر و مرشد خویش ماندہ گاہے از فرماں برداری آنجناب سرنہ
پہچید و ہرچہ اشارت میرفت سعادت خویش میداشتت۔ جناب حضرت جو فرمودند کہ برادر مہ
میاں محبوب شاہ مرید یا مراد است۔ شرط فرما برداری ہنچے ادائے کند کہ امکان دیگرے
نیست۔

ز بے سعادت دارین آن مرید بود
چنین مرید و لیکن درس زمانہ کم است
اندریں زمانہ آن مجموعہ مکارم اخلاق عدیم المثال بود۔ گویند ہر کہ استر فناءے شیخ حاصل کند۔ کہ
رضائے خدا و رسول محصل نمودہ باشد۔ فی الحقیقت مرتبہ فقر آن را حاصل مے شود کہ این خصلت
داشتتہ باشد۔ آن نیکو روش از راہ فقر بہرہ تمام داشتت

بفقر و غنا یکہ روزگار
ستودہ صفات و ستودہ ہر
بمردانگی تا کجا مے ستود
بحکم و حیا، بچو کوہ بردبار
بشریعت آداب بد مفتخر
کہ بد ہرچہ مقبول دارین بود

خداوند تعالیٰ و تقدس عاقبت بخیر کند۔

ذکر خیر گل دستہ آمانی و آمال فرخندہ اختر نیکو خصال حقائق و معارف آگاہ میاں قطب شاہ

ابن اخوت پناہ میاں محبوب شاہ مرحوم مرید و ہمیشہ زادہ حضرت جیو است و از آیام رفاعت
در ظل دامن عاطفت جناب اشرف واعلیٰ پیر و نفس یافتہ اکثر اوقات متوجہ احوال آن نجستہ

خصمال سے بودند۔ سرگاہ بحد بلوغت رسید حالت عجیب بردش مکتوف گشت کہ اگر در تکبیر اللہ اکبر بندے گفت از موشی سے رفت و از دیر در تو اجد سے ماند سے

تو جبیکہ بزرگاں بسوئے خاک کنند
 کند جو وصلہ ہر کدام فیض اثر
 رسد بہر گل و گلزار تابش خورشید
 ہر آنکہ قابل کار است کار ازاں خیزد
 کند بہت عالی ہمیشہ شیر شکار

اگر عبیر نباشد عبیر ناک کنند
 و گرنہ جنس یکے ہست شاخ و برگ نثر
 بہ ہیں کہ خاریناورد گاہ گل جاوید
 ز سفلیہ یسج نیاید اگرچہ خون ریزد
 نہ آنکہ روئے شمل است لائق این کار

عزیزا ز زبان این بام بلند و وسیلہ این مرطالِبِ ارجند ہمیں بہت عالی است۔ امانی الحقیقت بہت ہم بجز دست یاری محبوب دست کے دید و روئے نماید۔ پس باید فہمید کہ تغیر و تبدیل احوال بشر در قدرت اوست۔ بہ رنگے کہ خواہد بگرداند۔ چونکہ تبدیل احوال در مشیت ایزدی مرقوم نامعیہ آن بر خوردار بود۔ بعد مرور ایام بسبب و استلگی خاطر با سورات دنیا و در عالم شباب یکایک در احوال سابق و اوقات ماضی تغیر راہ یافت یعنی از دائرہ شریعت قدم بیرون نہاد و در طریق رندی رو نہاد و از طور و طریق مرشد خویش انحراف ورزید۔ آن روشن ضمیر یعنی جناب حضرت جیو اصلاً ازاں طرف کدورت را بر خاطر خاطر راہ نہادند و گاہے ابواب نصاب را بروئے مفتوح فرمودند۔ گفتہ اند خموشی معنی دارد کہ از گفتن کے آید۔ ہر چند ظاہر احوال سکوت سے داشتند اما توجہ باطنی ہمارہ بجانب اں شوریدہ سرداشتہ دست بدعا بودند کہ اسے بر آرنڈہ حاجات بر حل این جوان رحم کن و بر جادہ مستقیم شریعت از شاہراہ فطالت رہنمائی بخش۔ بہت

تا ہدایت نکند ہادی مطلق یکے
 از ہوسے یسج کے کہ ز سیدہ ہمداد
 دیدہ باستی بجاں زیں مطای آہے

سرگاہ زبان اجابت و عا در رسید۔ چونکہ تصرف اولیا در پیش و پس مساویست۔ بعد انقصائے مدت شش سال از ارتحال و انتقال جانب سرائے سرور اہل اللہ شجرہ خموشی جناب حضرت جیو رو بہ بہار آورد سے

تا در نزد وعدہ ہر کار کہ بہت
 سودے نکند یاری ہر یار کہ بہت

بداں د اگاہ باش کہ اللہ تعالیٰ از راہ بندہ نوازی بر بندگان خویش آچنناں رحیم و مہربان است کہ پیوستہ دروازہ توبہ را مفتوح داشته ندائے کند۔ ^{قطعه}

باز آء بازگمرا آنچه ہستی باز آء
گر کافر و گبر و بت پرستی باز آء
ایں درگاہ ما جائے تومیدی نیست
صد بار اگر توبہ شکستی باز آء

چونکہ وقت قبول توبہ اش نزدیک آمد از ابر کرمیت جدی مطلق قطرہ افشانی ہدایت رونا گردید۔ اں توبادہ کلشن امید یعنی میان قطب شاہ خود بخود از آریکاب امورات مناسبی کہ سرمایہ گمراہی بود سرچیدہ غل و غش قلبی را باب توبہ پاک ساختہ شست و شو دادہ رجوع براہ راست آوردہ طریق آبائی را اختیار کرد و راہ پیرو مرشد خویش گرفت۔ البتہ از یاد خدا خالی نماند۔ گویند۔ مہر عمہ زگندم جو ز جو گندم نیاید

فرزند ارجمند اں عارفہ زمانہ است کہ مادر دہر اندرین وقت از عالم نساء دیگرے زادہ بود۔ ایات اں رابعہ زمان مریم دہر۔

بایاد خدا مدام خرم ماند بطریق عارفانہ

از نہی دلش ہمیشہ بیزار مسرور بامر جاودانہ

ہمیشہ حقیقی و ہم پیرہ طریقہ حضرت جو است و در فیض ازیں جناب یافتہ۔ اگر تخی پر احوال اں رابعہ زمانہ پر دازد تا دفترے درازے باید۔ باختصار کلام مختصر نمودہ شد۔

ذکر خیر حقائق آگاہ مکھن شاہ

از اولاد ولی ابن ولی سید علی نمبرہ شیخ المشائخ حضرت شیخ بہاؤ الدین رحمۃ اللہ علیہ در میادوی احوال کہ نور شباب غارہ بخش رخسارہ مراد او گشت قائد حقیقی دل اورا جناب میلانہ کلی داد البواب ذوق و شوق خدا و محبت اہل اللہ بر روی خاطرش مفتوح گشت۔ طلب مرشد ہاں در ہر مکمل در دلش جا گرفت قیاس دور بینش ہر سو کہ گذست تسلی نگرفت۔ مگر بذات حضرت جو سے

گشت رواں ساختہ از سر قدم جانب اں منظر جود و کرم

کوکبِ نختش چونہ برج سعید
یعنی شرفِ یابِ جنابِ کرام
برقدت شد ز ادبِ جبہ سا
عزمِ ارادت تو آورده ام
لیک نہ آن سجدہ کہ کف سر آورد
سجدہ آداب برسم میر
گشتہ لیم شہ نیم شہ لب
آب صفا زود بحالم بریز
آبچہ بادہ مستی طراز
تا کہ ازاں مستِ حقیقت شوم

طالع شد زود بطلب رسید
شد پئے اجرائے تمام مرام
گفت کہ منظر نور خدا
سجدہ امید تو بردہ ام
رواقِ اسلام ز جانش برد
کرد ادا از سر صدق آن سعید
تشنگی ام را بخدا شو سبب
در گذر از جام یکامم بریز
ہوش برو جملہ مستی گذار
دست زودہ حبیب نال دم

ہوید است کہ ذرہ بے مقدار بزور بازو کے محبت آفتاب نمود را باو جِ اعلیٰ مے رساند۔
پہنچیں تا کسارے محبت پر ہر نظیر کہ بچو خورشید انور کے فیض رسان عالم و عالمیاں با شد
ورزد بے غم کہ ریب بمقصد اعلیٰ فائز گردد۔ چونکہ جناب حضرت جو اں مست بادہ محبت
را محبت خاص و شائق یا اختصاص پیدا شد با توجہ خاطر باحوال او برداختند برابر اب
طلب پوشیدہ مانند کہ لطافت شیخ کامل و مرشد مکمل را برائے طلب راہ حق و محبت محبوب مطلق
اے دنیاں مے تو ان گفت کہ بدر غر نکات اسرار حقیقت سینہ اش را پر مے سازد و ازلمات
بدرت تجلیات دل طالب را نور مے بخشد۔ بیت

شمع محبت چوں فروزاں شود نوردہ سینہ سوزاں شود

آن محبت قلبی یعنی مکھن شاہ را ارشاد فیض رشاد در اداسے بعضے و ظائف کہ رفت بالراس و العین
درجا آوردن آن قصور نکرد و آنچه تعلیم بعضے ذکر طریق طریقت فرمودند در اداسے ان سچ گاہ تجاویز
نکرد باوجود بے علمی کارش بجائے رسید کہ در مردمان ان دیار جائے عقیدت و ارادت گردید
و اکثر با بتندان ان ذوال را عقدہ حاجت بدو مے افتاد کتائش ان بدست او ظہور مے نمود۔
تکہ زندہ ماند از فرا برداری مرشد انحراف نور زید و آنجناب حضرت جو مدام ثنا خواں روح عقیدت

او بودہ سے فرمودند کہ از قریشیاں اولادِ جد من بہذا والدین در عقد ارادت عدیم المثال است۔
 زہے مرادت ان مرید کہ از و پیر را ہنسی باشد۔

ذکر خیر ارادت آوردن سالانہ دو دمان کبرے ^{امشخت پناہ محمد شاہ رئیس نبی پور}

فرزند خواہر عمراوہ حضرت جو است از اولادِ امجاد حضرت شیخ محمود فرزند ثانی حضرت پیر بہاؤ اللہ
 جو بعد انتقال پیر شریف خویش بر سید ریاست نبی پور کہ مکان سجادہ نشین تمام اولاد پیر محمود علیہ الرحمۃ
 است نشست۔ مرید عمومکان خود است و در طریق فقر آبائی دست در دست جناب اشرف
 حضرت جو دادہ و بر ارادت و عقیدت بر پائے ان ذات سودہ دولت جاودانی حاصل ساختہ
 سرمایہ سعادت ابدی ارادت است دار و ارادت انکہ زایل سعادت است
 بر آردہ حاجات مصدق دار او۔

ذکر خیر ارادت آوردن شرافت پناہ میاں احمد شاہ

ابن حقائق آگاہ پیر بہار شاہ عمومکان میاں محمد شاہ در ایام خود ساکنی پدر بزرگوارش بعقیدت تمام
 در جناب حضرت جو آوردہ دستش در دست این جناب دادہ داخل طریقہ جدید سہروردیہ ساخت
 از ان روزیکہ ان نتیجہ دو دمان قریش یعنی میاں احمد شاہ بحر بو عت رسیدہ ہجو عقیدت نشان
 نیکو سرشت بارادت تمام سرباز و رجوع دل بر آستانہ پیر و مرشد خویش سے دارد و افتخار و مہابت
 خود سے شمارد۔ بیت

آستان پیر و مرشد حاصل ہر دو جاں است ہر کہ سردارد بر آں در از بلا انہ
 قاضی الحاجات آں را ہمیشہ حافظ باد۔

ذکر خیر حقائق آگاہ معارف دستگاہ سید حمزہ شاہ المشتمر مرزا حمزہ

فی الاصل سید گیدنی است از ولایت بخارا منوطن بیت سنی بدین من۔ چونکہ در ایام طفولیت و
 معززین مدت کثیر در رفاقت زمزمہ منول ماندہ و پرورش یافتہ از ان سبب بدین نام اشتہار گرفتہ

چونکہ نشوونمائے فقر آن گل گلشن سیادت دریں ملک مرقوم تقدیر بود در رفاقت یکے مغل شامل اردو
 مغل در دوران حضرت شاہ زمان والی کابل کہ مرتبہ اول بحبت جہاد در دار السلطنت لاہور شرف
 نزول فرمودہ رسید۔ روزے حسب الاتفاق زیارت حضرتین کاملین یعنی حضرت شاہ مراد بخش
 و ذات بابرکات حضرت جو مشرف و مفتخر گردید بجز و وصول حضرت زیارت محبت این بزرگواران
 در دیش ہا گرفت۔ اکثر اوقات در مجلس حاضر مینامند کہ برکت تاثیر صحبت ایشان محبت دنیا و مافیہا
 از خاطرش برخواست و آتش شوق الہی زبانہ زدن گرفت و نائرہ آتش عشق در اشتغال آمد
 ترک رفاقت اہل لشکر دادہ سر ارادت و جبین نیاز بریں آستان فیض نشان نہاد۔ فرد
 حب دنیا کہ بدل داشت ہمہ پاک بخت چشم امید را سبب جہاں در ہم دوخت

خدمت سرد و صاحبان را از منجزات از گاشته ہکی خود را در فرمان برداری ایشان گماشت۔
 از بس کہ رفیق القلب بود در اندک روزگار حالت خنوع و بکا کہ شبیوہ درد مندان حق پرست
 و جان پریشان عقد الست می باشد بدول آن بیاد بکشوف گشت۔ بعد از سفر سرائی آخرت
 حضرت کلاں قدس سرمدت کثیر در جناب فیض الکتاب حضرت جو از خدمت گذاری و
 فرمان برداری کہ شبیوہ خادمان عقیدت کشیش و مستر شدان و نا اندیش است سر نہ پیچیدند حضرت
 حافظ علیہ الرحمۃ دریں باب نے فرماید۔

شبان وادی امین گئے رسد بباد کہ چند سال بجاں خدمت شعیب کند

چونکہ در عبادت حق و ریاضت مجاہدہ ہمت کافی و سعی دانی بجا آورده و جزا ستر شاد پیرو مرشد
 خویش گامے نزد مقبول خاطر اشرف اوقات۔ چونکہ آن نو بادہ گلشن سیادت را متحمل بار امانت یافتند
 از سر لطف و مہربانی بخرقہ خلافت و کلاہ و فقر ممتاز ساختہ فرمودند۔ در جائیکہ لذت یاد انہی دست
 دید۔ در اقامت آن مکان اختیار است۔ آہر جاکہ باشی بیاد حق باش آن مرد میدان تجرید ناہنہ ایوان
 در محبت خدا یاد بولا شاد۔ و از اہل دنیا و مافیہا آزاد۔ شعر

گے آید از ہوا بر دست چوں باز
 گے ناخواستہ گردد بیرواز
 گے بانگ و بد یکساں بماند
 گے بر ہر دو دست رد فتاند
 گے دیوانہ گردد گاہ ہشیار
 کشد از درد دل گے نالہ زار

گے درخندہ آید گاہ گریاں گے خاموش ماندگشتہ حیراں
 غرض با یار ہر دم کار دارد بدل جوشن خیال یار دارد
 آن بلبل چمنستان عشق پیوستہ از درد فراق و سوز اشتیاق ترانہ سخن کلمات درد سلمات مے ماند بیت
 درد دل دارد چنان کہ درد او بیدردا درد پیدا مے شود از درد بیداری رید
 ما ہے است زیر ابر پیمان و آفتابے است در پردہ میخ نہاں ہر طالب حق کو از ارادت قلبی
 رجوع آوردہ البتہ بہرہ اندوز حصول مرام خویش گردیدہ۔

ذکر خیر در ارادت آوردن شرافت مرتبت سیادت منزلت ستودہ آفاق

مجموعہ اخلاق سید فضل شاہ ساکن موضع ساندے متصل شہر لاہور

در عمدہ شباب کہ عالم تخیلات مے باشد بدل خیال بست کہ ارادت آن بزرگوار خود ہم کرد
 کہ اول از ادائے شرط بعت در باطن از خود خبر دید و بزیارت خویش مشرف سازد۔ چونکہ بدست
 بریں گذشتہ حصول مدعا بش صورت نہ بست خلل خیال باطن در عقیدہ اش راہ یافت۔ اثر دور
 خاطرش خطور مے کرد کہ شاید بہ سبب قرب قیامت مردان خدا از دار نما سفر گزیں دار بقاشدہ
 باشد کہ بیس کس بردارہ امید من انگشت مراد مے نہد۔ بچنیں ما بین امید و یاس بودہ حیران
 کار خویش مے ماند کہ روز مے کتاب مراد از انق مدعا بش طالع گردید۔ یعنی در عالم رویا چہ
 مشاہدہ کند کہ جوئے پاکیزہ صورت فرشتہ سیرت از در مسجد در آید۔ سید موصوف تاب
 جمال با کمال آن بزرگوار نیادردہ باد تمام بر نماستہ بتظیم عظیم بتشانہ۔ اندکے نشستہ ذہن
 کہ سید فضل شاہ بیابرون رویم دست اورا گرفتہ بہ سمت در یار و کردہ بے وسیلہ سبب بجز نمودند
 در مہیں واقعہ بود کہ خواب از غانہ چشم آن بیدار دل رخت اقامت بر بست از دیدن این سوانح
 غریب و عجیب برخاستہ بنشت و بانود گنت کہ قبل ازیں گامے این چنیں واقعہ ہجرت افزائے
 در عالم رویا وقوع نیادہ کہ در عین بیداری از تخیل و فکر داشتہ باشد۔ باید دید کہ عنچہ این خواب
 بیدار بخت از کدام نسیم رویشفتگی آرد و ناخن آرزو خاطر تفکر از پائے این خیال محال کے
 مے بر آید۔ چون در مشیت ایزدی زمان ظہور آن خواب کہ صد مشرف بر بیداری مے داشت

قریب رسیدہ بود۔ روزے ازراہِ دویدن ارادتمندانِ موقعِ اناری چو ہاناں کہ قبل ازین گاہے در
 آن مکان تشریف بردہ بودند در خاطر شریف گذشت۔ قفزار در سماں مسجد کہ سید موصوفت معلّم بود۔
 اتفاق نزول راحت شمول افتاد۔ چونکہ دیدہ دل سید فضل شاہ بیدار فیض اتار حضرت جو منور گذشت
 درنگاہِ اول بصدجاں خریدار آن جمال گردید۔ نظم

چشمش منور بیدار گذشت
 ہماں صورتے دید کاں دیدہ بود
 چنین گفت با خود بچشم پر آب
 ہمیں است مطلوب این ناواں
 ہمیں است عقدہ کشائے دلم
 ہمیں رہبر و رہنمائے من است
 ہمیں است کجاوہ اوائے من
 ہمیں است دردِ دلم را دوا

نظر بانظر دل بدل یار گذشت
 بخواب اندرش دل زہیہ ر بود
 ہمیں است صبح مرا آفتاب
 کہ دل برد از من عیاں در بہاں
 ہمیں است حلال ہر مشکلم
 ہمیں دلبر و دلربائے من است
 بہر کار من چارہ فرمائے من
 ہمیں است شیخ من و پیر ما

چونکہ اثباتِ خواب بطور پیوست و دیدہ یقینش تصور آن صورت بست۔ آنچنان محو گردید کہ کار بہ
 بیوشی کشید۔

شرابِ محبت بدل جوش زد
 در آن ہمیشگی گفت آن بہر با
 بیک جرعه زانے پر اثر
 چہ گوئم سرا پارہ ہوش زد
 کہ اے بادہ شام وصل خدا
 لب خشک این تشنہ راسازد

فرمودند ہنوز از تسلی شام چیزے باقی است؟ چونکہ از کمان دہان مبارکش این ناوکِ دلدوز بر ہدف
 سپینہ آن عم اندوز رسید آہ دردناک بر کشید و عرض کرد کہ سالہا سال منتظر جمال آنصاحبِ حال بودم
 حالاکہ بہمن طالع ویاوری بخت این دولت بیدار در کنار خویش یافتہ ام رجا و اتق کہ این گم گشتہ
 وادی فراق را بمنزل مقصود رساند۔ فرد

بفتراک ارہمی بندی خدا را زود صیدم کن
 کہ آفتناست در تاخیر طالب را زیاں دارد

فرمودند کہ اے سید اگر ارادہ رسیدن منزل مقصود داری از جادہ اشکبار بیادت بیرون آمدہ بندہ
 لہ موقع ساندہ کماں میں رسید فضل شاہ کے متعلق کچھ مہم نہیں ملا۔ شاید اناری واسے بتا سکیں (نامی)

خدا باشی که بنده را گرفتار حُریت اندن از بندگی دور می اندازد - پس بنده باش تا مقبول درگاه خواجه
 شوی و تن بخت درده تا جامه محبت بر قامت تو راست آید - بدان و آگاه باش هر که در دایره محبت
 در آید و از محبت رود در هم کشف محنت گردد - و از تاثیر ارشاد زبانی فیض ترجمان آن سیادت مآب
 درین باب گوشش بلوغ بکار برده گوئی اذکار و اشغال را بچوگان تسلیم در برود و در صدق و هفتایکه
 روزگار بر آمد روزی جناب حضرت جو بایشانست تمام بر چار باش ارشاد تکیه زده نشسته بود -
 همدر آنوقت سید موصوف را دولت پاپوس حاصل گشت - چونکه وقت آن رسیده بود فرمودند - خوش آمدی
 بروقت آمدی فی الفور داخل طریق فرموده بکلاه فقر ممتاز ساخته از راه توجه باطنی و تملطفت قلبی فرمودند که ای
 فضل شاه تا توانی در رضا جوئی بگوشش و همیشه خوش باش در خانه اگر کس است یک حرف بس است
 فاتحه خیر خواه رحمت ساختند -

ذکر خیر در احوال ارادت سید کرم شاه

برادر حقیقی حقیق آگاه سید فضل شاه آن جو ببار سیادت با سر دانا یعنی سید کرم شاه میرد -
 جوان صلاح آثار تقوی شعار در ابتدائی عمر در صوم و صلواته تسایل نه کرد - و پیشتره طریقه تسلیم
 علم داشته که یکایک شورش عشق الهی در سرش افتاد و تعلق قلبی رونما گردید - چونکه جز حکیم هادق
 و طبیب هادق یعنی شیخ کامل چاره کار خویش ندیده ناچار جو بطلب مسالک طریقی طریقیت که
 راهبر این راه مشکل نما باشد در هر جا که از بزرگی نشان یافته بلاتامل زیارت او بشناخته اما قاسم
 ازل قسمت هر احدی وابسته یکے از بندگیان خویش داشته که عقده کشالی کار فلاں در ناخن
 دست فلاں است و در مشیت خاص قسمت سید موصوف متعلق بهت جناب **سید کرم شاه**
 داشته بود - هرگاه آوازه خوبی حسن خلق و اوصاف حمیده این جناب در گوش جانش رسید
 دریائی شوق ملازمت گرایش بجوش آمده موج زدن گرفت و ناره اشتیاق در اشتغال آمده تا بانه
 از دایره تامل بدر حسیه بعبودیت تمام در سوح مالا کلام آمده بهره یاب خدمت نبش محبت گردید -

هر که زیارت گرامی آمد بعقیدت تامی
 دید آنچه شیفه بود کسیر بقدم فیض پر ز گوهر

در کیسہ آنخلادہ خاص
 میکرد کرم سر کہ می بود
 از درگاہ او کسے سوالی
 می برد ہر آنچه داشت قسمت
 اندر خود خویش ہرچہ بود
 دریائے محیط پر زلالی
 از پایہ خود زیادہ افتاد
 از لطف شوی تو رہبر من
 جز تو بجاں دگر ندانم
 سیراب شد است لے نکو خو
 لطف تو بجاں چوں منے کن
 پتخالہ بدل فتاد زانم
 کن چارہ کار من خدرا
 درد و غم دل بجاں کشدہ
 ہر کوچہ و خانہ در نوشتم
 تا دارونی در من کنداں
 گوئی کہ بتن روانم آمد
 سر از قدم تو برندارم
 دست من زارو دامن تو

ہر یک گروہ در ز اخلص
 از راہ عطا و بخشش وجود
 گاہی زورش ز رفت خالی
 ہر سائل دولتِ طریقت
 ہم سائل دنیوی بودے
 چون دید بصدہ شکفتہ حالی
 سر در قدش ز صدق بہاد
 گفتا کہ بیائے تو تو ہر من
 رحم آر بحالت زارم
 سر نشنہ بے ز چشمہ تو
 پیشنگیم ترحمی کن
 از نار فراق سوخت جانم
 زد عشق رہ من اے نگار
 افسرد گیم بحد رسیدہ
 مانند فلک بدہر گشتم
 جستم طیب در دمنداں
 نام تو بگوشش جانم آمد
 تا دل ندی بجاں زارم
 تا قام قیامت اے نکورو

جناب حضرت جیور اطلق عقیدت میدکرم شاہ بسا پسند خاطر افتاد ذہودند کہ اے سید عالمی نسب
 دای غلوی والاحسب مسلمان آنگاہ بدرجہ اسلام برسد و مسلمان مے گرد اول بر معنی کلمہ طیبہ کہ
 کلید باب وصال محبوب مطلق است عمل کند یعنی اول یعنی بر جمع ممکنات ماسوائے اللہ باقیات
 رساند ہر گاہ برین قیام درزد از در الہ و آملہ در ذات اللہ خود را نیست و نابود سازد موافق این تمام پیامی

کشت نیمچہ لاؤ بر سر ز تن غیر آواز در آلا و یالند مکن سیر
 ہر گاہ بحق آدمی غیر بگشتی شد کعبہاں دل گر بود پیش ازین دیر
 بیاید کہ از یاد نخوت سیادت و نجابت و باغ خود را پاک و صفات داستہ فروتنی و عاکساری شعار
 خود داری تا جاہ عشق و محبت بر بالائی تو راست و در دست آمد - ۵
 دعوی عشق و محبت بر کسے آند درست آنکہ حسب این و آن از لوح خاطر پاک شست
 ، چہنیں بانکات اسرار خیر دار ساخته با جہانت بعضے و طالبان کہ مہمود مشائخ خان کبار و صدقیان نامدار بودند
 سرفراز کردہ فرمودند کہ این نعمت عظمیٰ را یکے از نعمتات ازگاشتہ در مواعظیت و مداومت آن تساہل
 نکنی و تہادین درستی کہ ثمرہ آن در آخر کار اظہار خواهد کرد انطالب مطالب اجتناب و درینکار روزگار
 صرف کرد و ارشاد فیض رشاد حضرت جیو بجا آورد کہ بر بہت او آفرین مے کردند - دریں باب
 حافظ گوید - فرد

ہمت بلند دار کہ پیش خدا خلق باشد بقدر ہمت تو اقتدار تو

بعدت چند سال کہ اندری بسا مرتبہ سید کریم شاہ استدعا مے ادا مے شرط بیعت کرد - جواب
 میفرمودند کہ بروقت موقوف است روز مے انعقدت کیش را دولت ملازمت دست داد - چونکہ
 وقت رسیدہ بود - با توجہ تمام شرط بیعت ادا مے فرمود بکلاہ فقر ممتاز ساخته فرمودند کہ فقر در یاد
 خداست و آن دست نند - مگر بیاس انفاس و نگداشت وقت پس بہر حال حافظ وقت
 خویش با ند بود - و از غیر حق اجتناب ورزیدہ مشغولی بہ حق باید جست چند مے این کلمات فیض
 کہ ہر یک در غرر بودہ در گوش جاننش انداختہ فاتحہ خیر خواندہ ترخیص فرمودند -

ذکر خیر در بیان سیادت پناہ معارف دستگاہ الحمد للہ شاہ

آن توکل کلین سیادت سید حسینی است متوطن شاہ بہاں آباد نورد سال کہ پدر شریفش ازین مسکن
 ، ارسیتہ بمنزل اصلی شتافت چونکہ اندراں خاندان فقر ابائی بود سید موصوف از تربیت پدر بہتر
 ماند - بقولیکہ گفتہ اند - مہر مہ

ز گندم جوز جو گندم نیاید

بچہ چاروہ ساگی از خدمت والدہ شہ لہجہ رخصت گرفتہ در تماشای طلب خدا و مرشد با صفا بر خانہ
پشت دادہ، بچوں فلک دوار سیار بودہ در بلاد ہندوستان گردید۔ شخصے مثل نقطہ پر کار در دوار
ارشاد قرار گرفتہ و قطب وار بر مسند تلقین تکیہ زدہ بدست تار ہرے کم گشتہ وادی فراق تار در آتش
اشتیاق آب نسلی زدہ نازہ آن فرو نشاند اما حسب انظن خویش کبے را ندید۔

در تلاش ہر قدر کہ ممکن بود
آسماں وار روز و شب گردید
وقت بر کار تاکہ در زسد
سر زمان در جناب ایزد پاک
بہتجی بود کائے الہ ہمہ
غنچہ این دل شکستہ ما
یعنی میجواید از تو این حیران
تا کند لطف و ہواداری

چونکہ وقت اجابت مناجات رسید عزم دیدن لاسور و ملک پنجاب در حاضرش افتاد۔ بطریق
نزہت نہضت این صوب صواب اختیار کردہ در ہر جا کہ شب با تہی شد و مقام مے کرد از سگ
آن مکان استفسار احوال فقرا یمنود و ہر گرامی شنید البتہ زیارت آن می رفت تاکہ آوازہ بزرگ
جناب حضرت جیو سابع افروزہ این غم جان گرفتہ گردید و دل حزین کشاں کشاں در جناب حضرت
جیو رسانید بعد حصول دولت دیدار پروانہ وار تبار غم غبستان مراد گردید و بچوں بلبل مستانہ بار
تازہ مترنم گشت۔

دولت سردی آمد بکنارم امروز
آنچہ جنتیم ہمیں یافتم از فضل خدا
گر بزم غم با سکندر و جمشید بگیر
ساقی نیک روش بزم طرب حاصل باست
فرحت تازہ ازان ست مرا بر بھرہ
یعنی شد شاید مقصود دو چارم امروز
گشت آن مونس جان و دل زارم امروز
خردہ بر من کہ چہ خوش طالع دارم امروز
ہیچ گونہ غم و اندوہ ندارم امروز
رونق محفل من ہست نگام امروز

رحمن عقیدتِ اُن نو بادہ حدیقہ اخلاص و محبت آفرینا کردہ فرمودند۔ اے سیادت مرتبت
 تحقیقت حق عقیدت ہیں است کہ از تو نپھور می آید اُن نیکو سرشت مدّے محاوراں استان
 میں نشان بودہ فیض دو جہانی حاصل ساخت ہویدا است کہ شیخ در باب طالب ہجرت کہیں گریست
 رگاہ میں قلب طالب بکداحتِ کامل میرسد۔ بکسر فیضان زود زر خالص مے سازد۔ چونکہ بباد
 نبادت کہ سعادت کو نہیں است و بدست بازی ذکر و فکر کہ بہ تعلیم و مرشد لعل آورد۔ سینہ بے کینہ
 بنور عرفاں و ایتقان روشن و نور گشت۔ اُن زمان و اصل طریق چشتیہ صابریہ ساختہ بہ
 شرف خرقہ و فقر مشرف ساختند بعد چند مے اُن نور دیدہ یقین را شوق زیارت خرمین تشریف
 در خاطر جا گرفت۔ روز مے وقت دریافتہ بآداب تمام استدعا مے ادا مے فریضہ حج نمود فرمودند
 اگر بہت شام بر سفر وفا کند احسن است ہر جا کہ باشید بیاد حق باشید اجازت دادہ دست
 بدعا شدہ گفتند حافظ حقیقی شارا در حفظ و امان خویش برد و باز آورد بفضلہ و کرمہ اُن بہت بلند از
 بد تعلقات دار نہ بجزوانہ عازم انصوب ہوا ب گروید بعد انقضائے چند سال از
 زیارات بابرکات بیت الحرام و مزار فاطمہ الانوار خیر الانام علیہ التّحیہ والسلام فارغ شدہ
 عمان گلگون عزم بصوب وطن مالوت پیچیدہ چونکہ بحیدر آباد بلوچاں رسید زمین اُن مکان را
 بہ بزرگی آنجا اُن اعتقاد کامل دستداد بطریق خلعت مین آمدہ زخصت وطن نداد میوستہ
 بعقیدت درست در خدمت اُن سیادت مرتبت حاضر مینامند و اکثر مردمان اُن مکان را
 از اُن بزرگوار فیض دینی و دنیوی حاصل شدہ تیانہ و رسوخ خلق اللہ حسن عقیدت زمین اقامت
 حیدر آباد اختیار نمودہ اللہ تعالیٰ اُن نیکو نھار را در ظلّ حمایت خویش داراد بجزمت الہی دالہ
 الامجاد۔

ذکر خیر و ربان احوال ارادت سید رحم شاہ ساکن حیدرآباد انعاماں

چراغ دو دیاں سیادت و نجابت در ایام خورد و ساکنی بسبب رشتہ داری کہ پیشترہ اش
 در زمانہ شاہ مراد بخش علیہ الرحمۃ بود برائے خواندن علم ظاہری آمدہ مشغول بکار خویش یعنی در
 خواندن گشت بعد مرد در ایام تازہ صحبت جناب ارشاد مآب حضرت جوہر بر دیش کار کرد یعنی

لے آہ حیدرآباد میں ۱۹۲۷ء کی تعمیر تک میں بھارت سے ملحق ہو گیا۔ (نامی)

پر تو انوارِ عشق و محبت شاید مطلق بر دل آن سیادت مرتبت نہاگر دید و ذوق و شوق طلب خدا ہویدا
گشت۔ از مدرسہ تدریس برخواستہ و خواہش علم ظاہری از خاطر محو ساختہ سر ارادت جس نیاز
بر پائے آن سر از نہاد۔ عرض کردہ

ہر مہین عشق را در گاہ تو وار شفا
لطف عامت می سر ساز و دو در دوا
از رہ لطف و کرم در دم دے عیسے بلا
غیبت غیر از وصل دیگر چارہ زخم مرا
اے نسیم فیض و اکن این گل نشکفتہ را

اے طبیب در دمنداں داروئے درم نا
دبیم ہاں مینماہد درد دل را و عدم
جاں لب دارم رسید اے مسجانی زماں
زخم بر زخم است از تیغ تغافل ہائے ہاد
بمچو فرحت اعظمیچہ امید آدر دم برت

التجاء اخراج آن طالب مطالب از چند آرد و اظهار ذوق و شوق و اشتاء رسوخ عقیدت کہ از
سیرت شہادہ بطور پوست بسا مقبول خاطر اشرف جناب حضرت جو افتاد فرمودند کہ اگر طلب
راہ خدا در سرداری اول بمصقلہ ذکر پاس انفاس و نفعی و اثبات دل خود را مصفا ساز و شجر تخیلات
ما سوے اللہ را کہ موجب اتیاز نور و ظلمت است از بیخ برکن تا ہمہ نور ماند حس و نما کثاک
ہوا و بوس کہ باعث پراگندگی است بائش اطمینان در سوز تادل البتہ صفا کلی یافتہ سزاوار
مشاہدہ شاید حقیقی شود۔ و ورود تجلیاتی رحمانی گردد۔ همچنین بانکات اسرار بہرہ و رساختہ
برائے استدعائے سید موصوف کہ طاقت انکارش نماندہ بود داخل طریق فرمودند آن عاشق
سر مست ارشادات پر در شد خود را بالراس و اعین قبول داشتہ اندرین باب تاکہ توانست
قصور نکرد و عمرے کثیر در اشتغال و اذکار سیری نمود تاکہ جاذبہ عشق اورا از جادہ ددر
تر بود اینچنان محو حقیقت ساخت کہ گاہے مست و گاہے لے بوس می آمد ازاں ہم ہم مست
اخر کار سر مشرب رندی کشید چونکہ پڑ و پیش احوال اسرار فقر اک گاہ چنان دگاہ جنس می باشد
کردن و بر غوامض بنیاقوسن ادراک پیے بردن ہداں ماند کہ ایسے باد را بشت پیامد و کورے
دعوی در پیری نامد۔

باشد اندر حال خود اے مردمان
کہ بکار خویش پیے کمتر برند

حال فقر کہ جنس گاہے چنان
کہ ز باسرا بہ نہاں اگر کنند

گہ ز جرم نہ فلک سازند خم
گہ بزم شرع رونق میدهند
کہ انا عیدی سرانند اے عزیز
حال ایشان آہ بریک حال نیست
اشتبہ اوراک وہ این راہ لنگ
فلسفی را آگہی زین راز نیست
صد فلاطون در خم این راز کم
خز دلی غیر از ولی آگاہ نیست
تو کجا و طاقت این گفتگو
تا کہ ناری آب از دریا بدست
اندریں رہ جملہ پویدن خطا است
چوں بخوردی آہ زین پیازے
لذت مے را زنے کردن تمیز
تا کہ زین خم جام مے ندی بدست

اے حاکی حکایت ناشنیده و ساقی جام مے ندیدہ این گفتار تو بدیدن خواب مے ماند و

یاباب سراب کہ فی الحقیقت پیم نیست - نظم

ناویدہ حکایت بدیدن کردن

این نکتہ "ناسر است نرد و اتا"

نشیدہ روایت بشنیدن کردن

مرد عوی کذب ہاں کشیدن کردن

اے گلخن نشین بے برگ و نوا ترا بگل چینی گلبن اہل صفا و مردان خدا در مے آوردن چہ نسبت
باند کہ از گل چینی این بیان دست کشیدہ و دامن چیدہ بہ تحریر احوال باقی از آل نیکو خصال
پیر پروانہ آن شوخ چغم بادہ محبت خدا و شوق مولے حالتے دارد عجیب و احوال دارد
غریب در جناب خدا کے بے ہمتا یا نیاز و از عرض گزینا اہل دنیا بے نیاز زندگانی میکنند۔
اگر گاہے بسبب سخن نیک و بد از زمان او صادر مے شود البتہ بظہور مے پیوند

بنا بر طول عبارت اختصار احوال آن صاحب حال اختیار نموده شده - فقط

ذکر خیر و بیان سیادت پناه معارف دستگاہ ہاشم علی شاہ ساکن موضع زرچہتر

مردے معبد و مجاہد بحسن خلق آراستہ و بہ زیور معنی پیراستہ ازاں روزیکہ شرفیاب
جناب فیض آب حضرت جو شد و جبین نیاز بر آستان این اہل راز نہاد - البتہ جز خلاف
نفس گرد کاری نگردید -

رباعی

ہر کس کہ خلاف نفس را کرد عمل
نفس است کہ موجب خرابی است
کہ درین کار او نیفتاد و خلل
کن گوشتش ز من کہ نمفتی بذلل

رباعی

ہر کس بخلاف نفس پیماید راہ
آن کس کہ براہ نفس یک گمانے د
بنا پاشد کہ او نیفتد در جاہ
افسوس کہ در معاک افتد ناگاہ

رباعی

نفس است کہ سر پای صدیج و بلا است
گوئید ہر آن کہ بر خلافتش عامل
ہر کس کہ پئے نفس بود با بنیاست
آرائش نشاتین بر خود آراست

رباعی

ما رست قوی ز نفس باید ترسید
ہر یو الو سے کہ بزرگ او مال گشت
ناداں بود ہر آنکہ گردش گردید
میداں کہ بجز گزیدنش ہیج ندید

آن طالب راہ حق و عابد معبود مطلق اکثر از روح دلی و محبت قلبی در حضور لامع النور جناب
حضرت جو حاضر شدہ و استفادہ و استفادہ ... سے کرد ... است - کسے کہ

آشنائے عطار باشد البتہ جامہ او خالی از عطر نتواند بود - ہمچنین ہر کہ محبت صاحب
کمال در زد بلاریب از حال برہ ور شود - چونکہ در دکان جوہری بجز جوہر و لالی جنس دیگر
نباشد سید موصوف ازین جناب دولت دو جہانی حاصل کرد - بعد از تعلیم شر الط آداب

پہ مسجد اور مکانات عالی واقع تھے اور جو سلسلہ نقشبندیہ کے پیروں کا ساکن تھا - افسوس ۱۹۲۷ء کے انقلاب میں ضلع گورداسپور

یہ موضع الشہور مکان شریف جہاں سید خضر خاں کے عہد سے سید حاجی و بیابال کا مزار اور اطلاع آباد گئی اور جہاں حاجی صاحب کے پوتے کے پوتے سید شاہ محمد کا خان
اور دیگر اوقات و اسطلاح سے ملے اور یہ سن کر خوش ہوئے گئے کہ سید ہاشم علی بن امیر کرم بن سید شاہ محمد کو خلافت حضرت فقیر شاہ سے مل گئی

یہ موضع الشہور مکان شریف جہاں سید خضر خاں کے عہد سے سید حاجی و بیابال کا مزار اور اطلاع آباد گئی اور جہاں حاجی صاحب کے پوتے کے پوتے سید شاہ محمد کا خان

فقر و طریق عبادت فرمودند کہ ہاشم علی شاہ ہر چیز شان سیادت مرتبہ البیت بلند
 اما حدیث نبوی علیہ الصلوٰت والسلام الْفَقْرُ فَخْرٌ حَسْبِي وَالْفَقْرُ مَتِي نیر در شان
 فقر وارد است و فقر بجز عجز و انکسار و فروتنی و خاکساری بحصول نمی انجامد باید کہ این شیوہ
 را از دست ندہی۔ و در بیخ حال چون نکتہ پر کار درس دائرہ قرار اختیار داری۔ عزل

فخر بنی آدم است از فقر بدینا و دین
 بسین کہ نبی گفته است فقر بود فخر من
 نیست بجز انکسار عادت مرد خدا
 موجد فقر است عشق موجب فخر دو کون
 در دیکہ چیز از وفرت اہل دل است
 نوزیں شمع بیافت دیدہ اہل یقین
 گر تو بنی آدمی فخر خود فقیر بہین
 عجز قبول ہمہ نزد جان آفرین
 مبنی این ممکنات منظر از بہت این
 بہ کہ چنین درو باد بادل و جام قرین

در ابتدائے احوال سید موصوف در حضور حضرت جوہر حاضر شد فرمودند کہ اسے گوہر درج
 سیادت اگر عزم طلب راہ خدا داری باید کہ چندے از کشاکش زمانہ و اہل آن عزلت
 کنارہ جوئی و در ہر جا خاطر قرار گیرد تہا نشین و بیاد حق مشغول باش۔ مہر
 تہا نشستہ باش و خدا را یاد آ۔

آن صاحب ہمت ارشاد فیض رشاد پیر و مرشد خود را سعادت ابدی و دولت سرمدی تصورید
 عرصہ دو نیم سأل بر کنار دریا متصل کوٹ جوہر سید در نیشن تہا نشستہ در عبادت خدا متوکل
 مشغول گشت و دو سہ روز بے طعام بہ استقلال تمام مے گذرانید و توکل را از
 دست مے داد و بفضل خدا بامداد توجہ پیر و مرشد دہان ملوت کبارش بجائے
 مردبان آن سواد از راہ عقیدت پیش آمدہ تطبیع و منقاد آن نیک ناما شد۔ یہاں پہاچہ بسبب
 روح با شندگان آنجا سید موصوف اقامت آن مکان اختیار نمود۔

ذکر خیر در باب ارادت آوردن حقائق آگاہ سید محمد شاہ ساکن بسا نوالہ

از اولاد و امجاد میراں محمد حسین آن والا کوہر سید حسینی است در عمر خورد سالگی کہ نزدیک شباب
 رسیدہ باشد کہ ہوائے صحبت این جناب در ماغش جا گرفت و آرزوئے ملازمت کہیا خواہیت

مے غالباً آپ کا منرار بھی کوٹ خواجہ سعید (مصافحات لاہور) ہی میں سے ہوتا ہے

در سر افتاد۔ ہویدا است ہر جوانیکہ محب اہل اللہ باشند البتہ جامہ صلاحیت و اہلیت بر قامت او درست راست خواهد آمد۔ فرد

در دل ہر کس محبت افتد از اہل صفا
دوستی باد دوستان حق راست است
در جوانی ہر کہ ورزد دوستی با اہل دل
پارسا ز اہل صفا کمتر نیاشد ایسے اخی
تو ازین ہر دوستی افسوس اے فرحت تو

روزے آن جوان صالح یعنی محمد شاہ در ساعت سید رسیدہ از روح باطن و عقیدت دل دست ارادت بردست جناب حضرت جو نہاد۔ چونکہ جوان سلیم الطبع و علیم خود۔ موافق مزاج مبارک خویش یافتہ ہماں روز از بعضی وظائف کہ معمولہ بزرگان قدیم و روزندگان راہ مستقیم بودند اجازت دادہ فرمودند کہ این دولت کبریے و نعمت عظمیے کہ تو از زانی داشتہ ام دیگرے را دست ندادہ باید کہ با شرائط تمام در ادائے آن تساہل نکنی و تہاؤن نوازی۔ اگر در این امر قصور نکردی فائدہ بسیار تو بہتر تب خواهد شد و دست دعا برداشتہ عنہ کردند کہ اے قاضی الحاجات واسے مکفل نہات این جوان سعادت نشاناں را پیوستہ بہ ثمر شجر مراد شیریں کلام داری بفضلہ ذکر

ذکر خیر شرف یاب شدن سیادت پناہ سید عزیز شاہ ساکن خطہ کشمیر

مردے نیک بخت و صالح ایزد پرست صاحب خاندان کرامت چونکہ اندرین ملک برائے دیدن ارادت مندان خویش وارد شد چونکہ خاطرش شائق دیدن اہل اللہ بود اسم مبارک جناب حضرت جو شنیدہ بشوق تمام آیدہ ملاقات حاصل کرد۔ در صحبت اول بر حسن اخلاق و اتفاق کہ در بارہ صادرہ وارد نمود مزاج شریف بود سید بوضوح از دل و جاں مطیع و منقاد این جناب گشت و در دوسہ بار یافتن در مجلس شریف تاثیرے بر دلش پیدا شد روزے با نیاز تمام و عقیدت تمام ادبانه عرض کرد:-

اے ستودہ بارگاہ خدا واسے برگزیدہ اہل صفا

لے ناظر حسین رنجانی جو لاہور میں بیٹھ کر اپنے بزرگوں کی روش کے خلاف رسالہ آئینہ قسمت میں کی تبلیغ کے

ایں فقیر بے برگ و تارا از فیضانِ خویش نواسے بخشش نما از جوعِ قلبے و تشنگیِ دلی سیر
شود و تسلی و رزد کہ گفته اند۔ بیت

بر کریمیاں کار با دشوار نیست
سائے از در شاہ عار نیست
مرکہ دستے پیش آرد بر کریم
ردن سازد دستش از لطفِ عمیم
منکہ دست افراشتم اے قربان
کن کرم بر حال ایں افسردہ جاں

جناب حضرت جو استدعائے سید عزیز شاہ سیمع رضا جا دادہ پر تو نظر توجہ بر حالتی انداختہ مستفید
رحمت دو جانی ساختہ فرمودند کہ اے برگزیدہ طلب و اے زبیدہ اجاب یکدم از یادِ خدا کے مطلق
عائن نباشی۔ اگر بدیں روش رفتی بمنزل پیوستی و تصور صورت فقیر کہ معتقدہ خاطر طالب است
از زیر نگاہِ محکمینی سے

ہر کہ بر فرمان پیر خویش قطع راہ کنی
از خلل مصیون دین مامون بر منزل رسد
در خانہ اگر کسی است یک حرف بس است بریں قطع سخن فرمودہ دست دعا در جناب و اسب اعطایا دراز
کردہ دعائے کردند کہ اے بر آندہ حاجات سید عزیز شاہ را پیوستہ در ظل حمایت خویش اراد
بالنون و الصاد۔

فصل پنجم در بیان احوال ارادت آوردن از فرقه علماء و غیرہ

استاد دستان این احوال ستن آموز چینی سے کرد کہ ارادت پناہ عقیدت دستگاہ میان خفیض
عرفت باغبان متوطن موضع فتوتہنیکہ واقعہ ملک دو آبہ در میادی احوال کہ نور شباب از چہ وہ ملک
روز جلوہ تازہ میداہد و نشاء عجب و استکبار سرستان بادہ جوانی را از جامی ریاید روستی نسل اکثر
بر حسب سفاہت کہ در مزاج او امتزاج پیدا کردہ در کمال فقرائے صاحب شریعت عقیدہ فاسد گشتی
بلکہ مرتکب استہزائے و میگفتی اینہا مکاران زمانہ می باشند۔ در باب یہیں فریق حضرت حافظ
گوید۔ فرمودہ۔ بیت

بزرگ دلق طمع کمند ہا دارند
دراز دستی ایں کوتہ آستیناں بین
و موافق اینائے روزگار خلوص نیت و رسوخ باطن در جوع ظاہر با فقرائے سفاہت یعنی کہ مرتکب

تو اسی و منکر او امر الہی اندمیداشتت و در ارتکاب منہیات مستنسا بہ ہرشتاں لیل و نہار بود۔ و در
 ہر گاہ جز او و حب کارے نداشت۔ از آنجا کہ در مشیت ازلی توبہ در نصیب او بود۔ اما اقبال اں
 نیز متعلق صحبت حضرت چو در پردہ تعویق پناہاں بود و ستواری۔ چونکہ ہر امرے مقدر حکم حدیث نبوی
 علیہ الصلوٰۃ و السلام کل امر مرہون باوقا تا ہر زمان ظہور خویش از کتب عدم در عرصہ شہود موجود نمے شود
 دروئے نماید۔ ہر گاہ ایام ہدایت و روز توبہ اں تائب عقیقہ یعنی محض بر نزدیک رسید نوے
 بیقراری در باطن او طاری گشت چونکہ ظہور آنرا سبب ندید۔ بہت زدہ در زویش احوال طال خویش
 گردید۔ اما خود خوردہ دان بچگونہ سبب اں پے بردہ پیوستہ متخیر و متفکر منتظر لطیفہ غیبی کے بود
 کہ ہمدراں روز ہا منہر شوہات ظاہرہ معملہ کمالات باہرہ افضل زماں اکل دوران قطب بلا اشتباہ
 حضرت قلندر شاہ افسیر دیار ہندوستان مراجعت فرمودہ بہت دار السلطنت لاہور کہ وطن بالوئی
 بود منزل بمنزل تشریف لے آوردند۔ روزے بوفیض قوت نیک در باب شش اہل دنیا کہ سخت دلی ایشان
 بر اہن و فولاد تزجیح داند۔ مفاطمیسے تو اں گفت ہر گاہ آوازہ حسن خلق کہ عادت مردان خدا لارم اہل
 صفاست سامع افروز ایں دایں گردید۔ بکنہ اں مکان مثل جاہان عقیدت نشان رجوع آوردہ در خدمت
 گذاری حاضر گشتند میاں محض را کہ فی الحقیقت مورد فیض بود نیز جادوہ حقیقی بر اں آورد کہ آوازہ
 سخن خلق ایں بزرگوار در دہل صغار دکبار جا گرفت بزبانت اں باید رفت و ملاحظہ باید کرد کہ کاسہ پر است
 یا طاس ہی است۔

پے دیدن آمد دے پُر ز شک ز رصاف دارد نہ ترس از محک

غرض آنکہ بہر حال تدبیر و پراگندہ خاطر خدمت فیض موصبت اں والا در حث حاضر گشت۔ چونکہ
 در اں ہنگام وقتے خوش داشتند نظر حقیقت و مرحمت فرمودند۔ خوش آمدی لفظ خوش ہنوز بر زبان
 فیض ترجمان بود کہ خم دلش مملو بادہ شوق گردید سے

اول نظر یکہ بردے افتاد ہوش از سر برقت بر باد

اں کبر و سنی کہ داشت در سر شد محور سینہ اش بر باد

فی الفور جبین نیاز بر پائے اں سر فراز سودہ چون بلبل مستانہ بایں ترانہ مترجم گشت سے
 دل گر بودی از من صا جہد لا خدارا بر حالت تباہم رحمت کن آشکارا

جز فضل عاطفت توحیدے و گرانندہ در چار سوئے عالم شاہا من گذارا
 مرغ جانفش کہ پروردہ ناز و نعمت عمرافنی بود یک جیلہ اسیر کند غش و محبت حضرت جو گوگردید بے تیا از عن
 کرو یا خلاصہ اولیا نقد گرانمایہ عمر کہ بسوداے لہو و لعاب گذارده ام از ان بیج سودے دست نداد
 مگر حیرت و ندامت چو عمر گذشتہ و سخن از دہان جسنہ باز بدست آمدن نامشکن امید کہ افتادہ
 خاک مذلت را بدستیاری امداد خویش برداشتہ بمنزل مقصود رسانند۔ مہر عمہ
 دسترس دادہ خدا افتادگان از دستگیر

حضرت جو را بر احوال شوریدگی آن شہید ہجو مرغ نیم سہیل بر ضمیر بے قرار بود رحم آمد کہ گفتہ اند بیت
 تا نگرید کود کے حلوا فروش بہ بجز بخشایش نے آید بخش

دست لطف دراز کردہ در پر کشیدہ فرمودند محمد فیض غم خوردل قومی وارہ و عمر کہ در اخلاص و اہمہ حالی
 از یاد خدا گذارده بسیدہ استغفار از جناب مجیب الدعوات اجابت توبہ در خواہ و بعد ازین فقیر را
 متوجہ احوال خود شناس آن دل از دست رفتہ را از دلجویی حضرت جو حالتے عجیب و استغراق
 غریب روداد بلکہ تا دیر از خود برقت بعد چندے بہوش آمدہ با سینہ چاک و خاطر غمناک عرض
 کرد۔ اس مجروح قلبی را از تیغ بے دریغ عشق جراحتا خوردہ بر ہم توجہ باطنی اندمال بخشند۔ یعنی
 در زمرہ گرفتگان خویش جادہند تا بایں وسیلہ بر ادا اصلی فائز گردد۔ بتوجہ تمام فرمودند کہ اذنا اللہ تعالیٰ
 شمارا فردا در برادر دینی قبول کردہ خواہ شد۔ بجز صدور وعدہ فردا آہی سر زودہ عرض کرد۔ فرد
 ساقیا عشرت امروز بفردا مفکن یاز دیوان قضا خطا مانی من آر

ہویداست کہ زندگی موموم را اعتبارے نیست۔ مہر عمہ

شاید کہ ہمیں نفس نفس واپس بود

و اس گم گشتہ وادی فراق را فرصت دست نمد و انیس دولت بے بہرہ ماند۔ فرمودند ارادت
 قلبی شما مقبول گردید و ادائے طریق ظاہری را بفردا آرند آن شائق مست بادہ بر آتش انتظار فردا
 ہچوں کباب سیخ بر پہلو کہ مے گردیدے طہید و فیل بلبل در فراق گل بایں ترانہ شرم می شدہ
 الہی صبح امیدم بر افروز شب تا مرا روشن کن از روز شب

باقی ماندہ را ہمیں بیچ گذرانیدہ روز دو کم با طالع ہمایوں بردست حضرت جو توبہ نصیب آن

غریب گشت - چونکہ عشق جہاں سوزِ خس و خاشاک ماسوی اللہ را سوختہ سینہ بکینہ اش را پاک و صاف
 ساختہ و کیمیا ساز حقیقی زردیش را در بوٹہ اخلاص انداختہ گداختہ بود ہماں روز از آداب عبادت
 حق و طریق سلوک و ذکر و شغل بہرہ ور ساختہ بکلاہ فقر ممتاز فرمودند آمدند میدان طریقت بعد از
 دریافت محبت حضرت جو جز خلاف نفس کارے نکرد و در مجاہدات شاقہ کمر سی چست بستہ
 از ذکر زبان و فکر دہیل و ہمار حالی بود اکثر ارادت منداں خدا پرست در ملک دوا بہ ہستند و بسا ہارا از
 خدمت او دولت فقر و فیض ہمانی حاصل گردید۔ اگر باحوال جزو کل آن صاحب حال پرداختہ
 آید۔ دفتر کے دراز سے باید۔ پس بیان مختصر میرا و اولیٰ و قیراں بزرگوار در موضع فتوٰ تہنیکہ جائے ادب
 خاص و عام آن دیار است۔

گزشتہ در احوال میاں امام بخش کھوکھڑ تلوار پیر عرف سنگی

در ایام طفولیت کہ تخمیناً دہ یازدہ سالہ بود ہاشد باطالع مسود بشرط پاپوس حضرت جو
 مشرف گشت۔ چونکہ در سبادی احوال خاطرش مانگ نماز و روزہ و ارتکاب احکام شریعت
 بود گفتہ اندہ

سالے نکوست بہارش پیداست

آنجناب نیز نظر رحمت و شفقت در بارہ آن مبذول میداشتند

بیایستہ از گوش دل اے حبیب شکر خواہ را شکر گرد و نصیب

آن طلب گویند ہر ک طالب راہ حق باشد و ہستی خود را کہ بموجب خود پرستی است در عشق و محبت
 رنج آگند راہ بجائے نبرد آن نیکو نہاد را علیہ محبت آن آفتاب پیر ارشاد چنان دامن دل
 گونہ بود۔ اگر گامے سبب جدائی واقع گشتی طاقش طاق و صبر و قرار و بفراری می نہاد۔
 ہر کہ آن نو بادہ حدیقہ ارادت را شکوفہ مراد رو بدسدگی آورد یعنی از گوارہ طفولیت قدم
 در میدان شباب نہاد از تاثیر صحبت آن جناب عشق شور انگیز طورے دیگر پیدا کرد۔ یعنی
 عانت استغراق بر احوال آن مشتاق بھی رونما گردید کہ اکثر اوقات در سکر و کمر در صحتی بود و غزل
 عشقش چو ہر گنگ و بہریشہ دوید آرام دل و راحت جاننش بر مید

لہ کہ ملک دہ بھی پاکستان کے حصے میں نہیں آیا۔ (تالی)

شد اخگر دل بس شرر انگیز بر سو
 نے صبر بجا ماند و نہ ہوش و نہ قرار
 بر خاست ز خویش پیمو سرو آزاد
 در گوشہ زمین چو دریافت امان
 چوں تیر مراد بردت آدر است
 جسے کہ بجز حبت خدا داشت بدل
 در آخر کار با بسان فرحت
 جز جلوہ حق و گر نمایدش نظر
 چوں بادِ سمومِ عشق در سینه و زید
 بخونِ عفتِ حبیبِ تحمل بدرید
 دامن ز تعلقات دنیا بر حید
 ماند کمان چلہ چو در خانہ کشید
 قربان شد و سر بیائے مرشد مالید
 زکش داد و گرنہ گردش گردید
 بیوست باو ز خویش و بیگانہ برید
 گر خار بر آمد و گر سبزہ دید

چونکہ ان ارادت منس سالہا سال در حضور پر نور جناب فیض اکتساب حضرت جو قیام و زید و محنتا
 کشیدہ بر خد متے کہ اشارہ مے رفت بالراس و العین بجائے آورد ہر گاہ نقد ہمیش را کامل العیار
 یافتند توجہ احوال ظاہر و باطن او شدہ بتربیتش پرداختند۔ چندانکہ ہر تو انوار عشق بردش می یافت
 دمدم و لحظہ بلحظہ ہنگامے نومی یافت تا کہ بنور تجلیات الہی منور گشت۔ بخیر و فقر ممتاز ساختہ فرمودند
 فقیرا از راہ زہاری دزد صوری و معنوی یعنی نفس و شیطان کہ پیوستہ در کین آن می باخند حاصل
 نباید شد۔ بہا و فرصت یافتہ نقد حاصل را کہ سرمایہ طالب است سرزد نکند و امان از دست اینہا
 بجز امداد الہی و پاس انعام نیست۔ پس فقیر آنت نفس از انعام نوبل کہ موجب حیات سرمدی
 است بے یاد خدا صرف بکنند و در خرچ را نگان ندید کہ حرف بے محل را در اسراف ہمی نویسند
 و خدائے تعالی دوست نے دار و اہل اسراف را چنانچہ در کلام مجید و فرقان حمید خود مے فرماید
 اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْمُسْرِفِیْنَ در مذہب صوفیہ اسراف خاص الخاص ہمس حرف بے محل انعام
 است۔ یعنی جائز نہ داشتہ اند صرف آزا بجز یاد خداں در دیش عفت موائی ارشاد فیض
 رشا کہ طالب را انقیاد ان فرض عین است و مے دانے بے یاد خدا مے ماند۔ فرد

بذکر و فتنل ید است سببہ مالا مال
 و توجہ باطنی انعام باللہ بعد انتقال ہم برائے این خدا آگاہ بلکہ ہمہ طالبان را جائز است۔ چرا کہ
 در حیات و مات اہل التہیتم ظاہرین حجابی کی افتد و الانہ این فریق زندہ ابد است۔ فرد

در حیات و مہمات اہل خدا پردہ می افکند ز دنیا نیز

دریں باب حافظ فرمودہ - فرد

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدہ عالم دوام ما
ہر کہ تسلی دارد دست از آستین یقین بر آورده چشم خویش ببالد تا انکشاف این احوال برود کرد -

ذکر خیر در احوال شیخ فتح محمد لکھنوی

آن محب باوصفا و آن مخلص بے ریا در ایام کہ ذات مصدرِ حسنات حضرت جو روفت بخش بلدہ
متبرکہ لکھنوی بود۔ در عین عنفوان جوانی حاضر خدمت شریف شدہ از محبت دل و در سوخ باطن در خدمتگذاری
موجود می بود و روزان و شبان حاضر مجلس معلی می شد تا کہ فیض صحبت شریف بر دلش کار کرد۔ و
یکایک جذبہ شوق و ذوق نمایاں گشت و ہوائے صحبت آنجناب در دماغش جا گرفت۔

بدل جوش محبت شورش آورد
قلہ از دل تو ان از جان او برد
زرفتی یک زمان آن محو دیدار
ز دور خدمتش چو سفر بر کار
گر اجباتا جدائی دست دادے
ز ہر مزگان سر چشمہ کشفائے
کشیدے بر زباں آن عاشق زار
ز درد دل دو صد نالہ جس دار
بصد سوز و گداز آن سوختہ جان
شدے مانند نے دمساز افغان
چو از جوش محبت مست گشتے
چو محبوں با جنوں ہمہ شست گشتے

چونکہ محبت آن محب یک رنگ ترغیب کشید توجہ خاطر اشرف نیز مائل آن بر مست بادہ شوق گردیدہ
روز بروز ساعت بساعت در تعلیم آن مے افزود و در سوخ باطن آن عقیدت سرشت لمحہ بہ لمحہ در افزایش
بود ہویدہ است۔ عشق ہر گاہ بجد کمال رسد خاطر معشوق را بجانب عاشق کشد و مبتلائے او سازد۔ بیت

عشق چو بر اوج تمارسد
آنچہ مرادست بعاشق دید
عشق بر افروخت جان را بنورد
عشق زدہ آتش خود را بطور
عشق بر آن نخل تحسلی نمود
ہوش خود از دل موسی بود
عشق شود نایہ دیوانگی
سوختہ صد خانہ فرزانگی

عشق جہاں سوز چو آتش فروخت
ہستی عالم ہنگی پاک سوخت
بیمج نمائند اثر این و آن
زیر نگاہی دل صاحب دلاں
ماند اگر آہ ہماں نور ماند
بیمج نہ جز ناظر و منظور ماند
بلکہ ز ناظر اثرے نیز نے
غیر ز منظور دگر چیز نے
آہ چہ پرسی تو ازین حال آہ
محو شود نور شب آن روز ماہ

اے شوریدہ سر کجایا کجایا افتادی درین باب بادیہ کہ رو نہادی پایا نے ندارد۔ مہر عمہ

جوش کن و جوش کہ اس جوش ندارد پامیاں

باید کہ عنان شبیدیز از اچھیدہ بتخریر احوال باقی ماندہ شیخ محمد زاد شوق برداری ہر گاہ جناب حضرت جو
از بلدہ متبرکہ لکھنؤ نسبت دار السلطنت لاہور ارادہ مراجعت فرمودند ان محب یک رنگ جدائی
پرو مرشدرا سخت تر از سنگ خارہ پنداشتہ متحمل این بار گراں نشدہ دست بر خان و مان و
یا قہار زدہ در رکاب فیض مآب آنجناب ہم سفر سفر گردیدہ و مدت مدید در خدمت شریف
حاضر ماندہ و عقد ہائے طریق طریقت کہ هنوز بحال او مکتشف نشدہ بودند حل کردہ و جہان جہان
فیض ربودہ بعد عرصہ میں سال پیش حضرت جو رحمت یافتہ بسمت بلدہ تشریف لکھنؤ کہ وطن
اصلی داشت مراجعت کردہ کہ گفتہ اند۔ بیت

نشت وطن از تخت سلیمان خوشتر
خار وطن از سبیل و ریجاں خوشتر
بر آرزو حاجات آن صادق العقاد را با کسوت فقر آراستہ سلامت دارا و بیفصلہ۔

ذکر خیر حقائق آگاہ نیکو نشیخ امام بخش لکھنوی

در علم ادب فرد در دفتر و فی صاحب درد طبع سلیم دارد۔ در ہنگامیکہ جناب اشرف
حضرت جو رونق پذیر بلدہ لکھنؤ بودند۔ شیخ بوصوف را درس یک ہزار دو صد و چار۔ بر مری
طالع ہمایوں توبہ بردست حضرت جو نصیب گشت۔ چونکہ مادہ قابل داشت نظر توجہ اکثر
بر احوال آن طالب خدای داشتند۔ بیت

ہست اکسیر نزد الہ صفا
نظر پاک اولیا۔ نے خدا

لہ ناسخ تخلص۔ لاہند کے رہنے والے فریب باب کے بیٹھے تھے۔ خدا بخش خمد روز نے متبسی بنایا اور دو ہمت ہو گئے (آئی)

زرشود در زمانہ اندک گرگدازی چوس دل خود را

آن مردیمت بلند طالب مطالب ارجمند حسب الارشاد جناب پیر و مرشد خویش در ریاضت شاقہ و مجاہدات شدید کہ وسیلہ وصال و عاشقان حق است کمر سختی چست بستہ آنچنان طے نمود کہ طالبان مبتدی احوال را اشک رشک از چشمہ چشم سے تراوید سے

ہر بانی ہائے آن عالی جناب
بے حضور نفس در لیل و نهار
حب دنیا را فرو بگذاشته
گرچہ اورا بست فرزند و عیال
سینہ اش از درد دل انباشتہ
گر کسے راند سخن پیشش ز درد
بشوار گوش دل اے ایزد پرست
بود دائم در حق آن کامیاب
زندگانی سے کند در روزگار
حب مولا لازم دل داشتہ
نیست فارغ از خدا در سحر حال
لیک از اجبار نہاں داشتہ
در یکایکے آبد آن در عشق خود
سے تراود آنچه در آوند مست

در ہنگام مراجعت بسمت وطن مابوقت یعنی لاہور شیخ مذکور را بخرقہ فقر ممتاز ساختہ تشریف فرمائے
این صوب گشتند در سنہ یک ہزار و دو صد و چہل و تیرمی دولتہ شوق زیارت پیر و مرشد خویش در دل
آن عقیدت کیش بکوش آمد۔ چونکہ طاقت انتظار و قوت صبر و قرار نماند لہذا اسباب سفر ہمیا کردہ
پلاہور رسیدہ بشرف پایوسی ہاوسے خویش مشرف گشتہ دوکانہ شکرانہ الہی ادا کردہ ہر چند ارادت
طواف بیت اللہ نیز داشت اما وصول طواف دائمی قبلہ و کعبہ دارین را کہ برائے طلب بمنزلیہ
حج اکبر است ترک دادن بموجب وبال احوال خویش تصوریدہ زیر سایہ سہر پایہ آن قبلہ ارباب
کمال رخت اقامت انداختہ و حصول این دولت را نعمت عظمی انگاشتہ ہموارہ مطیع و منقاد
فرمان فیض نشان بودہ مورد تملقات بیغایات حضرت جوئے بود۔ ہویدا است ہر کسے از پایہ عادی
بدرجہ مخدومی رسید اکثر مردمان خدا دوست از سوخ دلی و رجوع قلبی در خدمت آن صاحب
کمال کہ در حسن خلق فردے از افراد زمان است حاضر شدہ و در خور سوال خویش برہ اندر می شوند
تسخیر خلق نیست بجز خلق اے انجی بر مومن است سنت خلق محمدی

میدونیسد کہ حسن خلق بجز رفاقت قلب و درد دل دست نماند دیدہ شیخ مذکور دریں رنگہز بہرہ تمام
سے آب حیات میں مسطور ہے کہ پیرنا سخ گفتو چلے گئے اور یہیں ۱۲۵۴ء میں فوت و مدفون ہوئے۔ (نامی)

دارد چرا کہ در و لازم فقر است - شیخ عطار رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے - بیت
 کفر کافر را و دین دیندار را ذرہ درد دل عطار را
 مخفی ماند بر فقیریکہ دردند آشتہ باشد شجر بیت بے ثمر و غمے است بے پو - بیت
 ہر کہ دادند درد آل مرد اند صاحب درد در جہاں فرد اند
 ہر فقیریکہ حالی از درد بہت دل بہ پہلویش آہن سرد است
 آہن سرد را بفرگداز کونتن سست کار اہل مجاز
 سخت دل جز برد نگدازد عمر خود گر بزہد در یازد
 این سخن یاد دار از دل و جان زہد خشک است موجب حرام
 داند این را ہر کہ شد شیدا عشق از دردے شود پیدا
 تا توانی چراغ عشق افروز دیدہ از زہد خشک در ہم دوز

ذکر خیر میاں صدر الدین المشہور قاضی نمقوعرون بھٹی ساکن مانگٹاوالا

مردے معبد و مجاہد ذاکر و شاعر در طریق سلوک بہرہ وافی داشت - وہ ابتداء کے عمر کفر جوان
 بود حسب القسرت در خدمت والا درجت شیخ المتنازع حضرت شاہ مراد بخش حاضر شدہ علم ظاہری
 حاصل نمودہ بہت وطن مالوف مراجعت نمودہ - چونکہ اندراں وقت لوح سینہ اش از کتابت
 درد معرا بود و از معاملہ عشق نا آشنا بکار علما کہ طریقہ آسانی اوست مشغول گشت نزد اہل تصوف
 بیکدام دے حالی از آتش عشق نیست - مگر زیر تغافل مدفون دیباچوں نزد عاقل و حسین خواب بگا
 تا کہ بیدار شود بکار نیاید و آتش از تیر خاکستر زبر آید شعلہ زن نگردد - ہر گاہ بخداست انوار خواب
 غفلت بیدار گشت - شورش عشق و مرغ جانش بشورانید

دردش چونکہ عشق بر زد جوش رفت صبر و قرار و طاقت و جوش
 احتیاج دوائے دل افتاد گفت با خود دریں خراب آباد
 امتحان کردہ ام خفی و جلی نیست جز ذات پاک حضرت جلی
 تا کہ این درد را دوا بکند نظرے لطف سوئے ما بکند

پردہ از روئے حال بردارد خاطر خستہ را بجائے آورد

یعنی از وصل حق نشان بدید روی را ہم بسوئے آن بدید

ہر گاہ آن مشتاق را دولت شوق زیارت حضرت جو بکمال انجامید۔ دامن عزم بر کمر بستہ و پشت بر روی نماں زندہ سادست قدموں ساخت چونکہ بخت یاور داشت۔ سالہا سال در خدمت گذاری حاضرانندہ آنچہ ارشاد فیہن رشاد صدوری یافت بلا تصور عمل می آورد۔ یعنی ریاضت عبادت حق کہ لازم احوال طالب است۔ خیلے بجا آورد۔ اندرین باب کوشش بلوغ بکند برد۔ بعد مرور چند سال یکایک حالت جذب و سکر بردے چنان کشوف گشت کہ شب و روز در دریائے استغراق مستغرق می بود۔ اندران احوال اکثر اوقات بزبان بے ریا اخبارات دور و نزدیک اگر می گفت۔ البتہ راست می افتاد و بصدق می پیوست و درین مستی بر آداب شیخ آنچنان استحکام داشت کہ تمام روزہ ہر روز سے دست بستہ ایستادہ میباند و اگر گاہے بسبب غور نفس قلبی مانع نزال از گنبد خیال بدر جستہ بگریختہ رود نہاد۔ قریب دودہ کروہ بجانب پیر و مرشد خویش پشت نیباد یعنی پس پاہ سے رفت۔ چونکہ میں احوال بقریب دو سال گردید۔ روزے حضرت جو آن مست بادہ و حدیث را طلبیدہ فرمودند۔ اسے غریق تجسم حیرت باید کہ ازین بچہ ہوش ربا بدر جستہ خود را بسا مل سلوک اندازی و سالکانہ بیاد خدا مشغول باسفی و غسل دادہ و پارچہ پوشانیدہ در مسجد نشانیدند از بہاں روز بعالم معمو آمدہ در طریق غمخیزیت استحکام گرفتہ بیاد حق مشغول می ماند تا کہ حیات مستعار را در میں کار قادرین چون سپرد قبرش در موضع رتہ در دائرہ قدیم است۔

ذکر خمیر در بیان ارادت آوردن میاں حسام الدین المشہور شام دین

مما حسب لہارت و ورع و عبادت و در استحکام آمدن سیر روین مے تو ان گفت و در طریق توکل و صبر طریقہ ایوبی دار کہ برائے انسان بیخ رنجے سخت تر از جوع نیست و آن مردے متوکل گاہے شکوہ آنرا پیش احدی نہ نمود۔ و باکے انہما رطلب نکرد علما زادہ بود از برکت تاثیر صحبت این جناب اشرف در صدق و عفا و تسلیم و رضا کما لے حاصل کرد۔ بسبب توبہ اش از استغراق در عبادت ابدال کہ عمرش قریب چہارہ سال رسیدہ بود۔ روزے با اتفاق حسنہ

سہ اس کا پتہ لگانا چاہیے۔ (نامی)

در موضع میانوالہ مشرف بزیارت حضرت جوگر دیدہ چونکہ طالع یاور داشت در مجلس اولی مقبول نظر
انور فہن منہر افتاد بجا ذیہ قلبی ولی اور بجانب نویسن کشیدند و اسیر کنند تو یہ باطنی نمودند۔ چنانچہ
آن محمودیدار سچوں دیوار بے حس و حرکت بنانند۔

نہ یارائے کہ گوید حال خود را
نہ پاسے رفتن وئے تاب آتزم
کہ شد از خوشبختی تیر ذرا خوش
نہ بر دارم ازین دہان کہ دست
سراسر ذات حق رنجایان است

نہ روئے آنکہ بر خیزد از اینجا
بماند ساکن و ساکت جو تصویر
فحمت آبخناں زوردیش جو شش
بگفتا تا کہ جان اندر تہ است
سہیں در قبضہ مقصود جان است

چونکہ از نظر روشن ضمیر آن ادلی الالبصار احوال ظاہر و باطن تککلام پوشیدہ سے مانند۔ آن شہدۃ
محبت را از جامے استقرار بیرون رفتہ دیدند با شگفتہ پیشانی بہر طریق در پرتو پیش احوال او پدید آمدند
و محفل تملیق پیش آوردہ فرمودند۔ اسے عزیز اگر حاجت داری بخواہ و اگر سوالی داری بیس تا در خور ارکان
دیش در جواب آن پرداختہ آید۔ میان حسام الدین نظر تلمطت بر احوال پر اختلال خویش دریافتہ آو
سرد از سیتہ پُر دہد بر آوردہ با عہد سوز و گداز عمیق کردہ

آمد و دارم کہ خاک آن قدم
متبسم شدہ فرمودند بابائے الحقیقت بقدر اعلاہں پر اختصاص پر تو خواہد کشود سعدی سے فرماید
اگر بچشم ارادت نظر کنی بر دیو
ہر چند این قبیل البصاعت چنداں لیاقت ندارد کہ بار دیگرے بر آرد اما بر عہد حق ارادت شکرگاہ
رہنہای طایبان عشق است

بس کار بر مرکز مدعا قرار خواہد یافت گاہ رجوع آنطالب خدا بے تکیہ و بیایدانہ بفتخر ختہ
فرمودند این لغت عظمی را سہل نہ پنداشتہ بشرا لہ تمام بے دخل تضادا نمودہ باز نام ملاقات
فقیر خواہی کرد آن محبت کیش را دوری زوری کہ حسب الاثاد جناب اشرف لازم احوال او گشتہ بود
بسا مشکل افتاد چرا کہ در خاطر غریب محبت مفارقت راحت ترا سکرات مرگ ندارند
محبت سے نہ ہرگز بدل گام
بروہی از دل و از جان آرام

شود هر جا محبت کار فرما کند شاه و گدا را ناشکیبا
آن پابسته نیست چارو ناچار مدت مهود را بسر برده در حضور لایح النور حاضر گردید معطر و متحیر و
چشم پر آب کرده بادی تمام عرض کرده

آنچنان شوق لازم حال است یکدیگر جدا بعد سال است
مخبر نما و مولانا این محبت بے یار که مستحق خود را در عشق و محبت تو مصروف ساخته هیچ گاه از خویش
جدا مساز که در جدائی تو طاقت طاق می شود - زندگانی شاق آن شیفته حقیقی را بے فکر و بے آرام
یافته در بر کشیده فرمودند هر آینه که شعله زن و شر را نیز بے باشت و بر نماند و آتش مدونه
عمری دراز دارد و سر نامه اهل طلب حوصله فراخ است - هر کس که بدعای طلب رسیده
بدست یار می حوصله رسیده باید که بتقویت تمام خاطر را از خواطر غیر پاک سازد و محبت دیگر را
اندر آن و غل غل در راه و رب العباد از جان بکوشش و فطیر بمسئله ذکر و شغل مصعنا کن تا لایح نجلی رحمانی
گردد - اهل سلوک می گویند آنچه روی دلت مصعنا تر زد تجلی تو میا تر آں مرد میدان طلب ارشاد
نبینش رشاد پیر و مرشد خویش را نهی ادا کرده عمل آورد که بحال دیگر نیست - آن خوگیر الطاف
این جناب وال بارادت قلبی و روح دلی مدتها در کفش برداری و عند دست گذاری بسر
برده بکلاه فقر افتخار حاصل کرد و در یاد خدا زندگانی میکنند الله تبارک و تعالی بمطالب اصلی کامیاب
دارا و بکریم

ذکر خیر در بیان احوال علما - غلام حسین ساکن مومنین و لا کھو کھر

مردی عقیدت سرشت در خدمت حضرت جو سالها سال گذرانده در ادای خدمت سر
نه پیچید و در پاس القاس و نفی اثبات اکثر در حلقه جناب اشرف حاضری شد و در ترتیب مراقبه
حاصل نموده اکثر در باره آن نیکو نهاد مر بانی دلی میداشتند و می فرمودند میان غلام حسین در عقیدت
که سرمایه خلاصه دلی است طالب راه خدا است استقلال تمام دارد گام تحلیلات مفسده راه نمیدهد بیت
هر که استقلال دارد در عقیدت پیش پیر
کار فرمائی ازلی بخشد اهل صدق را
گر کلاه فقر سایه بر تنگ خورده بگیر
نور باطن بچو هر اوزار سے روشن ضمیر

Marfat.com

چونکہ حضرت جو از جناب مرشد خویش اجازت سلسلہ متبرکہ چشتیہ قادریہ سرمدیہ مداریہ میداشتند و
 باستدعائے ہر یک در ہر سلسلہ داخل می ساختند آن محب را محبت حضرات چشتیہ و صابریہ در باطن
 جا گرفته بود بآداب تمام دست بستہ عرض کرده کہ این خادم بیچارہ ہر چند مناسب احوال نیست کہ خلعت
 عرض نماید اما کشش محبت حضرات چشتیہ بریں امر جبارت سے دید کہ این عاصی را در طریقہ صابریہ
 داخل طریق فرمایند۔ حسب الاستدعائے آن محبت اساتذ را در ساعت سعید اندرین سلسلہ مرید
 ساخته فرمودند کہ غلام حسین فقیر را برادر دینی شدی باید کہ پوستہ حق اخوت را لگاہ داری یعنی
 از ارتکاب نواہی شرم داری و مدام مرتکب امر الہی باشی۔ آن محب یقینی البتہ حتی المقدور از
 ارشاد سرور پیچیدہ و خلعتہ امر عالی در زبید۔ بعد انتقال آن صاحب جمال یعنی جناب پروم شد
 خویش بچوروار در دروالم فراق بے قرار و بے آرام شدہ عازم اعادہ فریقہ حج کعبہ شریفہ دیدار معظہ
 شدہ۔ مسافر انصوب صواب گردیدہ

(۳) شود مفتخر با صواب دو جان
 الہی زمین این کاکن مہول
 با صحاب اجباب غیر الانام
 بعجز و نیاز مجبان راز
 با فسر دکان غریب الوطن
 بیک رخ زرد آزادگان
 با ہیکہ از سو آید بروں
 بدر و خراش نمک سودہ
 بدل گرمی عاشق جانگداز
 بنار طبعیاں نا آشنا
 بچمنی کہ ماہین ابروئے یار
 بزخم دل عاشق لاعلاج
 برندان از دہان شستہ دست

بیطحا و یثرب بفضل خدا
 بحق بتول و بال رسول
 بحق حمد علیہ السلام
 بخاک کف پائے اہل حجاز
 بخون شہیدان رنگین کفن
 بازادی آہ افتادگان
 بسوزیکہ دم در کشند اندرون
 بہ تیغ دم خون آلودہ
 بہیچہ رحمتی دلیر بے نیاز
 بہ بیماری چشم شہلا نما
 در افتد سحر بہر رنج خار
 بہ نیروے مردان بے احتیاج
 بطیخان وینار ایزد پرست

نوش آن بندہ کائنات مجتہد
 شمس دولت را یار و یار

بجانب در شاہ بیت الحرام
 در کعبہ شریفہ

بانی کہ شوید ز دلما عیار
 لب بنگلے اہل ادب
 بدستے کہ ساز و نسی آن
 خورد ہر زماں لطمہ انتظار
 چو مرغی کہ بندند ز وبال ویر
 باخلاص و اخلاق اہل صفا
 ہم وصل محبوب خود کامست
 مرا ہم بہ لطحا و یثرب رساں
 بعد عجز و زاری بصدق و صفا
 شوم طائف کعبہ محرم
 ہمیں جو ہم اے خالق خوں عالم
 نہ خیزم از آن دہیں مدعاست
 سراوار اوزنگ لولاک را
 خنجر شمع افروز راہ دے
 بدرگاہ پاک رسول کریم
 تسلی دہ جان غمناک را
 نہ رستے ارادت جبین نیاز
 رسیدہ بر این آستان شریف
 ز شرمندگی بر فلکندہ ہر
 نخلق کریم و مطہین عمیم
 کہ جز در گشت بدت ایستائے
 چو بیکار کاغذ بکاغذ کرے
 زاوارگی باز کاغذ بیاز

بجا میکہ بر وارد از سر خار
 بشنہیں مقالان ناشستہ لب
 باشکے نقتیہ سرا سیمہ جان
 بچشمیکہ حیران دیدار یار
 بوا ماندن چشم حیرت اثر
 بزندی کہ باشد بری از ریا
 بزنی کہ با ساقی و چوم هست
 بجاں آدمی کے کس یکساں
 کہ قریاں شوم گرد ہر دوسرا
 رسم چوں زدو چشم کردہ قدم
 از اں جا بیثرب جو آرہ مقام
 کہ تا جان یابیں آب گل اشنا
 کمنر خادمی ہاں در پاک را
 کہ دلیل چہر سیاہ دے است
 مشرف شوم چوں بصدق تمام
 جو ہم در روضہ پاک را
 نہادہ بدرگاہ آن سہراز
 کمنر عرض کہ ایں بندہ پیر نجف
 زیار گتہ کردہ دوتا کر
 کن اے خواجہ نوربان و ہم
 بریں بندہ پیر بخشائے
 بدرگاہ تو باز دایم سرے
 بقبض قدیم خود اے سہراز

آمین یا رب العالمین

ذکر خیر در بیان ارادت آوردن ملاں احمد ولد میاں محمود ساکن موضع تقیم پڑہ

بحد بلوغت ز سیدہ باشد کہ فلک نامہ بنجار گرد ادا با میثمی بر سرش ریخت۔ یعنی پدر بزرگوارش بحکم کل نفس ذالقتہ الموت کہ برناؤ پیر را ازین امر گزیر نیست خربت مرگ چشید و برائے پس ماندگان درد غم و الم فراق گذاشت و احوال میاں احمد چنین بود کہ مجنوں سینرہ بقرار روز و شب گریاں و نالاں در وحشت فراق مے گذرانید۔ شبے وہ عالم رویا دید کہ میاں جان محمد جدا و پدرش ہر دو در مسجد مے پیش جناب حضرت چوٹ شستہ اند بجز دیدن پدر و جد خویش خود با چشم پڑ آب و دل بے تاب گفت ہ

اسے پند در فراق تو مردم
سینہ در فرقت ہمہ ذاع است
ناوک درد بر لب گر خوروم
باغ بلیتو بچشم من رانغ است
حالت خویش را بکہ گویم
داردے درد خود ز کہ جویم

در مہیں گفتگو بود کہ جان محمد مرحوم دست میاں احمد را در دست جناب حضرت جو دادہ گفت کہ احمد
حالاہ آں ذات شریف است در ظاہر و باطن ایں یتیم را دستگیر خواہند شد از مسرت و قوع
ایں خواب کہ بخت اندران بیدار گشت باہتر از تمام مے گفت۔ مضرعہ

نشان بخت بیدارست ایں خواب

و ہماں وقت با خود عمد بست کہ فردا بتاید سبحانی بزیارت جناب حضرت جو حاضر شدہ سرگزشت
خواب در معرض بیان باید آورد و طلب امداد امورات دینی و دنیوی باید کرد۔ ہر گاہ سلطان خاور
از دریچہ صبح سر بر آوردہ بزرگ خشی صلائے عام داد۔ میاں احمد نیز دامن امید بکہ طلب پست
ز وہ بہت آں قبلہ مراد رو نہاد و رواں گردید ہ

چونکو خوش بود آں وقت مطلب را
کہ یک زان بدولت رسید بحسب مراد

یکے بدولت دیدار شادمان گشتن
دوم حصول مطالب شدن بخاطر شاد

ہر گاہ شرف یاب زیارت جناب حضرت جو گردید۔ فرمودند مر جا خوش آمدی و نیک رسیدی

امشب جد تو میاں جان محمد مرحوم درباب سپرد تو بسا تا کید ساخته دست تو بدست فقیر دادہ
 پیش ازین خوش باش و غم از دل بدر کن کہ این عاصی بوسع امرکان ہر لحظہ و ہر آن از خبر گیری تو
 دریغ نخواہد ساخت۔ تسلی خاطرش کردہ و دلا سا دادہ بسخنان لطیف و پند ہائے ضرور و بیان
 اجر آن غم گذشتہ را از دلش دور ساخته ہماں روز اجازت بعضی وظائف دادہ فرمودند بہر ارفع
 خاطر و اطمینان دل بروقت معین بے مدخل قضا ادا نمائے و در عین خواندن صورت فقیر را زیر نگاہ
 حال و قال داری جہاں تصور کنی کہ حاضر است۔ حسن خلق آن ذات شریفیت و آگاہی دادن از
 احوال خواب موجب رسوخ عقیدت و عزم ارادت میاں احمد گردید و محبت آن قبلمراد بردش
 استیلا گرفت بے تابانہ تسلیم بگر میاں نیاز فرود بردہ بندہ وار عرض کردہ

مرا عہد است اندر دل کہ تا جہاں در بدن دارم
 مانند سر اکتویچم سرے سرے ز فرانت
 رنج تو قبلہ حاجت درت امید گاہے من
 نہ بیرون سرنم از خط فرماں تو روز و شب
 سپردم دین و دل با تو چو فرحت بندہ سا شاہا
 بریں کلام عقیدت التیام آن نو گل گلزار ارادت دریاے تعلق و شفقت حضرت چو بوج آمدہ۔
 فرمودند کہ میاں احمد چندے اوقات خود را در عبادت خدا و یاد مولانا بگذار و اندران اطمینان خاطر بہت
 آرا تالیق طریق طریقت گردی و سزاوار محبت انقیادت گزین ارشاد فیض رشاد پرور شد خوش
 راہ پیموں فرض عین دانستہ در ادائے آن تکلف نوزید ملک اندریں باب غیلے سخی بجاء آورد۔ چونکہ
 جناب حضرت جو آن مست بادہ شوق را دریں باب شایق و حریص تر یافتند بعد انقصائے مدت
 ہفت ہشت ماہ داخل طریق ساختہ در خور عقیدت متوجہ احوال و ظاہر و باطن او سے بودند و در
 پرورش او درین نے فرمودند بعد انتقال مذہب جہاں گذران بارہا در امورات کوبن ممد و معاون آن اراد نشان شد اند۔

ذکر خیر میاں شاہ کمال رویش

بسا پرہیزگار و تقویٰ شاعر مدے متوکل در طریق درویشی احوال عالی داشت فی الاصل از خطہ

کا ذکر خیر سوا صفحے میں درج ہے جو نقل کرتے ہوئے نظر انداز ہو گیا (سزائی)

اس کے بعد ارادت آئین علم نظام الدین ساکن موضع چو ہے والی کے چشتی طریقے میں بیعت کرنے اور میاں رحمت کے مرید ہونے

کشمیر حبت نظیر است در ابتدائے عمر شغل بافندگی مشغول بود۔ چونکہ قائدِ حقیقے خواست کہ اورا بجا

خود راہ نماید نخست آتش شوق در دلش انداختہ و پرورد دل مبتلا ساختہ۔ لفظ
آتش عشق آتشناسان زد بوشش
شعلہ زن شد جو باد شوق وزید
چونکہ صبر و قسمر رفت از دل
تا کہ این راہ را دلیاں شود

پر خمیر شیر در و مندر روزگار و هویت بند این نقش و نگار پوشیدہ و محتجب نیست کہ در عالم مجاز
فی باہین عاشق و معشوق بحر ساطت و وسیلہ طرح وصال و طریقہ اتصال صوت نمے بند و
عاشقان شاید لاریب را بجز سپید کمال و رہبر کمال کہ کنایت از شیخ است رسیدن بمنزل مقصود
مشکل و عقیدہ الیت مالائیل۔ بیت

چہ خوش گفت با طائر اہل درد بجز نا خدا کرد کشتہ نگرد

شاہ کماں را محبت ایام طفولیت کہ تو ام بازی طفلانہ بودند و این جناب نقش کا لجر بود۔ ہر گاہ درد
شوق الہی بردش رونما گردید۔ ناچہرہ احتیاج بکیم عازق و طبیب صادق افتاد۔ در تلاش آن ہر سو کہ
دیدیم بیکس ز نفس شناس این بیماری ندید مگر ہمیں ذات فیض سات روزے بر ارادہ ارادت
ازام زیارت بستہ بر آستانہ مبارک حضرت جو رجوع آوردہ بانیاہ تمام عرض کرد کہ این سوختہ
آتش عشق و محبت الہی بر عزم ارادت ہدی جناب رو آوردہ چشم دارم کہ عاطفت قدیم را مرعیداشتہ
در حصول مراد این نامشاد یعنی در دست گرفتن و بر بخت آوردن این غلام دنگ مفرماے کہ چارہ ساز
خوش دانستہ جانفرد شدہ ام۔ فرد

فیض می گیرند لذت در گاہ تو پیرو جوان اے سر ایافض بارانہ فیض خود رساں

جناب حضرت جو از گفتار صادق آثار شاہ کمال بسا محفوظ و مسدور گشتہ ہماں روز داخل طریق حضرت
پیشیہ صابریہ ساختند۔ آن درویش صفت بعد حصول این دولت ترک ماسوائے اللہ دادہ باز در
مدت العمر گرد آن مگر دید۔ حضرت جو مے فرمودند کہ آفرین ہمد آفرین بر بہت شاہ کمال درویش
کہ محبت دنیا و عقبارا از خاطر چہاں تو ساخت کہ باز با و پیر داخت۔ لفظ

لہ انیسویں اس اسلام آباد خط بہ عبارت نے عاصیانہ قبضہ کر رکھا ہے اور اہل خط کی رائے سنا دی کو اپنے لئے مضر ہے

کماں را محبت ایام طفولیت کہ تو ام بازی طفلانہ بودند و این جناب نقش کا لجر بود۔ ہر گاہ درد شوق الہی بردش رونما گردید۔ ناچہرہ احتیاج بکیم عازق و طبیب صادق افتاد۔ در تلاش آن ہر سو کہ دیدیم بیکس ز نفس شناس این بیماری ندید مگر ہمیں ذات فیض سات روزے بر ارادہ ارادت ازام زیارت بستہ بر آستانہ مبارک حضرت جو رجوع آوردہ بانیاہ تمام عرض کرد کہ این سوختہ آتش عشق و محبت الہی بر عزم ارادت ہدی جناب رو آوردہ چشم دارم کہ عاطفت قدیم را مرعیداشتہ در حصول مراد این نامشاد یعنی در دست گرفتن و بر بخت آوردن این غلام دنگ مفرماے کہ چارہ ساز خوش دانستہ جانفرد شدہ ام۔ فرد

مخوش با ذات مولا دین و دنیا را بہل
طالب رنگ بست نزد مقبلان خوار و بخل

گر خدا خواہی ز حب این دامن کویا فدل
باش بزار آنچه گیر و رنگ بپرنگی طلب

حافظے فرماید سہ

غلام مہمت آنم کہ زیر چرخ کبود
زہر چہ رنگ تعلق پذیرد آزاد است

آں عاشق بیک رنگ بدام شیفہ جمال با کمال پیر و مرشد خوش در حضور حاضر مہاندہ خاطر فیض ماننا بخت
نیز بجانب او میلان داشت از طریق آداب اخلاق و ذکر فاضل بہرہ دانی برداشت - چونکہ مدت کثیر
در خدمت گذاری بسر برد روزے از راہ تلمظت و محبت بحرۃ فقر نماز کردہ فرمودند در ہر حال ذلت
یا د خدا دست دہد و خاطر قرار گیرد - سکونت در زبیدہ مشغول بحق باشش آں درویش صفت ہر چند
تاب جدائی نداشت اما حسب ارشاد گرامی عمر باقی ماندہ در موضع سہادۃ اشموال کہ بر کنارہ دیہائے دہک
آباد است بیاد حق مشغول گشت اکثر مردمان آں نواحی و اہل کشمیر مریدان تصاحب دید شدہ اند مزار
بزرگوار نیز در موضع مسطور مشہور است -

ذکر خیر در بیان احوال خیر سگال مرزا انور بیگ

مردیست متوکل گوشہ نشینی اختیار نمودہ و از ساحت دل حس و خاشاک تعلقات رفته و بر روی
خاطر در آرزو بستہ و پشت پر روی دنیا دہنی دادہ و دست روزہ دریا و خدا زندگانی کے کند در خدمت
جناب حضرت جو رسوخ باطن و عقیدت راسخ دارد - بیت

توکل پیشہ گوشہ نشینی	حصول باطنش عین البقینی
نظر بر شاہد مقصود بستہ	ز حب این دامن فارغ نشستہ
خیال باطنش جز یاد حق نیست	زا استاد ازل جز این سبق نیست
بنور حق منور سینہ او	صدفا دارد دل بے کینہ او
زلوح سینہ حرمت این دامن را	سترہ محو کردہ این گمان را
خیال عشق را در سینہ جہاداد	بروے خود درے از عشق بکشتاد
چہ عشقے بر رخ عشق الہی	کہ بر داید ز دل رنگ سیاہی

چہ برزخ عشق پیر است لیکے نکوکار
 کہ دارد نور زان مہر این قمر وار
 گویند عاشق مجازی کہ بر کار سازدصال فی باہن خود و معشوق محبت میکند۔ عین محب معشوق است۔
 همچنین عشق پر کہ و سیدہ جلیدہ وصال شاید لاریب است۔ فی الحقیقت عشق الہی است۔ تعالیٰ
 شانہ۔ چو کہ عشق پیر برزخ آن عشق معبود حقیقی است۔ جناب حضرت جو مرزا الہی جگ را محب
 شبی پیدا شدند و پوستہ توجہ باطنی بر احوال او بندول مے داشتند و مے فرمودند کہ این مرد متوکل
 و درویش سیرت است۔ با وجود ناتوانی و ضعف پیری ہمہ عالی دارد۔ و در راہ طلب قدم جو انانہ
 مے نہد۔ بیت

بہنیش پیر آفسرین باید
 گاندہیں راہ چوں زور باید
 مرزا موصوف ادا مے شرائط ارادت و فرمانبرداری کہ طریقہ خادمان تقید سرشت بہت خیلے بجا
 آورد۔ رونے وقت خوش داشتند۔ فرمودند کہ مرزا جو وہ کہ ام طریق رجوع باطن دارید۔ سر ارادت
 و جبہ نیاز بر زمین سو دہ عرض کرد۔ بہر طریق کہ ارشاد بخوئی باشد۔ منقسم شدہ فرمودند۔ این امر بر ارادت
 و رجوع شما موقوف است۔ عرض کرد کہ یقین این کمترین سلسلہ عالیہ قادریہ استحکام دارد۔ ہماں روز
 حسب الاستاذ علی میرزا مسطورہ داخل طریق ساختہ فرمودند۔ میرزا جو فقیر آنست کہ نفسے از الفاس
 بے یاد خدا نہ زند تا دشن نور منور گردد۔ اگر در خانہ کس است یک حرف بس است۔

ذکر خیر ارادت الہیہ حافظ الہ دین

مردے صالح و خدا دوست از چشم ظاہر بین مبرا و دیدہ باطنش بر جہاں نماند مقصود و از متہ اشکان
 جناب حضرت جو حال عجیب و احوال غریب دارد۔ قدم پیش در طلب خدا پیشت و انہا
 ما سوائے اللہ غم خاطرش سست پر کار و ارباب و ہمارا ارادت و جہنم شہادت کہ اللہ بیرون
 مے نہد۔ یک نفس کہ موجب امتیاز وجود و عدم است۔ بیت
 بیاد خدا مے شود زندہ دل
 نہ گل سنگ راہ است آزارخواہ
 گردنہ پہلو است یک مشت گل
 کند یا پیری رہے راتباہ
 دروں روشن و خاطرش مستقیم
 دل زندہ دارد بہ طبع سلیم

ان قوم کفشت روزے بود۔ در مبادی احوال قرآن شریف یاد مے کرد۔ اما ہوائے صحبت اہل صفا و دروان
 خدا نیز داشت۔ روزے برفاقت علماء یعنی بہرہ اندوز ملازمت جناب حضرت جوگر دید۔ در مجلس
 اول تاثیر مے کہ خاضعہ صحبت اہل اللہ است بردنش ہویدہ اشد بیعت۔

چنان شوق الہی دل بزوحوش
 لباس ماسوی الہ راقب کرد
 کہ شد یکبارگی از خود فراموش
 خود می نمود سخائی را رہا کرد
 خیال نقش غیر از لوح دل نداشت
 نہال تخم عشق از سینه اش رست

ہاں روز شوق خواندن و سبق آموختن از خاطر محو گردید۔ و از تعلقات اسوائے اللہ خاطرش پرداختہ
 و اجباب و رزیدہ سر اادت و اخلاص بر آستانہ گرامی نہاد۔ در سلسلہ عالیہ قادریہ داخل طریق شدہ
 محبت اہل جناب را سرمایہ حصول مرام خویش تصوریدہ بچوں خیفگان شب روز
 نثار اہل جناب می شد سہ

در طریق عشق بازی کامل و کمال
 عاشق تمثال معشوق است یا بحال وال
 کور معذور است از احوال حسن ماسرو
 بچنان است عشق مرشد عشق حق سے ہوید
 حسن از حسان مطلق مست آمد اہل و ان
 کے شود حسوس چشم غیر جز اہل نظر
 خوش نشانے است ہاں زان بے نشان در نشان
 الحذر از دیدہ دوہن عزیزاں الحذر

ہر کہ عشق شیخ و رزد از ہمہ افضل بود
 در جہلت عشق مرشد ہست عشق لایزال
 جاہلے انکار کرد و زد ہل چیز سے مگر
 بر ذرخ شیخ است بچوں شیخ وہ چشم مرید
 حسن برا بچیا ہوں حسن است نزد سائگان
 نیست خالی بیچ سے از جلوہ ان جلوہ گر
 دیدہ حق بن بند نور حق در ہر مکان
 چشم احوال را یکے دو سے نہاید در نظر

آن محب یک رنگ بجز صحبت جناب پرورد مرشد خویش دیوانہ وار بے ہیر و بے قراری بود۔ تاکہ بالوس
 حاصل مے کرد۔ خاطرش اطمینان مے گرفت۔ سالہا سال خادم اہل درگاہ بود۔ نعمت ہائے دارین
 حاصل کرد و جہان جہان فیض ربود۔ بعد از پنج مال از روح پُر متوح حضرت جوگر برائے علی بیسنے
 عقدہ باطن اجازت یافتہ ہر مزار فالص الاوار فرید الہر و حیدر القطب الاقطاب حضرت گنج شکر
 قدس سرہ اقامت وارد او سجائے حل شانہ حصول مرام آفریدہ ناماد بھندہ و کریم۔

ذکر خیر در بیان ارادت آوردن میاں شرف الدین گوجر ساکن خانپور گوجران

در مبادئی احوال کہ بجد بلوغت رسید پدرش مسلمی خدا بخش مردے صالح و نیک بخت از دست گرفتگان جناب حضرت جو بود میاں شرف الدین را نیز سپرد این جناب ساخت آن ہدایت آئین را محبت پر و مرشد خویش آ پنہاں دامن دل گرفت کہ شب و روز برائے صحبت تہ نفیث از بدر کے رفت و تصور آن ذات گرامی پوستہ زیر نگاہ دیدہ خیال او مے بود۔ اہ ہعفر سن از ہمیشگی دولت دیدار صوری بے بہرہ میماند۔ البتہ دو سال دوسہ بار بشرف زیارت مشرف مے گردید۔ آن بسبب رجوع آن نیکو نہاد کہ در دور و نزدیک مسادمی مے داشت۔ اکثر جناب حضرت جو نیز در ظاہر و باطن خیر گیر احوالش مے بودند۔ بیت

سر زماں ناظر بود اے اہل دید	شیخ را باید بر احوال مرید
تا نگردد رہزن او بچکس	میچکے غافل مانند یک نفس
شیخ را باید شد از راہ کمال	مشرف احوال اونی کل حال
در کمیں گاہ اند دائم رہزناں	ورنہ اورا در نہاں چہ در عیاں
بر مثال سنگ پشت اے پیراہ	دارد اورا در نہاں زیر نگاہ
زانکہ او مے پرورد بے غل و غش	کان بدر یا بیضہا بر سا حلتش

مچنیں آن ذات قدسی صفات توجہ نگاہ باطنی لبوے آن ارادت گزین در پرورش حال مبتدا
چوں مے بریں گذشت شو تیکہ در باب صحبت فیض موہبت آجنبار در سر داشت
بر احوالش غالب آند۔ بیت

عشق شدہ جوش زند آن زماں	شوق چہ از حد گذرد در نہاں
سرخ ز منہ سو کند دارا	فانش کند پردہ اسرار را
بر زرد دل سکے نو مے زند	رونق بازار بہنوں مے شود
باعث صد درد نہانے شود	دل شدہ را کامتس جانے شود
سوز دید دارغ حسب کتاب را	چاک زند جیب بخورد خواب را

جاسے دید مرہم کہ جاسے ریش
منظر عشق است ہمہ ممکنات
بست طلسم ہمہ بود و عدم
حرکت ہرزہ از عشق است بس
خواہ تو کجا نسبت عشق از کجا
گرد جہاں گر ہمہ گردیدہ
روغن نماید نہ چراغ عشق
بد کہ نگردی درین راہ آشنا
ببودت آہ بسا حل نسبت
ہست بسے فرحت تو اندرین

شعبدہ عشق بود نوش و نیش
عشق بہیں عشق بہر شش بہایت
عشق درین دیر چو برزد علم
نیست دگر نیست بجز عشق کس
ہوش کن اسے بہودہ گویا
رہ چہ نمانی چونہ رہ دیدہ
بوز سیدہ بداعت ز عشق
تو کہ ازین بحسب نہ آشنا
علم شناتا کہ بیاری برست
یعنی خموش باش و خموشی نگزین

اے ہوا ہوس حقیقت بیان عشق کردن از لو بہاں ماند کہ کورے در گلستان شرح گھا دہد و
زاعے ہوسمان دعویٰ آواز بلبل سے نماید بایر کہ ازین رنگذر عمان شہدیز بیان پیچیدہ
تحریر باقی احوال میاں شرف الدین پروازی - ہر چند آن عاشق سمرست بادہ شوق یعنی میاں
شرف الدین بنا بر امورات ظہور ریاست کہ لابد لوازمہ عیالداریت از جناب مخدومی دور نما
بودہ اما از راہ یقین در حضور حقہ الحقیقت یقین خبریت کہ پردہ ہائے یہا میں عاشق معشوق
حقیقتہً از ہم دریدہ پراگندہ سے سازد و دور میکند حضرت سیدی علیہ الرحمۃ میفرماید کہ
پردہ یقین پردہ ہائے خیال - نماز سمر پردہ آلا خیال

ہر گاہ شوق میاں شرف الدین بہ منزلہ عشق رسید از خانہ برآمدہ در خدمت گزار ی حاضر
گردیدہ حسب الارشاد گرامی در محنت ذکر و شغل کہ لازم احوال فقر است مشغول شدہ سعادت
دارین حاصل کردہ بعد انتقال جناب اشرف حضرت جہو از راہ محبتہ کہ در دل داشت مع
اہل و عیال خدمت جاروب کشی و مجاورت مزار زلفی انوار انوار سے از لبا اختیار کردہ حال
ہم در حضور حاضر میماند - مجیب الدعوات این محب قلبی را بمطالب اصلی فائز گرداند -
بفضلہ و کرمہ -

فصل ششم در بیان بعضی کرامات که گاہی اتفاقاً از جناب حضرت جبریل فرود آید

ذکر خبر - روزی سے میان شریف الدین فقیر را شرف پابوسی جناب حضرت جبریل فرود حاصل شد۔ فرمودند اگر گنج معرفت سے خواہی گنج عزت گزینی یعنی دوسہ ارشدین متواتر معتکف باش و از صحبت غیر اہل جناب و رذیلہ خاطر را از خطرات باسوائے اللہ پاک و صاف ساختہ مشغول بیاد خدا شو تا سر گنجینہ اسرار الہی بر تو باز گردد و پرتو انوار ایزدی سینہ ات را نور سازد۔ حضرت حافظ گوید۔ *قطعه*

بدان معنی شراب انگاہ شود وقت کہ در شدتہ بماند از بعینے

میان مسطور بادب تمام دست بستہ لب بکشد کہ مخدومنا موانا این ناکہ کپسے نما در ماں شریف مطیع و مستقاد فرمان عالیست۔ ہر چه ارشاد رود سعادت باست۔ فرمودند کہ برو در مکان خود بر لب جوئے کہ آب روان دارد آن جگہ سے ساختہ معتکف باش و از تقدیم طریق آن بہرہ و رساختہ رخصت نہ ہونہ۔ میان مسطور مکان خود کہ از میں جا عرصہ بمسیت معرفت کردہ دستہ باشد رفتہ باعث کفایت شدتہ در یاد الہی مشغول گشت۔ بعد انقضائے چند روز اچنانکہ وہیلی در پس پشت بر آمد چنانچہ از شدت درد و نعل سحت عاید احوال او گردید چونکہ مبتدی الاحوال تثنیب و فراموشی راہ سے دانست تخلف از زمین کہ ابلیس پر بلبلیس برائے کم کردن زد و این راہ زیادہ تر از میں پہلما سید اندہ کلمہ اول از یاد را افتادہ آنچه محنت ذکر و شغل بر ہیئت خود نظر داشت۔ از ان باز آمد بلکہ خیال فاسد بر خاطرش راہ یافتہ با نجا گشت کہ شاید نتیجہ این امر برائے من نہیں بود ہا شد ہمدردی خیالات تمام جہن بر زمین نہ ہا شد ہا شد ہا شد رفت۔ بیک ناگاہ ان شیر ہستہ بدامت یعنی جناب حضرت جبریل فرود آید بیک خوشی پر پشت اوزدہ با و از بلند فرمودند کہ اسے شرف الدین ہوشت ہا باش و خاطر خود فراموش کن۔ اسے نادان بانک درد و نعل و سوسہ شیطان را بخود راہ دادہ رود از غدا تا ممتہ و محبت اورا فراموش ساختی از رسیدن آواز بگوشتن خانگت و از ان ہوش آید دانست کہ شاید تشریف آوردہ اند تبتابان پیش و پس سے گردید۔ بیکس را بجز خوشی در میان حجرہ ناید۔ تمہید کہ از راہ باطن بر احوال این

گم گشتہ امداد فرمودند۔ چونکہ در خود نگاہ کرد نہ اثر سے ازاں دہل بود نہ از شب شکرانہ این
عظیہ گبری کہ رونق بخش بازار ایقان او بود۔ بجا آورده پامر کی نامور بود مشغول گشت۔ این واقعہ
نیل از بہت سال از انتقال آن صاحب حال یعنی جناب اشرف حضرت جوہر وقوع آمدیم
این مرتبہ از شان بزرگان نہ بلند است
امایہ تحقیق تو خالی ز کثر است

ذکر خیر معارف آگاہ سید فضل شاہ نقل کرد کہ روز سے بعد مدت جناب پروردگار
پنج ششش نفر در پیش بخانہ میں احقر اشرف نزول فرمودند۔ از بس کہ فقیر پوستہ نشنہ آب زلال
جمال پاکمال آجناب بود ارزانی داشتند تشریف آں ذات باریکات را از نعمت ہائے عظمی و
دولت کبری دانستہ مسرت تمام و فرحت بالا کلام در تدارک فی یافت ہیا شدہ قیاس کردم
کہ مع درویشان جناب و اہل خانہ دوازہ کس مستقیم پانزدہ نفر را طعام تیار کردم۔ ہر گاہ برائے
تناول تشریف آوردند چہ مشاہدہ کنم کہ بسیت کس مردم ہمراہ دارند۔ بجز دویدین افراد مردم متجرب
متردد شدہ بخود گفتم کہ حال چہ باید کرد۔ از قصاصے باطن تنگی ضمیر فقیر دریافتہ متعجب شدہ فرمودند
شاہ جیو ہر چہ ہیا است پیش فقیر حاضر کنید۔ حسب الارشاد گرامی آنچه بود برداشتہ رو بردے
نہادہ بدلی خیال کردم کہ شاید کم کم خواہند داد۔ سر بگر بیان بردہ متفکر استادمہ مشاہدہ کے کردم

تا کہ روایے مبارک خود بالائے خانچہ مان انداختہ تقسیم شروع کردند۔ سبحان اللہ
برکت فیض بزرگان گاہ را کوہ میکند
فیض آبست اینکہ سبزہ میدد از خاک خشک
فیض آتش نور سے بختد چراغ و شمع را
شمع و آتش بادو آب آفتاب لئے حق گزیں
ہر یکے را فیض از حق دان تو از لئے حق صواب

چوں ہمہ با بر خوردہ الحمد بجا آوردند۔ بعد ازاں چیز کے خود تناول کردہ و بطرف سید فضل شاہ متوجہ
شدہ فرمودند۔ شاہ جی ملاحظہ کنید چہ قدر طعام باقیست حسب الارشاد گرامی بوسے طعام نگاہ کردہ
فہمیدم کہ سوائے خرچ خانگی البتہ پنج ششش نفر را باشد۔ دیدہ عرض کردم بتاشت با فرمودند۔
کہ در قسمت ہر کہ خواہد بود خواہد خورد۔ ہنوز تا بیرون دروازہ رسیدہ بودند کہ از جائے پنج شخص
برائے زیارت حضرت جوہر آمدہ مشرف خدمت شریف گشتند۔ ہماں وقت بایں احقر اشارت

رفت کہ ایشان را برودہ طعام بخوراند۔ بتوجہ ذات شریفین انہا ہم سیر شدہ خوردند۔ بعدہ نیز بخوشی
طعام را..... بکار بردیم۔ فی الحقیقت این امر از کرامات جناب اشرف حضرت جیو
است۔

ذکر خیر۔ روزے ورود فیض آمد جناب در موضع ہے گردید۔ چونکہ اندرین سال امساک باران بودہ
وقت کشت کار از دست مے رفت۔ زمینداران مکان مذکور تشریہت فرمائے شدن حضرت جیو
را از عطیات الہی شمر وہ فراہم شدہ با آرزوئے تمام وانگسار مال کلام سخن کردند کہ اسے خلاصہ ارپان
کمال بر احوال مامردان رحم نمودہ در جناب الہی دعا کنند کہ حکم بہ باران دہند و بابر کرم مت اجانت
فرماید کہ لب خشک زمین را تر و تازہ باز دوالانہ ویرانی مامردان و امساک باران متصور است۔
تیسرے فرمودند کہ از قدرت قادر قدیر دور نیست کہ باران بیارود۔ اما این رباعی

یارب سبب حیاتِ جوان بفرست و از خوانِ کرم نعتِ الوان بفرست

از بہر لب تشنہ طفلان نبات از دایہ ایر شہر باران بفرست

معمولہ بزرگان کبار را وسید خود ساختہ چہار پنج کس بیرون رفتہ کہ آواز خیر کے در گوش رسد بخارردان
چندانکہ تو ایند بخوانید و در جناب بر آرنده حاجات عجز و زاری نماید و دل فوک دارید۔ اللہ اللہ اللہ
باران خواهد بارید۔ حسب الارشاد گرامی چند کس فراہم شدہ ہماں طریق را عمل آو۔ دند۔ از انجا کہ
باقول و فعل بزرگان فضل خدا شامل حال مے باشد۔ عزم سے کھڑی گذشتہ تہ کہ خیر سبب
الدعوات در اجابت واکردہ یعنی ابرے آمد و باریدن گرفت۔ چنانچہ براسے دعا بیرون رفتہ بودہ
باجامائے تر باز آمدند۔ و تا سہ شبہاں روز متواتر بارید۔ از آنجا کہ انسان فصیحوت البین ان

تخل افرطین امر ندارد۔ از لطیفان آب تنگ آمدہ باز در جناب حضرت جیو...
این قدر باران نداریم۔ خریدہ فرمودند تا در یک حکم باریدن دادہ باز داشتند ان ہم در قدرت
اوست۔ بچہر گفتن این لفظ بحکم ایزدی باران از باریدن باز ماند کہ کفہ اندسہ
اویار است قدرت از الہ تیر جستمہ باز گرداند ز راہ

ذکر خیر۔ نقل کردہ است امیں میاں شام دین کہ بطنے عزم کارے داشتیم۔ روزے است
از دوستے از روئے رعایت گرفتہ سوار شدہ بجانبے کہ عزم سید داشتیم برقم۔ چونکہ از انجام اجبت کردہ

رو بہت خانہ خود نہادم۔ پہلے راہ رفتہ ہاشم کہ اچاناً اسپ از چیزے ترسیدہ از پادر
 افتاد و من از ضرب آن افتادہ ماندم و اسپ بر خاستہ فراری شد۔ ناچار بہمون احوال دنبال
 اسپ روانہ گردیدم۔ چونکہ سبب درد اعضا طاقت دویدن نامذہ بود کہ تیر پائی کردہ بگیرم
 تاکہ شام قریب رسید متفکر شدہ بدل گفتم واللہ علم در تاریکی شب کجا خواهد رفت و کدام سوئے
 روئے خواهد نہاد۔ من چیران بصاحب اسپ چہ جواب خواہم داد۔ اگر میداشتے کہ چہنیں احوال
 کثیر الاختلال رونودن است رنج پیادہ پائی را بر خود گوارا کردہ رفتے چونکہ لابد شدم و چارہ
 ندیدم۔ بجناب حضرت جو عرض کردم کہ اے حلال مشکلات این احقر قبل ازین اکثر در حالت
 ماندگی و پریشانی یاری نامرودہ اند۔ حالا بلائے سخت گرفتار شدہ ام بفریادم کہ صاحب اسپ
 از من اسپ خواهد گرفت و سوائے آن شرمندگی عاید حال این غلام خواهد شد۔ بیت

وقت چیرانی رسد اندا پیر از ہر طرف
 تاکہ سازد از دل اور رنج ہر غم ہر طرف

بیشتر از دوسے دورے سازد ہمہ رنج و مال
 مہترت احوال طالب نے شود فی کل حال

سلطنت از سوال این کمترین خادمان لمحہ نگذشتہ باشد کہ بیک ناگاہ شخصے از پیش اسپ فراری
 پیدا شد۔ ازاں سوار اسپ ترسیدہ بانجود گفتم کہ ازین ترسیدہ خداوند کد نام سور و خواهد کرد
 در ہمیں خیال بودم آن مرد کہ از رجال الغیب بود اسپ را گرفتہ بے استفسار احوال بدستم دادہ
 برفت۔ ہر چیز خواستم کہ واقف احوال این مرد شوم بیت اور خصیت نداد۔ ہماں وقت دوگانہ
 شکرانہ بجا آوردہ راہ خانہ پیش گرفت و آن درد کہ از افتادن اسپ میداشتتم بجز در جوع آوردن
 در جناب حضرت جو پیر و ہر شد خود ہمہ ہر طرف گردید گویا کہ ایسج بود سے

بعد نسبت از فیضان اولیای کرام
 کہ وارستہ پیداوائے در دہر الام

ذکر خیر۔ نقل کرد دلیبر نجار ساکن موضع نری و ہند مشتمل پنڈی بھٹیاں کہ روزے جناب اشرف
 حضرت جو در خانہ میں کمترین مریدان شرف نزول فرمود بودند۔ تقصیریکہ از ساکنان موضع نری و ہند
 بلکہ و آمدہ بود فوج سرکار راجہ گلاب سنگھ جو ال برائے تاراج آن مکان ویرغمال کردن زمینداران
 جلوریزی آمد۔ چونکہ برب دریا نے جناب رسید خبرش بسکتہ آن وہیہ گردید۔ آن بچارگان بے گریز
 و مکان امن منتظر درآمد ہر اسیمہ وار و ہاشم شدہ بوسیلہ این آستانہ بوس جناب اشرف حضرت جو

یعنی منکہ فقیر ام بعد اضطرابی و عجز و انکساری در خدمت آن مقبول حضرت باری حاضر شده بآداب
تمام دست بستہ عرض کردند کہ اسے برگزیدہ درگاہ خداوندی زبده اہل صفات برائی احوال سے چارگان
رحم فرما۔ ایک خبر سے رسیدہ کہ اندریں وقت فوج راجہ گلاب سنگھ برائے تھانہ دلیہ و
یرغمال کو دن بامردان آئے اندریں باسب حیرانیم نہ جاسے قرار بنظر می آید کہ آنجا قرار گیریم و نہ قوت داریم
کہ خود را بچنگ اوشان آریم بنا بران پناہ ہست مردان خدا بستہ دریں جناب راجہ جرج دورہ اخیر سے

پناہ اہل صفات سے روین است
پناہ اہل صفات سے روین است
پناہ اہل صفات سے روین است
پناہ اہل صفات سے روین است

امید بر لطف عمیم آئے ایم کہ عند اللہ دعا فرمایند کہ از تنگہ این بلا نجات باہم۔ فرمودند۔ بابا فقیر ہم
در میان شماست و مردم فقرا پیوستہ در پناہ خداوند حقیقی مستقیم خاطرین دارید کہ عیانہ مطلق شما
را ہم مامون و محفوظ خواہد داشت از آنجا کہ محب الدعوات اجابت را با استقبال دعای مامون خواہش
میفرستد در ہم گفتگو بودند شخصی آئے گفت فوجیکہ برائے تاراج زنی و آئے بود حکم راجہ جرج
از لب دریا واپس گردید۔ بیت

کہ از نیم رہ رونماید بلا
مجال دگر نیست جز اولیاد

ذکر خبر نقل است کہ وقتے بسے جناب حضرت جوم از مریدان موقع خطبہ اہل کلمہ میں رنجیدہ
نماظر شدہ بودند۔ از ترس خفگی این جناب خائف شدہ بعضے اشخاص را و سیدہ عفو تبرکہ فرستاد
ساختند کہ بہ طریق کہ باشد تقصیر بایان معاف باید کنانید۔ آہنا چند کس فراموش شدہ عرض کردند کہ
حضرت جوم بیدان خطبہ اہل از کردہ خویش پشیمان شدہ امید بخشش دارند۔ پس عرض آن دارم کہ
راہ تلمظ تقصیر اوشان معاف فرمایند۔ اندریں بواب چنین صدور یافت کہ
آمد تقصیر اوشان معاف نخواہد شد۔ از آنجا کہ حمیت راجہ توبہ داشتند از استمان این ظالم سکوت
ورزیدہ باز دیگر عرض نکردند۔ مدت اندک بری گذشتہ باشد کہ بکلمہ بنا بر بعضے وجوہات و کشش
ممالک ناسازگاری بہ بیان آمد۔ ہر چند تہ بہر ہا کردند بجز فرارین صورت قرار نیافت۔ ناچار فراری
گشتند۔ و در ہر مکان آشنا خاستند کہ آمان باید آخر الامر صورت نہ بست و بر ہر کہ امید
یاقتند بطور نہ پیوست ناچار مثل جانوریکہ بجز دام جانے مامون بنظر نمی آید۔ چند جا گردیدہ آخر الامر

در مکان جناب حضرت جیو مع اہل و عیال آمدہ سکونت ورزیدہ بعضے مردمان معتبر را بطریق سفارش
ہمراہ بردہ باحد عجز و زاری دست ناستہ و دست بر قدم جناب حضرت جیو داسٹہ عرض کردند
فرودہ بودند ہر گاہ مع زن و بچہ حاضر خوانند شد آن وقت عفو تقصیر نمایان خواہد شد حالانکہ سبکس
را پس نگذاشتہ بر آستانہ تشریف رونماہ ایم۔ مہصرعہ

خواہی بہ بخش خواہ بران ہر حکم تست

برگفتار پراگسار ایشان ترحم کردہ عفو فرمودند گفتند کہ خاطر جمع دارید ہمہ کار و بار شما بخوبی سرانجام خوانند
پذیرفت بہین توجہ آن ذات شریف در ہماں روز با صلح صلاح فیما بین حاکم و ایشان با حسن و جوہ
ب حصول مطالب گردید۔

نقل کردند۔ دلیر نجار ساکن موضع زٹی و ڈ متصل پنڈی بھٹیاں کہ روز سے آن آفتاب مراد یعنی
جناب اشرف حضرت جیو کلیہ من بسکین را بشرف حد در افتخار بخشیدند۔ دیدہ انتظار مارا بنور
دیدار خویش منور ساختند این نعمت عظمی را مقدر و مہابت خویش تصوریدہ بوسع امکان خود بفضیافت
پرداختم چونکہ قلمیت قدیم فرد

ہر گاہ چشمہ بود شیریں مردم و سورہ دمار گرد آیند

کثرت درویشاں وغیرہ مردم حاجت مند ہمراہ داشتند۔ چونکہ از صیافت شب اول فراغت یافتیم ہر گاہ
آنجناب بر بستر استراحت آرام فرمودند دانستیم کہ بخواب اند تا بیکدیگر قبل و قال فکر غلہ در میان آوردیم
کہ قریب پنج و چہار من غلہ سگی در خانہ بودہ باشد و ڈیرہ جناب حضرت جیو کہ از عنایت الہی نصیب
ما مردم در این جا فرود شدہ و درود شرف آمود فرمودند۔ برائے خرچہ آن غلہ ضروری می باید صباہی
تر بر خاستہ چیزے فکر آن باید کرد شاید آوازہ شورش ہایاں در گوش آن بیدار دل رسید از توجہ
اشفاق کہ باحوال باغریباں داسٹہ فرمودند با ما بیخ فکر نباید کرد۔ بر چیز و قدرے آب بیار چیزے
براں خواندہ فرمودند جائیکہ غلہ داسٹہ آید براں بیابشد حسب الارشاد گرامی عمل آوردیم۔ بفضل
الہی و توجہ آن ذات والا باوجود کثرت ڈیرہ و خرچہ خانگی بدر نہضت مردمان ذات عالی مدت
سہ ماہ ہماں غلہ بکار بردیم۔ اگر از شامت نفس شہ یکاں غلہ وانے کردیم والد علم تا چندے ماندہ
از کرامات بزرگان نیست دورے مردراہ گاہ را کوہ میکنند و کوہ را سازند گاہ

و بفضل الہی و ان ذاتِ عالی مشار الیمان رازق و دولت بسیار از بسیار تا حال در خانہ اوشان است۔
خرق عادات آنحضرت چندان نیست کہ بحیثہ تحریر و تقریر اقسام در آید۔

فصل ہفتم در خاتمہ کتاب فیض مستطاب

برہمنیہ منہ ارادت مندان این خاندان والا نشان منحنی و محتجب نماند کہ این جو اسپرز و اسرار لالی
مغانی از مدین آب و گل بر نیایدہ بلکہ از دریائے جان و دل بر ساحل مراد جلوہ گری کردہ
اند کہ در ہوم با ذکر قلندریست با احتتام انجام مید و با تمام رسید چشم داشت از خوردہ دانان دستخوار
پسند و بار یک نماں ہوش مند کر سیمہ کریمہ کہ لازمہ ذاتیہ والا نشانادان میدان رموز فہمی و سخن دانی و
طریقہ اینفقہ مرد مفسر ان نکتہ سخن و سخن فہمی است بمقولہ اذ امر داب اللہ نور و او کراما و خوردہ جونی و آب و
گیری کہ کار سراسر دست پیمان خود پسندی و نکتہ گیری است عیب جونی نمرودہ و ہر جا کہ سوہ خطا
کہ لازمہ انسانیت بمقولہ الا انسان مرکب الخطائے و النسیان واقع شدہ باشد بقلم عفو معاف فرماید
و جامع این اوراق را بغا کہ خیر یاد فرماید۔ نظم

شکر کہ مقصود دل مستہام	یافت بتائید خدا انتظام
آنچہ دلم بستہ آن فکر بود	یک بیک از فضل خدا رونود
منکہ دریں سنہ بتائید حق	خواندہ از فضل الہی سبق
برخی از اجبار کہ آید کبار	بیع نمودم بطریق کبار
در سرورق ہستی ز امر ارجوست	ہر نفلش نور ز انوار جوست
یاد ب زین ذل کلزار قفس	ہر کہ برد بوسے ز از ہار قفس
حاصل ادیاد مراد استاد	خود تو شوی قاضی حاجات او

الحمد للہ کہ آج میں اپنے مکن واقع محلہ چلہ بی بیان لاہور میں اپنے بزرگوار کے نانا (سیر فرج بخش فرحت)
کی یہ تصحیح و تبلیغ تصنیف (ادکار قلندری) کے پروف پڑھ کر فایز ہوا۔ تنویر نصیح کے باوجود اگر غلطیاں
رہ گئی ہوں تو اہل علم مجھے، خوشتریس اور اہل مطبع کو معاف کروں و اسلام
۱۰۵۰ء مطابق ۱۳۷۷ھ غلام دستگیر (نامی)

حضرت قلندر شاہ کی تسخیر جنات

عید الفطر ۱۳۶۵ھ کی بات ہے کہ ایک اٹھ سالا نوجوان لکھنؤ لکڑی رانی نام بنت برکت چوکیدار ایک لخت بے ہوش ہو کر کھاٹھ بن گئی۔ ساری کا شبہ ہوا۔ موضع رتہ پیراں (دفن حضرت پیر قلندر شاہ) کے عامل سید محمد لطیف کو بلا یا گیا انہوں نے حضرت آیت پر ضمنی شروع کی۔ تو لڑکی اٹھ کر کھیلنے لگی۔ عامل نے پوچھا تم کون ہو؟ جن ہوں۔ لڑکی کو کیوں پکڑا ہے؟ اچھے اچھے کپڑوں میں حسین صورت مجھے بھاگی۔ اور میں ترفیہ ہو گیا۔ کہاں سے آئے ہو اور کہاں رہتے ہو مجھے پیر قلندر شاہ نے ایک بوتل میں قید کر کے دیوار بند کیا ہوا تھا۔ اب دیوار گر گئی اور بوتل کے ٹوٹنے سے میں آزاد ہو گیا۔ اب میرا سیرادو جگہ ہے۔ ایک توپروں کے مخروبی بے چراغ چوہا رس میں اور دوسرا جامع اشرف کے شمالی بالائی حجرہ میں۔ میرا ایک ساتھی پیر صاحب مرحوم کے مزار کے قریب رہتا ہے۔

نامی اب ۱۳۶۶ھ کی عید اضحیٰ کی تقریب پر لاہور سے رتہ پیراں گیا۔ جہاں وہ یکم مئی ۱۳۶۶ھ کو وجود میں آیا تھا تو برنوردار محمد افضل کے ۱۳۶۳ھ میں نو تعمیر کردہ وسیع مکان سے اٹھ کر محمد عاشق دوکاندار کو ملا اور کہا کہ محمد لطیف عامل کو بلا دو تاکہ میں اس سے اس واقعہ کی تصدیق کر لوں۔ چنانچہ عامل مذکور نے جو میں عزیزوں سے سن کر لکھ چکا ہوں اس پر صا د کیا اور بتایا کہ نہ ہی میں حضرت قلندر شاہ کا نام جانتا تھا نہ ہی اسے اسباب زدہ نابالغ لڑکی۔ تو میں نے ناظم مسلسل کوپروں کے گھر بھیج کر پیر محمد افضل شاہ سجادہ نشین کی خالہ (والدہ) آفتاب احمد بن بادرم افتخار احمد بنت ثالث پیر محمد اشرف عالم شاہ مرحوم سے معلوم کیا کہ حضرت قلندر شاہ ان کے والد مرحوم کے دادا تھے۔ اس سے مجھے ان کے صاحب تصرف ولی ہونے کا علم ہوا۔ اور جن کے قول کی تصدیق ہو گئی۔

جنات کی تسخیر نامی کے بزرگوں کا معمول رہا ہے۔ پیرے والد کے جد بزرگوار پیرنی بخش بھی اس کے عامل تھے۔ مولانا روم کے کلام عشوی شریف کے منقولہ ذیل اشعار سے بھی ثابت ہے کہ انسان جن و پری سے اسباب زدہ ہو جاتا ہے۔ اس حالت میں جو آدمی کی زبان سے نکلتا ہے وہ جن کا کلام ہوتا ہے۔

چوں پری غالب شود بر آدمی
گم شود از دے صفات مردمی
ہر چہ اور گوید پری گھنہ بود
زین سرے نے زان سرے گفتم بود



اوقاف اشرف

تاریخ جلیل کا اور اس کے ضمیمہ میں اوقاف اشرف کا ذکر موجود ہے۔ لاہور دالے وقف متعلق درگاہ جلید پر بستور بدناما مکان اور نادہند کرایہ دار جو ۱۹۰۷ء کے انقلاب میں ہندوستان سے نکلے ہوئے آئے ہیں موجود ہیں لاہور امپروومنٹ ٹرسٹ نے جو زمین وقف کرایہ پر لے کر اسے آباد کرنے کی سکیم گورنمنٹ سے پاس کر رکھی ہے اس پر عمل باوجود میری یاد دہانیوں کے شروع نہیں کیا اور نہ ہی مجھے سکیم کے مطابق آباد کرنے کی اجازت کہاں یا نہ میں جواب دیا ہے۔ بہر حال کچھ نہ کچھ آمد ہو جاتی ہے جس سے شکست و ریخت مکانات، عرس و ختم اور اشاعتِ حال بزرگیاں اور سرکاری اور کارپوریشن کے ٹیکس وغیرہ کے اخراجات سرانجام پاتے ہیں۔ موضع سہیپال تحصیل لاہور میں جو سالانہ معاملہ کی معافی تھی وہ فضل شاہ مجاور خانقاہ جلید کے مرنے کے بعد میں نے اپنے موجودہ مقرر کردہ مجاور محمد بخش کے نام لگوا دی ہے۔ گزیر سانی کبھی کسی کو وصول نہیں ہوا۔ خدا جانے موضع کا نمبر دار کیا کرتا ہے۔ تحصیل میں جو درخواست دلائی تھی۔ وہ چودھری محمد اوزما صاحب بی اے دیانند افسر قانون گو نسلح لاہور کے شیخ پور و تبدیل ہو جانے کی وجہ سے کہیں گم ہو گئی۔ پھر یوں میں کھاڑی چلانے کے لئے سکے کے گول پیسے لگانے پڑتے ہیں۔ جو غریبوں کے بس کی بات نہیں۔

حضرت تندر شاہ کی خانقاہ اور مسافر خانہ کے لئے اراضی موقوفہ کا انتظام میں نے حضرت اشرف واقف کے بڑے نواسے اور مجاہد نشین محمد فضل شاہ کے سپرد کر رکھا ہے۔ اور وہی اسے چلاتا ہے۔ حضرت اشرف کے ذریعے کے اخراجات سب اسی کے سر اڑھے ہیں۔ علاوہ ازیں انقباب اور سیلاب زدوں کی مدد طلب خاطر سے کرنا اسی کا کام ہے۔ وہ عزیز جن کو حضرت اشرف کے ترکہ سے حسب وصیت حصہ ملا ہے۔ انہیں متفقہ طور پر یکم از کم مسجد اشرف کو آباد و برقرار رکھنے کی ذمہ داری کرنا چاہئے۔ حضرت اشرف کی ایک نواسی جسے اندازاً دو لاکھ روپیہ کی آمدنی حاصل ہے اشرف سے ہو چکی ہے اور جس کے اخراجات شرعاً و قانوناً شوہر کے ذمے ہیں۔ ان مسجد کی آبادی پر خرچ کر سکتی ہے۔ مگر بے بس ہے اور مجبور۔ بلکہ اس سے زیادہ ایک بی بی اور اس کے وارثوں کو نقصان پہنچانے کے لئے طرطرح کی چالیں چلی جا رہی ہیں۔ اس سے ان کے اندھے نہیں وہی غریبوں کا کار ساز و مددگار ہے۔

ہاں یہ گاؤں کی وقف اراضی کھنڈا مائیز ٹیل پر واقع ہے۔ میں نے وہاں کنواں لگوا یا تھا مگر آبادی نہ ہونے کی وجہ سے ویران ہو گیا۔ اب برخوردار فضل شاہ نے کاشتکاروں کے لئے مکان بنوانے اور کنواں آباد کرنے کی فیاد رکھی ہے۔ آبادی کو اشرف پورہ کے نام سے موسوم کیا ہے۔ مگر شہر کے سیلاب نے نہروں کو توڑا اور فصلوں کو تباہ کر دیا ہے۔ غریبوں کا اللہ ہی والی ہے

دوسری برادریوں سے مزید رشتہ داریاں

تاریخ جلیندار اور ضمیمہ تاریخ جلید میں خاندان ہذا کے افراد کی دوسری برادریوں میں شادیوں کا ذکر ہو چکا ہے بعد ازاں عزیز کی حاجی ظفر حسین کے برادر عمزاد صفدر حسین کی شادی موضع آئمہ قریشیاں ضلع ریال کوٹ میں ہوئی جو حاجی موصوف کے سمدھی ساکن چک گلگت رستے دھال مشور چک قریشیاں کے یکجہی بیان کئے جاتے ہیں۔ دوسری شادی بیرون برادری حاجی صاحب کے دوسرے چچا زلو بھائی تاج محمود کی لائلی پور ہوئی۔ خسرو پکا نام ڈاکٹر مختار احمد لودھی ہو یہو پیٹنگ مکین دھوبی گھاٹ سے تیسری شادی برادر زادہ نامی محمد میرا یرو نیٹیکل گریجویٹ آرا سے ایف ٹیکنیکل کالج جملہ انگلینڈ کی موہڑہ شریف میں فرزند محمد افضل شاہ سجادہ نشین رتھیراں کی خسراچی سے بخیر و خوبی منعقد ہوئی جو حقیقی شادی خانہ آبادی فرزند محمد ابو بکر ایم ایس سی کی بابو عبدالرشید صاحب خاں کی اسی پرانیٹی سکریٹری وزیر صاحبان مغربی پنجاب کی دختر عدرا سے ہوئی۔ اس تقریب پر ایک رسالہ "گلزار خوش بہار" تاریخی نام شائع کیا گیا۔ جس میں دونوں خاندانوں کا حال مذکور ہے۔ لہذا یہاں اعادہ تحصیل حاصل ہے۔

یہ تمام شادیاں بارور ہوئیں۔ اور سب عزیز شادا آباد اور صاحب اولاد ہیں ان کے علاوہ عزیز کی محرابہ بن پر سید شاہ کوٹلوی موضع جیا موسیٰ میں اور عزیز کی امجد علی اور سیر ولد مظفر علی شاہ ریٹائرڈ آ۔ ایم ایس ایک مدد یعنی قریشی صاحب ایس آئی پولیس نیشنل کے ہاں بیانے گئے۔

تاریخ طباعت از برادر ام نور علی شاہ
 سندھ در زمانہ با مراد است
 کہ عالی ہمت و والا نژاد است
 مرید خاص بلدد الدین اوحدا
 کہ سیر رازدان و خوش نژاد است
 قلندر نام و با حسنی قلندر
 کہ فقرتن یک جہاں را او ستاد است
 قلندر صاحب کشف و کرامت
 بہیمیش شادونت دلوراد است
 زافکارش علوش نڈانے
 زافکارش شب با بداد است
 کہ سے دل پسند و عزیز جاننا
 شرح بخشش چرخ خوش تر تیب است
 بگفتا باقی تاریخش انور
 دل از ذکر قلندر شاہ شاد است

ضمیمہ ذکارِ قلندری

عزیزان میاں والی قریشیاں ضلع رحیم یار خاں

میں ان عزیزوں کا ذکر تاریخِ جلیہ مطبوعہ ۱۹۳۷ء اور اس کے ضمیمہ ۱۹۴۲ء میں مفصل کر چکا ہوں یہ ضلع پہلے ریاست بہاول پور میں شامل تھا مگر ۱۹۴۷ء میں پاکستان وجود میں آنے کے بعد (۱۹۵۲ء میں) صوبجات پنجاب، سرحد، سندھ کو ملا کر ایک یونٹ بنا اور اسی میں دیگر ریاستوں کے علاوہ (یہ سب سے بڑی) اسلامی ریاست بہاول پور، اس کے قیام سے سواد و سوسالی بعد مدغم کی گئی۔

(ملاحظہ ہو میرا مضمون ریاست بہاولپور اور اسکے حکمران مطبوعہ روزنامہ امروز ۳۰/۴/۵۰ جنوری ۱۹۵۵ء)

اس اوغام سے اہل ریاست کو کیا فائدہ اور کیا نقصان ہوا، میں بیان کرنا نہیں چاہتا۔ اس وقت اس یونٹ کے قیام و شکست کا سوال زیر بحث ہے۔ دیکھیے اونٹ کس کس کو ٹیٹھتا ہے اور ہمارے بھائی کیا کھوتے اور کیا پاتے ہیں۔ اللہ انہیں سواد سے محفوظ رکھے۔

قصہ مختصر یہ ہے کہ ریاست بہاول پور کی اولین مجلس قانون ساز (لیجسلیوا سمبلی) ۱۹۵۲ء میں قیام پذیر ہوئی۔ اس میں ہمارے عزیز محمد فرخ زادہ سلطان احمد اولہ مخدوم روشن چراغ صاحب جو ۱۲ رمضان ۱۳۷۱ھ مطابق ۲۶ مئی ۱۹۵۲ء کو حرکت قلب بند ہونے سے فوت ہوئے، ممبر منتخب ہوئے۔

تبریز ۱۹۵۲ء تک اسمبلی قائم رہی۔ بعد ازاں عرصہ کے تعطیل کے جب جنوری ۱۹۵۶ء میں ریاست کی اسمبلی کا انتخاب ہوا تو اسے بحال کر دیا گیا اور مخدوم زادہ صاحب نے رکنیت سے دست بردار ہو کر اپنے عزیز بھائی حمید الدین بی بی سے، ایل ایل بی ایڈوکیٹ ضلع رحیم یار خاں، فرزند رشید مخدوم کرم شاہ صاحب سجادہ نشین مومبارک کو مغربی پاکستان اسمبلی کا ممبر منتخب کر دیا۔ جو اس وقت تک بدستور ممبر تھا۔

مخدوم زادہ سلطان احمد اپنے والد ماجد کی رحلت کے بعد دو مواقع کے مبردار اور ۲۸ کے ذیل دار ہوئے اور ڈسٹرکٹ پنچایت یونین کی سدارت کے علاوہ ریاست بہاولپور کے درباری رسی نشین بھی بنے۔

مذوم روشن چراغ ضلع رحیم یار خاں کے پیشین مجسٹریٹ، منصف درجہ اول اور سب رجسٹرار رہے
 مومبارک کی پنجاب کے سربراہ اور زمیندارہ بیکس کے وائس پریزیڈنٹ بھی تھے۔ ان کی تاریخ وفات جو میں
 نے لکھی اس کے چند اشعار یہ ہیں۔

جو تھا روش۔ چراغِ شانہ انِ حاکمی نامی
 نہیں اُلک سکتا انسان سب بلاوا حق سے آجائے
 نہیں اس کے سوا پارہ کہ دامن صبر کا ہنزیں
 کذا ہائف نے اب بے روئے انکار ابنِ حامد تم
 ہوا ہے مرتحل وہ اور اس کا ہے الم سبک
 معالج اس کا کوئی خواہ بقراط و اسطو ہو
 و عامر حوم کی بخشش کی خاطر ہم کریں لورو
 پچھا روشن چراغِ دو دمانِ حاکمی "نکھدو"

۶۱۹۵۲

جب مذوم زادہ حمید الدین کے جدِ ماری مولانا محمد یار صاحب ۱۲ رجب کو فوت ہوئے تھے تو میں نے
 جو تاریخ لکھی تھی اس کے چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

آنکہ در حجب احمد مختار
 خوش گلو خوش مزاج خوش باطنی
 چوں ز تاریخ جستجو کر دم
 ہاں بگو "مولوی محمد یار"
 بود مقبل جمع اہل کمال
 علین مصطفیٰ مثالِ بلال
 گفت ہا کہ اے نجمۂ خصال
 مرتحل شد برائے سال و سال

۶۷۱۳

جب میں ۵ جولائی سے ۲۷ ستمبر ۱۹۵۷ء تک رتہ پیراں میں زیادہ تر سیلاب سے سلسلہ آمدورفت
 بند ہو جانے کی وجہ سے نہ کا ہوا تھا تو مولانا مرحوم کے داماد برادر مرحوم مذوم کم شاہ صاحب کئی دن میری ملاقات کے لئے
 از روئے محبت قلبی، لاہور ہسٹل میں مع عیال خود فروکش رہے مگر انہوں نے مجھے زیارت نصیب نہ ہو سکی۔
 میں لاہور واپس آکر ان کے فرزند رکن الدین اور بھتیجے سلطان احمد موصوف سے ملا اور میر مذوم صاحب کے
 اہل بیت ہمارے ہاں تشریف لائے اور ہمیں لے کر حضرت عبدالجلیل کے مزار مبارک کی زیارت کی اور سب کو اپنی بہرانی
 سے نوازا۔ الحق یہ گھرانہ خاندان کے لئے باعثِ فخر ہے۔ خدا سے شاہ آباد رکھے۔

ان کے فرزندوں میں سے ایک شخص ہوا کہ جب ۱۹۲۰ء کے انقلاب میں مشرقی پنجاب و غیرہ میں مسلمانوں کا قتل عام ہو رہا
 تھا تو یہاں والی تشریف لیاں میں سیکڑوں ہندو اور سکھ پناہ گزین ہوئے اور ہمارے ان تشریف لیاں نے اپنی

جدی پناہ دہی سے کام لے کر ان سب کو پناہ دی اور بحفاظت تمام مع سامان رحیم یار خاں اسٹیشن پر سپیشل ٹرین میں بٹھا کر ہندوستان پہنچا دیا۔

ایسا ہی رتہ پیراں میں محمد افضل شاہ اور اس کی چچا زاد بہن نے لڑکیوں کو پناہ دے کر لاہور اور پھر جالندھر پہنچنے میں مدد دی۔ اس انقلاب میں بڑے رنج کی بات تو یہ ہوئی کہ لوگ بے گناہ مارے گئے اور لوگ محفوظ رہے۔ اسلام میں غیر حربی لوگوں، بچوں، پورے عورتوں اور عورتوں کو مارنا سمجھنا ممنوع ہے۔

نامی

$$64 \frac{1}{54} = 512 \frac{3}{44}$$



عزیزان موضع پنڈری شیخ موسیٰ

حضرت شیخ موسیٰ اور ان کی اولاد کا حال تاریخ جلیلہ میں مذکور ہے۔

مفصل حالات پر مشتمل ایک کتاب بنام تاریخ موسوی پیر عثمان احمد صدیقی قریشی دہلوی لکھ رہے ہیں آپ ۱۹۴۷ء کے انقلاب کے بعد موضع مذکور میں مقیم اور حضرت شیخ سے تہنیت رکھتے ہیں تحقیق سے کچھ بطور خلاصہ جو انہوں نے اولاد قلندری میں افغانی کے لئے تصیبات فرمائیں فرماتے ہیں۔

حضرت مطلع الاوزار شیخ الشیوخ القطب الربانی والفرذ الجامع العمادانی سرالکونم
ولی ماورزاؤ ذریعہ ذرا اللہ سیدنا شاہ موسیٰ الہاشمی الحارثی الہنکاری رحمۃ الباری ولادت
مؤ مبارک ریاست بہاول پور میں ہوئی نویں صدی ہجری میں آپ کا ظہور ہوا۔ آپ ولی ماورزاؤ تھے۔ دس
سال کے تھے کہ والدین سے انتقال فرمایا۔ علوم ظاہری کی تکمیل کے بعد تہذیب و تمدن کے امور میں حصہ لیا۔

کالیات و مقامات عالیہ کے آثار زمانہ طفولیت ہی سے پیشانی مبارک پر ظاہر تھے۔

آپ اپنے وقت کے مقتداٹھے اویاٹھے عظام سے ہیں جو کوئی آپ کی طرف رجوع کرتا اسے سعادت ابدی حاصل ہوتی۔ آپ کا نسب نامہ سیدنا حضرت ابوالحسن ہنکاری ہاشمی جو کہ سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی کے دادا پیر تھے۔ جا ملتا ہے۔ جیسا کہ پیر فرح بخش نے بیان کیا ہے۔

سیدنا حضرت شیخ موسیٰ نے تیس سال تک پنجاب کے مختلف مقامات پر جنگل میں گزار کر بڑے مجاہدات و ریاضیات، شاکر سے تصفیہ باطن کیا۔ آپ اویسی تھے اور آپ کی تربیت روح بنوی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے۔ آپ جمع مکارم اخلاق اور صاحب فضائل و مناقب عالیہ اور صاحب کشف و کرامات تھے۔ حضور جس جگہ تشریف لے جاتے تھے، لوگ پروانوں کی طرح جمع ہو جاتے تھے۔ چونکہ آپ فضل و کمال کی دل افروز شمع تھے۔ جب خلق کا رجوع عام دیکھتے وہاں سے اور جگہ چل دیتے۔ چنانچہ بعض بعض جگہ آپ کے مشہور تکیے پائے جاتے ہیں۔ مثلاً بٹھنڈہ حاجی رتن صاحب موضع جٹا تحصیل چوہنیاں ضلع لاہور۔ ڈچکوٹ۔ کوئٹہ۔ جھامرہ۔ چنپوٹ۔ دربار شاہ مدار واقع منٹگری۔ قصبہ قوچ ضلع گوڑگانوہ۔ ملتان وغیرہ وغیرہ۔ آپ کا اصل مزار موضع پنڈی حضرت شیخ موسیٰ ضلع لائل پور میں آج بھی مرجع خلائق ہے اور ہزار ہا باب ذوق و اہل شوق کے لئے موجب کشائش ظاہری و باطنی ہے۔ آپ کی اولاد بھی اسی موضع میں آباد ہے۔

سہروردیہ سلسلہ آپ کا پداری و جدی سلسلہ ہے۔ مدار یہ سلسلہ کا خرقہ شریف آپ نے سلطان

الاولیاء قطب الدین فیلسید شاہ بدیع الدین قطب مدار المتوفی ۸۳۸ھ کن پوری سے پہنا اور انہوں نے روح رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بطور اویسی پہنا اور انہوں نے حضرت جل و علے سے ...

تقدیمت السماویہ

کیونکہ سیدنا حضرت شیخ موسیٰ بھی اویسی تھے اس لئے ظاہری بیعت آپ نے کسی بزرگ سے بھی نہیں کی اور حضور کی تربیت ظاہری و باطنی تمام و کمال حضور سید الکونین سلطان الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک نے فرمائی اور تاج مداریت اس وقت حضرت شاہ بدیع الدین قطب مدار کے پاس تھا۔ جو کہ قطب الارشاؤ بھی تھے۔ بحکم رسالت پناہ صلعم سید بدیع الدین صاحب نے خرقہ پہنانے کے بعد آپ کو ایک کلاہ زریں جو کہ بیکرہ تاج زریں ولایت کے قاعط کیا اور بروس سبز ہشتی بھی عطا کیا اور اپنا عصا لے

خاص و متصل و مساوی دے کر اپنی جائے رہائش کی تلاش میں روانہ فرما دیا اور فرمایا کہ جاہنگیر کے محلے چوار
 کی روٹی مشہد کے ساتھ اور ادنیٰ کے شیر کی لسی ایک وقت میں میسر آئے اور یہ مساوی رہنہ ہو جائے وہی تیرا
 مقام اور مسکن ہوگا۔ چنانچہ جب حضورؐ یہاں پہنچے جہاں اب آپ کا مزار مقدس ہے تو مندرجہ بالا فرمان پورا ہوا
 بس پندرہ سفر سے تاخیر فرمائی۔ سابقہ نام اس قصبہ کا پنڈی میر شہزاد بتایا جاتا ہے۔ جس کی جامع مسجد اور عید گاہ
 کے کھنڈرات کے نشان موجودہ گاؤں کی.... آبادی سے مشرقی جانب پائے جاتے ہیں اور ایک قبرستان
 موسومہ میر شہزاد جانب گوشہ جنوب غرب ڈیڑھ میل کے فاصلہ پر متصل کھائی نادر شاہ اب بھی مشہور ہے
 تذکرہ قطیبہ میں بھی اس گاؤں کا ذکر آیا ہے۔ اس قصبہ میں قوم بلوچ آباد تھی۔ گردو نواح میں اس قوم
 کی تین ریاستیں موجود تھیں۔ سنگترہ۔ نمان کمال اور پنڈی میر شہزاد۔ اور یہ لوگ پائے نام ہی
 مسلمان تھے۔ جس وقت آپ پنڈی میر شہزاد میں تشریف لائے ہیں تو یہاں کے باشندے فسق و فجور میں
 مبتلا تھے۔ آپ نے ان کو احکام شریف اور کتاب و سنت کی طرف دعوت دی لیکن بد بختی نے ان کو
 حضور کے عتاب میں گرفتار کر دیا اور یہ قوم آوارہ ہو کر جگہ چھوڑ گئی اور آپ نے یہاں رہائش اختیار
 کر لی۔

سیدنا حضرت شیخ سوسے۔ مستجاب الدعوات۔ صاحب کشف اور عظمائے عارین سے تھے۔ کرامات
 مقامات عالیہ اور تفریح تمام رکھتے تھے۔ آپ صاحب سلمہ اور صاحب نعر تھے۔ سیدنا حضرت شیخ
 عبد القادر جیلانی محبوب سبحانی سے کسی نے پوچھا کہ صاحب نعر کسے کہتے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ۔
 "جس کے دروازے پر مشرق سے آئے کہ مغرب تک کی تمام ارواح شائب و نافر سلام کرنے آئیں"
 اور ایسی سلمہ کے بارے میں کتب بات سیدنا شرف بہا کیرت مشغول ہے کہ شیخ سوسے کا کسے
 کنوری نے سیدنا شرف بہا کیرت سے چہ روہ نانو اور خورہ آشاہ بریح الدین قطب کے نام سے کہا ہے۔
 نے جواب میں لکھا جس کا مامل کلام یہ ہے کہ:-

"یک نانو اور میان مشائخ نظام اولیٰ است کہ اثر برفان دین درین نانو اور بو وند و سردار ایشان
 خواجہ اولیٰ ثانی است کہ بحسب باطن از سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم تربیت یافتہ۔ پس ہر ولی، اگر از باطن
 حضرت سرور کائنات و یا از روحانیت دیگر اولیاء تربیت و انشود و او در ظاہر بر پدید ارادت نیار د اور نیز
 اولیٰ خوانند پس حضرت شیخ بریح الدین ہم پر اولیٰ است کہ در باطن تربیت از روحانیت حضرت پیغمبر صلعم یافتہ

است ہم وچین شیخ ابوالقاسم گرگانی و شیخ ابوالحسن خرقانی نیز اویسی اند و شیخ تقی الدین گنجوی نیز اویسی
 بو و فیض باطنی از روح نبوی صلی اللہ علیہ وسلم یانت و خواجہ حافظ شیرازی کہ از متواتر اثنی عشر بان روزگار بود نیز
 باین دولت مشرف شد و بخطاب لسان الغیب مخاطب گشت۔

جس طرح سید بدیع الدین صاحب قطب مدار اویسی اور صاحب سلسلہ ہیں اسی طرح سیدنا حضرت شیخ موسیٰ
 علیہ الرحمۃ بھی صاحب سلسلہ اولیائے عظام میں سے ہیں۔ کیوں کہ آپ صاحب تصرف ہیں۔ اسی لئے اکثر و بیشتر وہ دراز سے
 صاحب حال لوگ آپ کے مزار مقدس پر زیارت اور فیض روحانی حاصل کرتے ہیں۔ اسی لئے حافظ محمد نے ہیں۔ عام درویش آپ کے
 روضہ مبارک میں معتکف ہوئے۔ اسی لئے اکثر لوگوں نے جمعہ کی رات کو آپ کے روضہ مبارک سے نورانی شمعیں نکلتی دیکھی
 ہیں۔ باوجود شہر کے درمیان ہونے کے شہر بھی آپ کے روضہ مبارک پر دیکھا گیا ہے
 (راقم الحروف بھی ان دونوں باتوں کا شاہد و ناظر ہے)

حلیہ شیخ رحمۃ اللہ علیہ - صاحب حال لوگ جو کہ آپ کے روضہ مبارک پر مراقب ہوتے ہیں
 مراقبہ سے باہر آنے کے بعد آپ کا مرتبہ قرب دیکھ کر حیرت زدہ ہو جاتے
 ہیں۔ اکثر و بیشتر اصحاب سے اور کئی عقیدہ لوگوں کی زبانی سنا ہے۔ کہ حضور کے سر مبارک پر مرصع تاج ہوتا ہے۔ بہت
 سے لوگ جو حضور کی زیارت سے مشرف ہوئے ہیں۔ آپ کے علیہ تشریف کے بارے میں بیان کرتے ہیں۔ کہ حضور
 کا تمام لباس سبز ہوتا ہے۔ لمبا قد کشادہ پیشانی رنگ سرخی مائل سفید چہرہ مبارک کتابی آنکھیں بڑی بڑی ناک لمبی اہ
 ادبھی سر کے بال مبارک چھوٹے چھوٹے اور گول ٹوپی اور ہاتھ میں عصا مبارک ہوتی ہے۔ اور چہرہ سے وہ جلال
 اور نور نکلتا ہے۔ کہ ایک نظر کے بعد دوسری نظر ڈالنے کی جرأت نہیں ہوتی۔

کرامت شیخ - آپ کی کرامتوں میں سے ایک کرامت یہ بھی ہے کہ جو شخص آپ کی زیارت سے مشرف ہوتا
 ہے۔ گناہ کبیرہ کی طاقت اللہ تبارک تعالیٰ اس سے سلب کر لیتے ہیں۔ سبز لباس آپ کے سلسلے
 کا امتیازی نشان ہے۔ حضور جس کسی کو اپنی خلافت سے مشرف فرماتے تھے۔ اس کو سبز لباس پہننے کا حکم فرماتے تھے۔

سجادگی شیخ - حضور نے اپنی حیات میں اپنے بڑے صاحبزادے شیخ بدر الدین بدر کو خلافت و سجادگی عطا فرمائی
 تھی۔ آپ کی وفات کے بعد مسند ارشاد پر وہی قلمن ہوئے تھے۔ جن کی اولاد میں نسل بعد
 نسل مسند مشیخت پر سر فرما رہے آئے۔ اور تمام برادری ان کے آگے نظر پیش کرتی تھی۔

افسوس کہ اب یہ سلسلہ ختم ہو چکا ہے۔ کیوں کہ شیخ بلد کے بڑے صاحبزادے شیخ محمود کے سلسلے میں کوئی اولاد نرینہ باقی نہیں رہی شیخ بلدا الدین کے شہزادہ اکبر شیخ محمود کے فرزند اکبر شیخ زندہ پیر کی اولاد میں سے آخری سجادہ نشین کا نام رستم شاہ الحروف پیر گھی شاہ تھا۔ ان کے بعد یہ مسند کسی کو نہ ملی۔

سیدنا حضرت شیخ موسیٰ نے اپنی حیات میں بہت کم لوگوں کو صحبت سے مشرف فرمایا۔ جس کی وجہ یہ تھی کہ کیوں کہ حضور مقام صمدیت رکھتے تھے۔ جس کی وجہ سے ہمیشہ غلبہ انوار الہی کا رہتا تھا۔ اور ہمیشہ مشاہدہ ذات میں محو رہے تھے۔ جس کی وجہ سے عام لوگوں کی طرف بہت کم توجہ کرنے کا موقع ملتا تھا۔ آپ کی حیات ظاہری میں لوگوں کو آپ سے جس طرح فیض روحانی و فیض دنیوی پہنچتا تھا۔ وصال کے بعد بھی دیکھنا چاہیے اسی طرح جاری ہے۔

آپ کے عقدس ملک خیر الدین کبھی تعلقدار موضع جھامرہ جو کہ حضرت عبدالحمیل چوڑا بندگی رحمتہ اللہ علیہ کے مریدین میں سے تھے۔ اور انکا ذکر تذکرہ قطبہ میں ہے، صاحبزادگی سے

ہوا۔ جس کا واقعہ مختصراً اس طرح ہے۔ کہ آپ پیر و سیاحت کرتے ہوئے۔ موضع جھامرہ پہنچے۔ ملک خیر الدین کبھی ایک جہانگیر شاہ شخص تھے۔ اور حضور کے چہرہ مبارک پر انوار الہی دیکھ کر سمجھ گئے۔ کہ اولیائے عظام سے ہیں۔ آپے حسب و نسب پوچھنے کے بعد کہا کہ ہم آپ کا رشتہ اپنی برادری میں کرا دیتے ہیں۔ آپ نے ملک سے فرمایا کہ ہم تیری لڑکی سے رشتہ مناکحت کریں گے۔ ملک خیر الدین نے کیا کہ میرے گھر لڑکی کوئی نہیں۔ لیکن واقعہ اس طرح تھا۔ کہ ایک ہفتہ عشرہ گزرا تھا۔ کہ ملک خیر الدین کے گھر ایک لڑکی پیدا ہوئی تھی۔ جو کہ انہوں نے اپنے رسم و رواج کے مطابق زندہ دفن کر دی تھی۔ پھر فرمایا کہ وہ لڑکی جو زندہ دفن کر چکا ہے۔ ہم اس سے عقد کریں گے۔ تو ہم اس جگہ لے چلے جہاں اس کو دفن کیا ہے۔ وہاں پہنچ کر اپنے زمین کھودنے کا حکم دیا۔ لڑکی کا خدا زندہ سلامت موجود تھی۔ وہ آپ نے نکلوا کر والدین کو دی کہ اس کی پرورش کرو۔ جس وقت یہ جوان ہو گئی۔ تو ہم اس کو اپنے پاس لائیں گے۔ ماں باپ نے انکا نام بی بی خاتون رکھا۔ بروایت دیگر خاتون بی بی نام تھا۔

آپ کا مزار مقدس سیدنا شیخ موسیٰ کے متصل ایک بند چار دیواری میں ہے۔ آپ نے دائیں طرف راقم الحروف کی ہمیشہ کا مزار ہے۔ مزار مقدس کو ہمیشہ کالہ گار ہوتا ہے۔ صرف جمعرات کو یہ اضرابا آپ کی اولاد میں سے کوئی روشنی و خوشبو کر دیتے ہیں۔ کیوں کہ اندر جانے کی اجازت عام نہیں ہے۔

آپ بھی اپنے وقت کی رابعہ لبریں تھیں۔ مجھے آپ کے بارے میں قدرت نے بہت کچھ بتایا ہے۔ جس کا ذکر مفصل انشاء اللہ تعالیٰ اپنی کتاب اذکار موسونی میں کروں گا۔

آپ کے بطن مبارک سے چار صاحبزادے پیدا ہوئے۔ خلف اکبر شیخ بدر الدین بدر۔ شیخ ابوالمعروف شیخ مونگر۔ شیخ نظام الدین اور سب سے چھوٹے شیخ عماد الدین حمدانی۔ چاروں صاحبزادوں کی کثیر التعداد اولاد موضع مذکور میں اور اس کے دوسری کئی جگہوں میں آباد ہے۔ شیخ بدر الدین آپ کے جانشین ہوئے اور دیگر صاحبزادے بھی اپنے وقت کے مشاہیر و عالم فاضل بزرگوں میں سے ہوئے ہیں۔ آپ کی اولاد کے تقریباً دس بارہ لاکھ مریدین و معتقدین خطہ پنجاب میں ہیں۔ آپ کی تمام اولاد اپنے اجداد و اجداد کے نام سے چار پٹیوں میں منقسم ہے۔

بدر پتی۔ مونگر پتی۔ نظام پتی و حمد پتی۔ بدر پتی و حمد پتی بہت کثیر التعداد ہے۔ مونگر پتی میں حصوں میں تقسیم ہو چکی ہے۔ اور نظام پتی صرف پانچ خاندانوں پر منقسم ہے۔ ضروری سمجھتا ہوں کہ چاروں پٹیوں کی موجودہ و گزشتہ معروف ہستیوں کا مختصر سا ذکر کروں تاکہ یادگار رہے۔ بدر پتی کے زیادہ افراد مٹھلہ فضل شاہ و موضع جرمہ قریشیان ضلع منٹگمری میں آباد ہیں۔

شیخ بدر الدین کے تین صاحبزادے تھے۔ شیخ محمود۔ شیخ اجمل و شیخ کبیر خلف شیخ اکبر محمود دربار اکبری میں بڑی عزت و قدر و منزلت رکھتے تھے۔ کسی نشین تھے اور اکبر بادشاہ آپ کا بڑا معتقد تھا۔ اور آپ کو موضع پنڈی کے اردگرد بڑی جائگہ عطا کی تھی۔ لیکن اس وقت کے رسم و رواج کے مطابق جس کسی کا مال مویشی چوری ہو جاتا تھا اور کسی دوسرے زمیندار کی حدود میں اس کا کھوج چلا جاتا تھا تو اس کو دینا پڑتا تھا۔ جس کی وجہ سے اولاد شیخ نے دیگر مواضع کو چھوڑ کر دریائے راوی کے اردگرد چاہات پر آبادی کر لی اور سرکار انگریزی کی عمل داری میں غیر آباد زمین پر بھی لگان لگایا جاتا تھا۔ جس کی وجہ سے لوگوں نے اپنی اصلی مالکی بھی چھوڑ دی جو ایک عرصہ دراز کے بعد خام تحصیل ہو کر جنگل سرکار میں شامل کر دی گئی۔ موجودہ شہر پنڈی کی حدود کے اردگرد جتنے گاؤں بھی آباد ہیں یہ سب اسی خاندان قریشی کی چھوڑی ہوئی زمین میں بسائے گئے ہیں۔

اس پتی کے گزشتہ مشہور لوگوں میں سے مخدوم پیر کپڑ شاہ مرحوم ابن مخدوم حیات شاہ جن کے والد پیر فضل شاہ کے نام پر چک فضل شاہ آباد ہے۔ جو کہ شیخ اجمل کے پوتے تھے۔ مخدوم کبیر شاہ خورشید الخاندان ہوئے۔ آپ اعلیٰ نمبر واسطے۔ اور پیر بڑھے شاہ۔ شیخ جلال بن شیخ محمود کے پوتے اپنے وقت کے مشہور سارف کامل ہوئے ہیں۔ آپ کی کرامتیں اب بھی زبان زد خلایق ہیں۔ قوم و ہنواں تمام آپ کی مرید

تھی اور اب بھی آپ کی اولاد کی قدر و منزلت اسی طرح کرتی ہے۔ آپ کے صاحبزادے مخدوم پیر محمد شاہ جو کہ میرے والد کے بیعت تھے۔ ذیل دار و نمبر دار اور آئیری مجسٹریٹ و ممبر ڈسٹرکٹ بورڈ تھے یا پبلک کے رئیسوں میں آپ کا شمار تھا۔ ایک ہزار سے زائد سنہری سندیں مع انعامات آپ نے حاصل کی تھیں۔ اس کے علاوہ پیر عالم شاہ و راجن شاہ جن کے نام پر مٹھیہ راجے شاہ حافظ آباد ضلع گوجرانوالہ میں آباد ہے اور پیر سائل شاہ مشہور اولیائے کرام سے گزرے ہیں۔ پیر سائل شاہ کے صاحبزادے عوث محمد شاہ اچھے عامل باعمل بزرگ ہیں۔

موجودہ نوجوان طبقہ میں خاص طور پر قابل ذکر مخدوم پیر اعظم شاہ ابن پیر بخشاے شاہ اور ان کے برادر کلاں پیر بخشاے شاہ ہیں۔ پیر بخشاے شاہ تاریخ کے حافظ ہیں۔ موضع پنڈی کی معاشرتی۔ علمی۔ زراعتی۔ حالت کے سدھارنے میں پیر اعظم شاہ کی کوششوں کو بڑا دخل ہے۔ آپ ایک سادہ طبیعت نیک طبیعت بردبار اور مسلمان صورت دیکھوں کہ آپ کے چہرہ پر دائرہ صحت و تعلیم یافتہ ہونہا ر جوان ہیں۔ جن سے ضلع کے تمام افسران خوش رہتے ہیں۔ کیوں کہ آپ بڑے خاق و مہمان نواز انسان ہیں۔ خدا آپ کی عمر دراز کرے۔ اس کے علاوہ پیر سید محمد شاہ ابن پیر منہنگاے شاہ جو کہ پیر مخدوم فتح شاہ ذیلدار جن کو فوجداری اختیار تھی۔ کے پوتے ہیں۔ مخدوم فتح شاہ نے آخر عمر میں سب کچھ چھوڑ کر درویشانہ زندگی بسر کی ہے و شاہ جمال ابن پیر فاضل شاہ و پیر منظور حسین ابن پیر جوانے شاہ اس سب کے ہونا ہر فرد میں۔ جن سے تمام کی نعت سی امیدیں راستہ ہیں۔

دوسرے صاحبزادے حضرت شیخ مونگر کی تمام اولاد بھی موضع پنڈی کی دیہات پر آباد ہے۔ آپ اس خاندان کے سب سے پہلے مصلحت ہیں۔ آپ نے ایک کتاب موسم بڑ مغا ہر موسمی تالیف کی تھی۔ جو کہ انقلاب زمانہ کی نقد ہو گئی۔ علمی لیاقت و بزرگی اور نفاست پسندی و لسانی آپ کی اولاد میں درشتا چلی آتی ہے۔ اس کتاب پر پیر نثار شاہ۔ مخدوم شاہ نواز رئیس اعظم کے پوتے ہیں۔ اب فوجداری لوہاں شاہ ابن شاہ بولہ۔ حضرت شاہ کے دربار میں بڑی عزت رکھتے تھے، کے پوتے پیر نور شاہ ابن فیض شاہ کے پاس رہے جو پیل شاہ ابن آپ کے نام سے موسوم ہے۔ ابو النور مخدوم فیض علی شاہ اس گھرانے کے روشن چراغ تھے۔ آپ اہم باطنی نہایت دیندار نماد نسبت۔ مخدوم خاتم صفت مخیر اور سنی بزرگ تھے۔ آپ میرے والد نبلہ شاہ مظفر آباد مذکور کے بیوت تھے۔ غریب دائرہ آج بس آپ لو یاد کر کے روتے ہیں۔ آپ کے برادر خرد و سرفی کامل پیر دائیم علی شاہ عالم باعمل صاحب تقویٰ اور پیر نثار شاہ ہیں۔ انہیں نظر زہد جہد میں قائم البلی و صاحب الدہر بزرگ تھے۔ آپ پیر شیر محمد فقیہری کے مرید و خلیفہ تھے۔ آخر عمر میں آپ اکثر مسکین رہتے تھے

جس کی وجہ سے آپ کا کلام عوام کی سمجھ میں نہ آتا تھا۔ آپ کی نشانی مخدوم پیر حیدر علی شاہ صوفی حیات ہیں۔ آپ ایک خاندانی ہونہار عالم فاضل صوفی منش انسان ہیں۔ تاریخ و ادب میں آپ کا مطالعہ بڑا وسیع ہے۔ کتب خانے بے بہا کا ذخیرہ رکھتے ہیں۔ نسب دان بھی ہیں۔ مجھے آپ نے "اذکار موسوی" کی تیاری میں بڑی مدد دی ہے۔ اور اپنے کتب خانے سے کافی مواد فراہم کر کے دیا ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ آپ کو اپنا جانشین عطا کرے۔ آمین۔ نواب شاہ دین شاہ کی اولاد سے ایک قابل ذکر ہستی مسجد موسوی کی رونق اور متولی حاجی پیر لعل شاہ ہیں جو کہ دوبارہ بصرہ۔ عراق و شام ہوتے ہوئے حج بیت اللہ کے لئے تشریف لے گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو بخیریت واپس لائے۔

اسی گھرانے کی ایک مشہور ہستی پیر رستم شاہ المعروف پیر گھو بے شاہ صاحب عدیم المثال بزرگ گذرے ہیں۔ آپ علی احمد صابر کی طرح صاحب جلال ہیں۔ ولایت پٹی پڑی پر آج تک آپ کا تصرف ہے۔ آپ سیدنا حضرت شیخ موسیٰ کے اولیسی تھے۔ آپ کا روضہ مبارک موضع پٹی سے جانب شمال ۱۱ میل پر مرجع خلائق عام و خاص ہے۔ ہر وقت بے شمار زائرین کا جھگڑا لگا رہتا ہے۔ آپ کی اولاد میں سے پیر صالحون شاہ و پیر جس شاہ مشہور بزرگ گذرے ہیں۔ پیر کھن شاہ و پیر بہادر شاہ انہیں دونوں بزرگوں کی نشانی ہیں۔ آخر الذکر اس احقر کی بیعت رکھتے ہیں۔ اس کے علاوہ مخدوم وڈے شاہ کی اولاد میں سے پیر نادر شاہ ولد بہاول شاہ اور مخدوم سلطان شاہ کی اولاد سے حاجی سیدین شاہ ابن لعل شاہ۔ درویش صفت عالم بزرگ ہیں۔ پیر بہادر شاہ ابن عبد اللہ شاہ نیک مزاج اور عاقبت پسند انسان ہیں آپ کے والد مخدوم عبد اللہ شاہ مجاہد مرحوم ایک بڑے جوشیلے اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شیدائی اور بدعتوں کے مخالف جہاد کرنے والے تھے۔ پیر بہادر شاہ کے ایک صاحب زادے محمد یوسف علی پنجاب نیشنل بینک آف پاکستان گویہ میں اعلیٰ عہدہ پر فائز ہیں۔ اب آپ لندن مزید تعلیم کے لئے گئے ہیں۔ اخراجات تعلیم کے لئے اٹھارہ ہزار روپیہ داخل کر دیا گیا ہے۔

مخدوم شیخ نظام الدین کی موجودہ اولاد پانچ خاندانوں پر منقسم ہے۔ آپ کی اولاد میں سے مخدوم سید محمد شاہ رئیس اعظم گذرے ہیں۔ جن کے چار صاحبزادے تھے۔ مخدوم زبیر شاہ کی نشانی حاجی سردار شاہ و حاجی نادر شاہ لیڈ لارڈز۔ مخدوم محمد شاہ (آپ بھی میرے والد کے بیعت تھے) کی نشانی پیر پہلو ان شاہ۔ فضل شاہ کی نشانی پیر پہلو ان شاہ۔ فضل شاہ۔ سلطان محمود جو کہ اس احقر کی بیعت رکھتے ہیں۔ مخدوم بہادر شاہ

کی نشانی پیر نور شاہ - مخدوم تامل شاہ کی نشانی پیر پہلو ان شاہ موجود ہیں - جن کا شمار علاقہ کے لینڈ لارڈز میں ہوتا ہے - مخدوم شیخ عماد الدین حماد کی بڑی کثیر النسل اولاد موجود ہے - تمام کا ذکر نہیں ہو سکتا - آپ کی اولاد سے مشہور و معروف پیر صلابت شاہ ازاد مخدوم علی اسحاق بن شیخ حماد جن کے نام پر چک ولایت شاہ آباد ہے - آپ بڑے کمال و صاحب کثرت و کرامات کے مالک تھے - آپ کے صاحب زادے پیر نھو شاہ نمبردار مشہور و معروف آدمی گذرے ہیں - جن کے بڑے صاحب زادے پیر حیدر شاہ بڑے صاحب معاملہ اور شان و شوکت والے آدمی ہیں - آپ مومینہ کلوٹی میں رہائش رکھتے ہیں - آپ پہلے ذیلدار تھے لیکن ذیل داریوں کے ختم ہو جانے کی وجہ سے اب چک نمبر ۲۰۲ کے نمبردار ہیں -

اس کے علاوہ اور بھی بہت بھی بزرگ ہستیاں قابل ذکر ہیں لیکن اوراق کی تنگی کی وجہ سے بیان نہیں ہو سکتا - ورنہ ایک دفتر تیار ہو جائے - آخر میں میں اس خاندان کے تمام نوجوانوں کے لئے دیرگاہ ایزدی میں التجا کرتا ہوں کہ پور و دگر عالم ان کو اپنے آباؤ اجداد کے نقش قدم پر چلنے کی اور ان کے ارشادات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے - آمین تم آمین

اولاد شیخ کی کوشش ترقی موجودہ شہر پنڈی شیخ موسے کی آبادی تقریباً چھ ہزار ہوگی جس میں اہل قریش اور ان کی تمام رعیت بھی شامل ہے - جس کا رقبہ ۱۲ ہزار ایکڑ سے زائد ہے - موضع موصوف میں پانچ نمبرداریاں ہیں - اولاد شیخ میں کل تیرہ نمبرداریاں ہیں اور ساٹھ ہزار روپیہ سالانہ مالیہ ادا کرتے ہیں - موجودہ نسل میں کاشتکاری کا ذوق و شوق بڑھتا جا رہا ہے - نمبر آباد زمینوں کو آباد کرنے کے لئے تقریباً پالیسی آئل انجن ٹک پیسے ہیں جو کہ غیر آباد زمین کو پانی سپلائی کر رہے ہیں - دوسرے موضع کی حالت سدھارنے میں مخدوم محمد اعظم شاہ صاحب خدمت بخشائے شاہ صاحب مبارک ہاؤس کے مستحق ہیں - جن کی بیدار بختی اور کوششوں کے نتیجے میں

شفابخانہ انسانات و حیوانات قائم ہو چکا ہے - پرائمری اسکول پیسے سے موجود ہے اور ہائی اسکول منظور ہو چکا ہے - جس کے لئے دوسری برادری نے بھی کافی مالی امداد دی ہے - پنڈی سڑک اور بس کی لائن منظور ہو چکی ہے - امید ہے کہ سال آئندہ تک بجلی کا نظام قائم ہو جائے گا - ایک موٹر لاری بھی موضع پنڈی سے چل کر تانہ بیانوالہ ہونی لائل پور جاتی ہے اور شام واپس پنڈی آتی ہے -

مسجد و خانقاہ شیخ سیدنا حضرت شیخ موسیٰ کی خانقاہ عالیہ شریف موجودہ شہر کے درمیان
 ۱۰ پچی جگہ پر واقع ہے۔ خانقاہ شریف متقبل مسجد موسوی ہے جو ابتدا میں نواب
 کبیر خاں کھن ملک فتح پور نے غالباً ۱۸۶۰ء میں بنوائی تھی اور ۱۸۵۵ء کی جنگ آزادی کے دوران
 میں اولاد حضرت شیخ موسیٰ کی اس میں شمولیت کی وجہ سے مسٹر برکلی ای لے سی نے بعد حصول غلبہ معہ
 بیوت پیر زادگان جلا دی اور مال و اسباب ضبط کر کے بنلام کر دیا اور مخدوم نادر شاہ ولد سردار شاہ
 کومح ولی داد مردانہ و لال خاں کا مٹھیہ و موکھا دہنی دال و غیرہ کو گرفتار کر کے کالے پانی بھیج دیا جو وہیں
 انتقال کر گئے۔ مسجد کی تعمیر پر اسی ہزار روپیہ صرف ہو چکا ہے۔ مسجد سنگ مرمر اور سرخ پتھر کے مصالحہ
 سے تیار کی گئی ہے۔ دیواروں پر سنگ مرمر کے کتبوں پر آیات قرآن کتدہ ہیں جو کہ مسجد کی شان کو دو بالا
 کر رہی ہیں۔ مسجد کے دالان میں خوش خط تلم سے لکھے ہوئے فارسی اشعار و اسمائے الہی مخدوم پیر حیدر
 علی شاہ ابن پیر دایم شاہ کے اعلیٰ مذاق کے مظہر ہیں جو کہ اپنے خود نوشت ہیں اور پانچ مرصع کلبیاں دو
 شباب ثائب کی طرح چلتی ہیں۔ ایسی شان دار مسجد تمام ضلع لائل پور میں اور کہیں نہیں ہے۔ مسجد
 کا ہزارہ اور فرس سنگ مرمری ہے۔

نامی جسے رب معنی سے خاص ملکہ تاریخ گوٹ عطا ہوا۔ اس نے ۴ ربیع الثانی کو تاریخ ذیل موضوع کی ہے۔

تاریخ تزئین جامع موسوی واقع موضع پنڈری شیخ موسیٰ

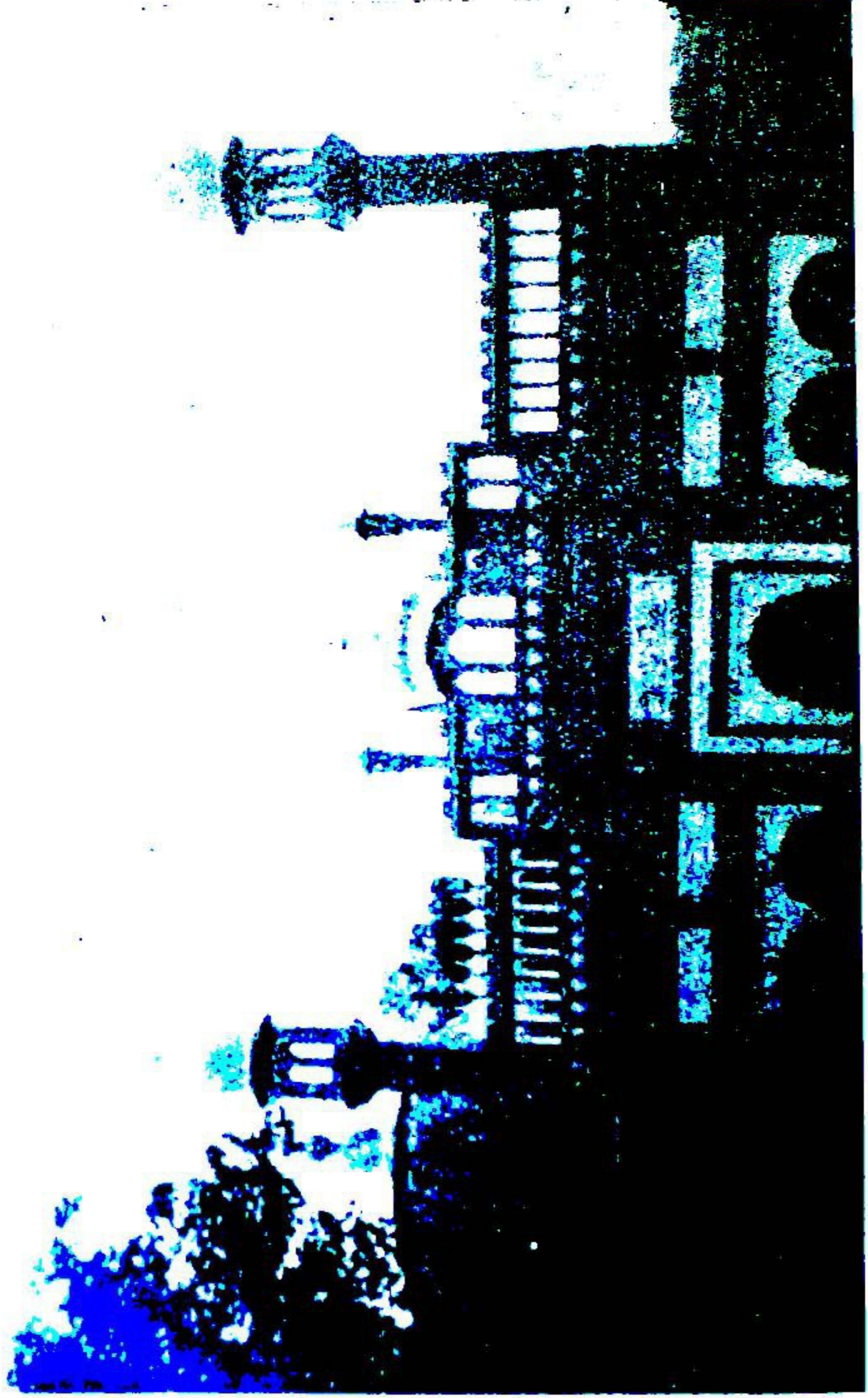
فیض شاہ مدار سے پنڈری	بن گئی بالیقین مدار الفیض
شیخ موسیٰ کی ذات سے نامی!	ہیں رواں ہر طرف حواری الفیض
شیخ موسیٰ کا فیض جاری ہے	آپ لاریب ہیں بحار الفیض!
روضہ موسوی بھی بیشک ہے	از پٹے معتکف حواری الفیض
شیخ موسیٰ یقیناً اے عرفان!	پٹے وابستگان ہیں جبار الفیض

زیب عنوان اب سنو تاریخ

جامع موسوی ہے دار الفیض

علامہ شہیر نامی

۱۳۷۷ھ



شہیدہ جامع موسیٰ و روضہ شہخ موسیٰ واقع ہندہ شہخ موسیٰ ضلع لائل پور

حضرت ابوالحسن ہکٹاری کے نسبت کی بحث

برادر مہرچندر علی شاہ کو میں نے لکھا تھا۔ کہ چونکہ حضرت ابوسفیان بن حارث کی اولاد کا کسی تاریخ میں ذکر نہیں۔ اور حضرت ابوسفیان بن حارث کی کثیر اولاد کا ذکر ہے۔ اور غلامہ ابن خلکان نے حضرت ابوالحسن علی ہکٹاری کو ان کے بیٹے عتبہ کی نسل سے لکھا ہے۔ اس لئے میں نے یہ بات پسند کی ہے۔ برادر مہرچندر اور ان کے پاس پناہ گزین پیر عرفان احمد صاحب نے اس پر بہت ناراضگی کا اظہار کیا ہے۔ اور یہاں تک لکھ دیا ہے۔ کہ اب آپ تعصیف العمر ہو گئے ہیں۔ جس کی وجہ سے محنت اور مطالعہ بینی کی تکلیف نہیں اٹھا سکتے۔ مگر آپ نے جو مضمون بھیجا ہے۔ اس میں چند مثالیں چند مصنفوں کے باہم اختلاف ڈسے کر لکوائے۔ کہ ایک قابل محقق بھی غلطی کر سکتا ہے۔ ابن خلکان نے ایسے وقت یا ایسی کتاب سے معلومات حاصل کیں۔ جب کہ جمل ہکٹاری میں بزرگان اموی مثلاً عدوی بن مسافر وغیرہ کا شہرہ خاص و عام اور زور تھا۔ ممکن ہے کہ جب عدویہ اس وقت حیل ہوا اور میں زاویہ بنایا۔ تو اس وقت ابوالحسن ہکٹاری ہاشمی کی اولاد سیستان میں چلی گئی تھی۔ ہم نے جس وقت زاویہ بنوایا۔ ان میں ابوالحسن ہاشمی ہاشمی کا کوئی ذکر نہ تھا۔ اور وہی ابوالحسن کے اندراج کو آپ غلط قرار دیتے ہیں۔ نامی)۔ ہم نے شیخ عبد اللہ بن عبد ہاشمی انبساطی کا بیروت کتاب خزینۃ الاسفیا کا نقل کر دیا ہے اس سے پتہ چلتا ہے۔ کہ وہاں پر ہاشمی النسل زانندان بھی آباد تھا۔ اور ممکن ہے کہ یہ بزرگ ہمارے زانندان ہی سے ہوں گے۔ ہم ابن خلکان کے قول کو درست نہیں سمجھتے۔

مضموں کے صفحہ ۱۲ پر تسلیم کیا ہے۔ کہ ابوسفیان بن حارث کی اولاد کے متعلق کوئی ذکر نہیں لیا گیا۔ جب کہیں ذکر ہی نہیں تو ابن خلکان کے بیان کو تسلیم کریں۔ اور مزید خور فرمائیں کہ حضرت حاکم کے سجادہ نشین اپنا نسب علی اصغر بن علی از لطن امام بنت ابوالعاص بن زینع اموی سے ملاتے ہیں۔ اور بہاؤ پور گزیر میں بھی لکھا ہے۔ اور بزرگ زادگان و بزرگ نعمت اللہ شاہ دل سے۔ آپ کسی کسی سے الجھیں گے۔ بہتر یہ ہے کہ آپ افکار عمومی میں اس مسئلہ کو عاف کریں۔ والسلام۔ (نامی)

مشاغل افرادِ خاندان

خدا کے فضل سے سلطان حمید الدین حاکم رح کی اولاد ہر جگہ وسیع رقبہ اراضی کی مالک ہے۔ موجودہ نسل اعلیٰ تعلیم حاصل کر رہی ہے۔ چنانچہ مومبارک کے سجاوہ نشین کے فرزندِ اکبر غلام حمید الدین بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی۔ ہیں۔ اور دوسرے رکن الدین لاہور کالج سے بی۔ اے کا امتحان دینے والے ہیں۔ مخدوم روشن چمران کے فرزند نور مصطفیٰ اور احمد شاہ۔ بی۔ اے ہیں۔ اور ارشاد احمد ایف اے پاس۔ مخدوم زادہ سلطان احمد کے تین بیٹے الطاف احمد۔ نور علی اور اشفاق احمد۔ صادق پبلک سکول بہاولپور میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ اس طرح مخدوم محمد بخش کی اولاد بھی کالج میں تعلیم پا کر رحیم یار خان میں برسرِ کار ہیں۔ حضرت عبد الجلیل عظیمہ اللہ تعالیٰ کے فرزند اکبر شیخ ابو الفتح نواسہ سلطان بہلول لودھی کی اولاد سے انگریزی تعلیم یافتہ۔

۱۔ انور علی شاہ۔ ایس ڈی۔ مستغنی۔ ہیڈ ماسٹر ٹائی سکول مرید کے میخاوم بالخصوص در مار گزیدہ
 ۲۔ محمد انبال جے وی۔ سیکنڈ ماسٹر۔ ڈی۔ بی یائی سکول نارنگ منڈی ضلع شیخوپورہ
 ۳۔ محمد خلیل جے وی۔ زبدتہ الحکما۔ پنجاب یونیورسٹی۔ مقیم کراچی پیراں
 ۴۔ عبد الحمید۔ بی۔ اے۔ معلم انگلیس دریا ضی ڈی بی یائی سکول احمد نگر ضلع گوجرانوالہ
 ۵۔ محمد یعقوب شاہ۔ ہر امتحان راجے وی۔ ایس ڈی۔ بی فرسٹ ڈویژن پاس کرنے والا۔ بارسوچ
 حرات مند۔ اور مستقل مزاج شخص۔ اپنی اولاد کو اعلیٰ تعلیم دلانے میں گوشاں۔ معلم تہ مضامین ساکن
 شیخوپورہ۔ محبت اہلبیت خود۔

۶۔ محمد جمیل شاہ۔ جے وی مدرس پریمری سکول لاہور کارپوریشن
 ۷۔ محمد منیر شاہ۔ ایروٹیکل گریجویٹ آر۔ اے۔ ایف ٹیکنیکل کالج ہینلو انگلینڈ۔
 ۸۔ محمد ابوبکر بی ایس سی کاشن انسپکٹر و مغربی پاکستان۔ مقبول عام خوش الحان۔ بلخن واوڈی۔

- ◆ نعتیہ کلام خانی (وزیر علی شاہ مرحوم) مطبوعہ ۱۳۴۶ھ
۶۱۹۲۸
- ◆ یادگار اشرف در حالات پیر محمد اشرف عالم شاہ بھاحب واقف اوقاف جلیبہ مطبوعہ ۱۳۵۱ھ
۱۹۳۲
- ◆ حالات بی بیان پاک دامن بنات حضرت توختہ مطبوعہ ۱۳۵۲ھ
۶۱۹۳۵
- ◆ تبرک عرس مشتمل بر حالات حضرت عالم مطبوعہ ۱۳۵۵ھ
۶۱۹۳۶
- ◆ تاریخ جلیبہ مشتمل بر حالات خاندان و مریدان قطب العالم مطبوعہ ۱۳۵۶ھ
۶۱۹۳۶
- ◆ متنوی مراد المجیبین (فقہ چاردریش اردو) منظومہ حضرت مراد شاہ در ۱۲۱۲ھ مطبوعہ
انجمن ترقی اردو بابت اکتوبر ۱۹۴۲ء
- ◆ گلدستہ حمد و ثنا مشتمل بر کلام خاندانی شعراء مطبوعہ ۱۳۶۲ھ
۶۱۹۴۳
- ◆ منیبہ تاریخ جلیبہ مطبوعہ ۱۳۶۳ھ
۶۱۹۴۴
- ◆ گلزار کلیات حضرت حمید الدین حاکم سلطان التارکین مطبوعہ ۱۳۶۵ھ
۶۱۹۴۶
- ◆ دیوان مراد اردو مطبوعہ رسالہ انجمن ترقی اردو بابت جولائی ۱۹۴۶ء
- ◆ تبرک کلام فرزندان حضرت کرم شاہ شہید مطبوعہ ۱۳۶۶ھ
۶۱۹۴۸
- ◆ دیوان قلندر شاہ مطبوعہ ۱۳۶۹ھ
۶۱۹۵۰
- ◆ تذکرہ قطبیا اصل فارسی مصنفہ بزرگوار حضرت قطب العالم مطبوعہ ۱۳۷۱ھ
۶۱۹۵۲
- ◆ اذکار قلندری مصنفہ بزرگوار پیر قلندر شاہ مطبوعہ ۱۳۷۷ھ
۶۱۹۵۷

حرف تکمیل میں تاریخ جلیبہ میں بیان کر چکا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اکرم وہی ہے جو زیادہ متقی ہو اور دنیا میں سیادت قریش کی ہے۔ آگے قریش کی شاخیں ہاشمی، اموی، صدیقی، فاروقی، عثمانی، علوی، زبیری، وغیرہ ہیں جو اپنے اپنے مورث اعلیٰ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی رضی) کے کاناہوں کی وجہ سے فخر کرتی ہیں۔ ہمارے بزرگوں کو ان کے قریب العہد مصنفین نے ہاشمی لکھا ہے اور اسے حقیقت سمجھنا چاہئے۔ میں ابن قتیبہ اور ابن خلکان پڑھ کر اپنے آپ کو ہاشمی کے بھائی کی اولاد سے سمجھنے لگا ہوں اور اس سے کئی عزیز نے بڑا منایا ہے۔ امید ہے ہمارے لائق بھائی حیدر علی شاہ اذکار موسوی میں معاملہ صاف کر دیں گے۔ والسلام (نامی ۸/۵۷)

ادکارِ قلندری

مصنفہ

پیر فرح بخش فحست

متوفی سن ۱۲۵۴ھ
۱۸۶۲ء

شائع کر کے ناہی

سن ۱۳۰۷ھ
۱۹۶۵ء